U 7601 4-12-09.

Title - GULDASTA-E-SUKHAN

Creator - Murattiba Nawal Kishore.

Publisher - Nawal Kishore (Lucknow)

Date - 1313 H

Pages - ~~[illegible]~~ 126

Subjects - Tazkira Shora - Urdu.

منشی نول کشور آنجہانی

دیباچہ
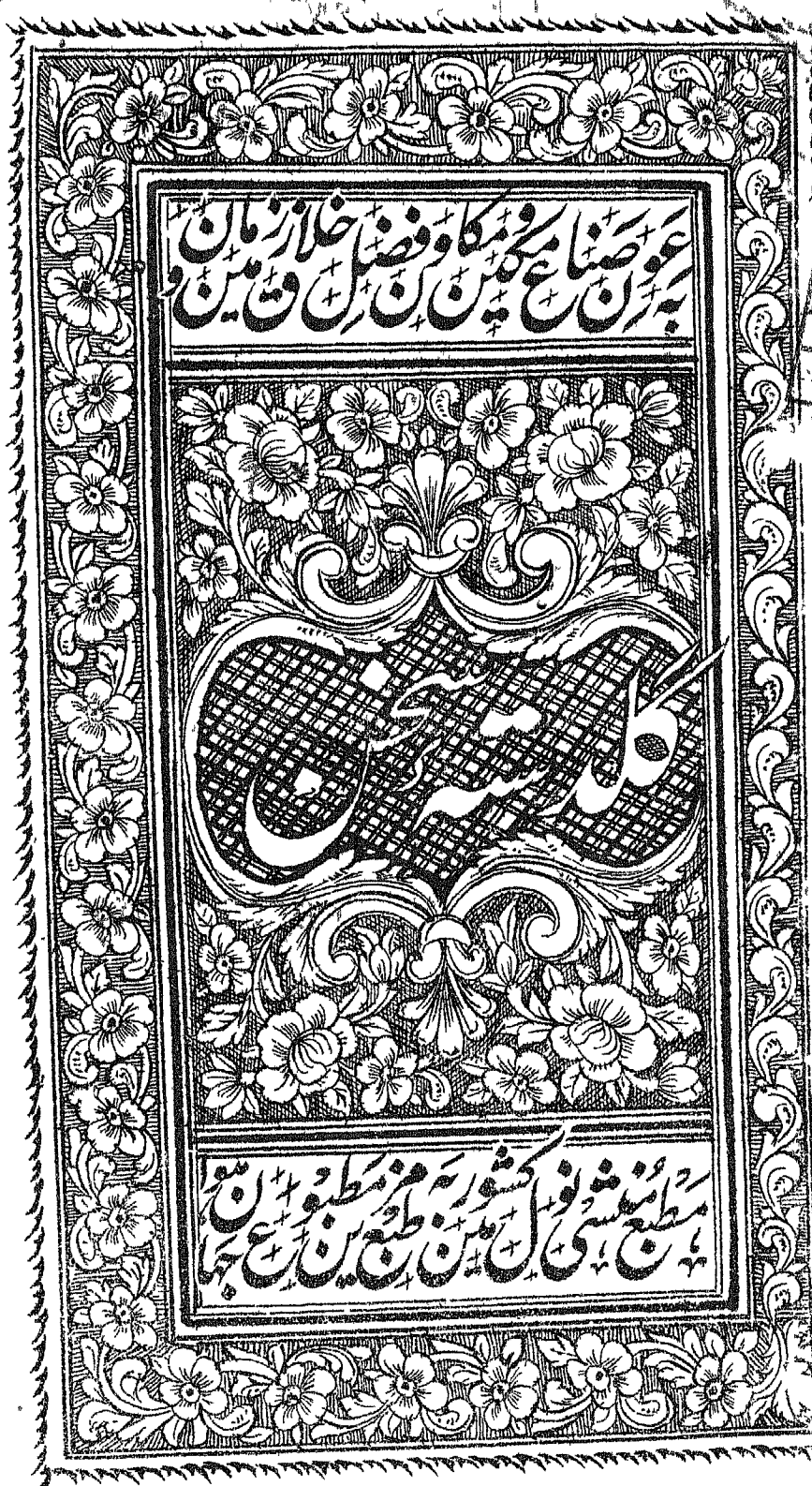
شعر و سخن کا چرچا شہر لکھنؤ مین مدت دراز سے ہے اور یہان کے اہل کمال تمام ہندوستان مین مشہور و نامور ہین ہر زمانہ مین بڑے بڑے شاعر ہو گذرے ہین جنکو تمام زمانہ مانتا اور استاد جانتا ہے گو عام کا مقولہ یہہ ہے کہ سودا میر مصحفی وغیرہ کی شاعری کے ہم پلہ متاخرین کا کلام نہین ہے مگر غور کیا جاے تو متاخرین مین بھی وہ بلا کے شاعر ہوے ہین جنکے کلام پر اعجاز جان دیتا ہے ناسخ۔ آتش۔ آباد۔ صبا۔ عرش۔ وزیر۔ رند۔ وغیرہ شعرا متاخرین ہی مین سے نہین تھے جنکی شاعری اور زمانہ ہمیشہ یادگار اور اس زبان کے لیے باعث اعتبار و افتخار رہیگا اس فن کی ترقی کے ذریعے بھی ان اہل کمال کو خوبی تقدیر سے اچھے مل گئے تھے کہ خود بادشاہ وقت قدردان سخن اور اس فن کے شائق تھے چنانچہ حضرت سلطان عالم بادشاہ اودہ کو ابتدا ولیعہدی سے اس فن کیطرف ایک رغبت خاص تھی اور جب بادشاہ ہوے تو اور بھی یہ شغلہ زیادہ ہوا اور کثرت سے چرچا شعر و شاعری کا لکھنؤ کے امرا وزرا رؤسا اور عوام مین پھیلا شعرا نازک خیال نے اعزاز و اکرام اور قدر و منزلت قرار واقعی حاصل کی اور عمدہ عمدہ خطاب پاے چنانچہ منجملہ شعرا دربار بادشاہی کے جناب قدوۃ المدققین عمدۃ المحققین کامل اکمل عالم اجل جناب

ملک الشعرا تدبیر الدولہ مدبر الملک منشی سید مظفر علیخاں صاحب بہادر رجنگ
مدظلہ القدیر فی زماننا یادگار ہیں لیکن وہ چرچے اور وہ جلسے کہاں بلکہ روز بروز
فن سخن تنزل پذیر ہے ہاں نام لکھنؤ اور رتبہ میں لکھنؤ کا اب بھی باقی ہے مجھکو
خیال آیا کہ کوئی ایسی تدبیر کیجیے کہ اس فن عزیز کی کماحقہ ترقی ہو اور وہ کار آئے
اور سخنوری میں جیسا نام اور پایۂ عظیم لکھنؤ نے حاصل کیا تھا اور اب بوجہ
ناقدردانی زمانہ کی معرض زوال میں آرہا ہے اگر پھر فروغ کمال پر پہنچے
تو کیا خوب بات ہے خاصکر اوس حالت میں جبکہ اس فن لطیف کی کیفیت سے
ارکان گورنمنٹ کو اطلاع دی جاوے تو سرکار سے زیادہ اس طبقۂ شعرا کا قدردان
کون ہوسکتا ہے بشرطیکہ سرکار کو اس فن کی کیفیت سے کامل طور پر اطلاع
پہنچے اور اس شاعری کے پاکیزہ خیالات سے آگاہی حاصل ہو اور یہ
بھی واضح ہوجاوے کہ جو نقائص و معائب اہل تہذیب کے نزدیک اس
شاعری میں لاحق ہیں وہ دور ہوگئے بلاشبہ ایسی حالت میں سرکار پر
واجب اور لازم ہوگا کہ اہل سخن کی قدر کرے اور جیسے کہ نثر کی ترقی کے واسطے
اوسکو فکر اور قدر ہے ویسے ہی نظم کے لیے بھی قدردانی اور فیضرسانی کا
اظہار فرماوے اگرچہ ایسا خیال مدت سے تھا لیکن اوسکا موقع مجھکو حاصل
نہوا ان ایام میں اکمل الکملا افضل الفضلا حضرت مولوی ابوالحسن صاحب
تحصیلدار تعلیم یافتہ دہلی کالج جو اودھ کے ملک میں عالی منصب پر
کار فرما ہیں اتفاق خاص سے لکھنؤ میں تشریف لائے اور انکی نیازمندی کو
اونکی خدمت فیضدرجت میں خادمانہ منصب شاگردی و تلمذ بھی حاصل ہے
اس خدمت و قیام چند روزہ میں مولانا ممدوح نے اکثر نوادرات لکھنؤ کی بھی
سیر کی ایک روز حسن اتفاق سے عالی پایگاہ جناب نواب سراج الدولہ

مولوی ابوالحسن صاحب تحصیلدار
تعلیم یافتہ دہلی کالج
منشی نولکشور

بہادر جنون تخلص کی ملاقات کا اتفاق ہوا اور نواب صاحب نے اپنے طبعزاد
دیوان میں سے اشعار آبدار سنائے جناب مولوی صاحب کو نہایت پسند آئے
اسی عرصہ میں حضرت امیر مدظلہ العالی سے ملاقات ہوئی اور شعر و سخن کا
ذکر ایسا گرم ہوا کہ بزم مشاعرہ حسب تحریک جناب مولوی صاحب ممدوح باتباع
خیالات سابقہ تجویز کی اور بسرپرستی حضرت امیر مدظلہ العالی کے بتاریخ ۱۲ اکتوبر
۱۸۹۸ء کو مشاعرہ ہوا اور بڑی کیفیت رہی اس جلسہ مسرت میں اکثر حضرات
عمائد و روسائے لکھنؤ شریک ہوئے جنکا شکریہ ادا کیا جاتا ہے لیکن بہنگام اجتماع
جو لہ حضرات اہل سخن نے طریق غزلخوانی و داد دہی میں روش مناسب کو
اختیار نہیں فرمایا اسلیے آیندہ صحبت مشاعرہ کے لیے خاکسار ایک خاص
مشورہ کر کے بہنگام تشریف آوری حضرت امیر مدظلہ العالی کے جو فی الحال
رامپور میں تشریف فرما ہیں ایک دستور مشاعرہ کا پیش کریگا جسمیں مقصود
اس جلسہ کا مفقود نہو فی الواقع اگر اوس اسلوب سے یہ بزم مشاعرہ آراستہ ہوئی تو اوسکی
علی نور ہوگی اور ہوگا اوسکی پابندی سے سخن کو رونق اور شعرا کو وقعت اور
سامعین کو مسرت حاصل ہوگی اخیر میں چند سطور میں اپنے قدردان والا شان
علم دوست فیض رسان افضل العلما جناب سید [illegible] صاحب بہادر [illegible] ڈائرکٹر
سررشتہ تعلیم اودہ کا بھی نہایت ادب و خلوص شکریہ ادا کرتا ہوں جنکی ذات سے
بسیار علوم و فنون کو استحکام حاصل ہے اور جو اس جلسہ میں حسب درخواست
راقم کے محض بنظر مزید قدردانی رونق افروز ہوئے اور اونکے ساتھ مسٹر [illegible]
بہادر [illegible] صاحب بہادر انسپکٹر تعلیم سرکل غربی و دیگر افسران متعلقہ تعلیم کا
جنکی سرپرستی کی نسبت اس مشہور مطلع شعرا کی تمنا [illegible] ہوتے ہیں [illegible]
خاکسار نولکشور مالک مطبع اودہ اخبار

نواب سراج الدولہ جنون

امیر لکھنوی

حضرت امیر کی سرپرستی میں ۱۲ اکتوبر ۱۸۹۸ء میں ایک مشاعرہ اور اس کی کیفیت

غزل خوانی اور داد دہی میں مناسب روش نہیں اختیار کی

فہرست گلدستۂ سخن

گلدستۂ سخن
مطبع منشی نولکشور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیف الف

اسیر تخلص جناب قدوۃ المدققین عمدۃ المحققین کامل اکمل عالم اجل جناب ملک الشعراء
تدبیر الدولہ مدبر الملک منشی سید مظفر علیخان صاحب بہادر بہادر جنگ مدظلہ القدیر
حضرت ممدوح فی الحال سرکار رامپور مین تعلق رکھتے ہین

چھا رہا ہے شب بالا وہ فسون گر گیسو
سنبلہ چرخ پہ سنبل ہے زمین پر گیسو

دام ماہی ہین پسینے مین جو ہون تر گیسو
ہنس دو ڑین سگے جو برسائین گے گوہر گیسو

شب قدر وہ ہے جہان اوسکے معنبر گیسو
ہے عجب سوتے زمین جاتے ہین بڑھکر گیسو

کیا اندھیرا ہے کہ دیدار خدا کا ہے محال
کون کھولے ہوے آیا دم محشر گیسو

پیچ ایسے نظر آتے ہین سیاہی ایسی
دل کافر ہے کہ مفلس کا مقدر گیسو

صاف روشن ہے یہ افشان کی چمک سے اے ماہ
کہ ستارکی ہے زنجیر سراسر گیسو

رحمت و قہر کی ہے شان تجھی مین اے بت
برق ہے چہرہ نہین ابر نہین ہے گیسو

ہے عجب گردش دنیا کہ پئے پارۂ گوشت
کاٹ دی زوجہ ایوب پیمبر گیسو

کون سرکش ہے وہ جسکا نہین سرکوب کوئی
کاٹ کر کرتی ہے مقراض برابر گیسو

خلق کو نامۂ اعمال ہون جسدن تقسیم — ہاتھہ آئین مجھے یا خالق اکبر گیسو

جو پریشان ہین یہان ہین وہی رتبے مین بلند — دیکھو اللہ نے پیدا کیے سر پر گیسو

کیون فلک قدر نہ سمجھین تجھے سب اہل زمین — نسر طائر ہے ترا حسن تو شہپر گیسو

نالے کرتا نہین اس ڈر سے حسینون کے حضور — کہ پریشان نکرے چل کے یہ صرصر گیسو

ایسی نفرت ہے کہ دون نقد دل و جان بھی اگر — مشک سمجھے نہ میرے ہاتھہ نہ عنبر گیسو

مانگ سیندور سے اوس بت نے بھری ہے اپنی — کیون نہ ہو جاے مری خونکا محضر گیسو

دیتی ہے زال جہان بنت عنب کو رونق — جیسے دختر کے سنوارے کوئی مادر گیسو

شانہ ہر روز جو آتا ہے زیارت کے لیے — کوئی رکھتا ہے مگر موے پیمبر گیسو

جیسے ہو جاتا ہے گل جنبش دامن سے چراغ — عیب بینون کے بجھا دیتا ہے تیور گیسو

خاک عاشق کا جو ذرہ بھی ہو مٹی مین شریک — پھر تو ہو صاف نہ دھونے سے مکدر گیسو

خاک اوڑاتا جو گیا قاف مین مین دیوانہ — ڈر کے پریون نے چھپائے تہ چادر گیسو

دل چرایا نہ ترے خط نہ ترے خال نے یار — اسطرح کا کوئی طرار نہین ہے گیسو

کشتۂ تیغ ادا جاکے جو سنبل کو کرین — تسمہ رکھین نہ لگا بال برابر گیسو

جانتے تب کہ نگلتے شب فرقت کو کبھی — دیکھنے کو ہین فقط آپ کے اژدر گیسو

آج کس کس کا کیا نامۂ اعمال سیاہ — کل یقین ہے کہ پڑھین گے سر محشر گیسو

دیکھو اتنا بھی ستاؤ نہ دل افگارون کو — کس شکنجہ مین ہین شانے سے اوجھکر گیسو

خط گلزار کے لکھنے کو وہ قلمین ہین قلم — ورق خط شکستہ کا ہے مسطر گیسو

سر دھری سے زمانی کی ضرر کیا انکو — کملیان ہین ترے دیوانون کے سر پر گیسو

ہون وہ بدبخت کہ دعوی بھی مری بخت کو ہی — اب سیاہی مین نہین میرے برابر گیسو

کنگنون سے تری کنگھی کے ہے آگاہ اسیر — کھیل عالم کا بگاڑا ہے بنا کر گیسو

افضل تخلص افضل الدولہ مظفر الملک سید افضل علیخان بہادر شوکت جنگ خلف اصغر و شاگرد جناب تدبیر الدولہ منشی مظفر علیخان بہادر اسیر

قاتل خلق ہو کیونکر نہ ترا ہے گیسو
حسن شمشیر ہے شمشیر کے جوہر گیسو

کان تک اوسکے پہنچتا ہے تو جھک کر گیسو
اب نہ رکھے کا سے لگے بال برابر گیسو

آتے ہیں اوسکی کمر تک جو لٹک کر گیسو
طرف راہ عدم ہیں سبھی رہبر گیسو

چشم بد دور رہ تیرے ہیں معنبر گیسو
عطر عنبر ہو وہ جس آب سے ہوں تر گیسو

دیکھ امیر نظر ہو نہ گرفتار بلا
نکلے مقراض نہ کاٹے ترا شہپر گیسو

عمر گذری کہ دباتی ہے سیاہی شب کو
خواب میں مجھکو نظر آتے ہیں اکثر گیسو

ذرے افشاں کے تو ایسے نہ چمکتے تھے کبھی
مانگ لائے ہیں مگر چرخ سے اختر گیسو

دل صد چاک مرا لیکے وہ بت کہتا ہے
کیسا شانہ تھا بنا خاک نہ تیجر گیسو

ہوں نہ کیونکر حق عشاق میں فتنے برپا
صبح محشر ہے وہ رخ دامن محشر گیسو

مال لوٹا ہوا رہزن سے کوئی ملتا ہے
پھیر دیگا مرا دل چھین کے کیونکر گیسو

غش سے کچھ مجھکو افاقہ ہو جو ہے اوسکا حال
وہ سنگھا ئیں مجھے جبتک نہ معنبر گیسو

حسن نے اپنو خدا ایکا کیا ہے سامان
رخ پیمبر ہے تو اصحاب پیمبر گیسو

نصف شب میں مہ نو نکلا ہے یا ہے تیری مانگ
آدھی رات ادہر مہ انور ہے ترا ہے گیسو

سانپ لہراتے ہیں پانی میں یہ ہوتا ہے گمان
عکس افگن نہیں آئینہ کے اندر گیسو

وصل کے دنکو گھٹاتا ہے ترا تنگ دہن
ہجر کی شب کو بڑھاتے ہیں برابر گیسو

عطر عنبر کی جو ہر صبح سے آتی ہے شمیم
کیسے دہوئے ہیں کچھ دریا میں معنبر گیسو

کیا نہ پائیگا سزا مجھکو کیا خانہ خراب
مثل زنجیر پھرے گا ترا در در گیسو

حسن تک اوسکے نہ اسوجہ سے آئیگا زوال
خوف ہے بن کے نگل جائے نہ اژدر گیسو

کشتی عمر کو درکار ہوا جب سامان
بادبان اوسکے لٹک کر ہوئے لنگر گیسو

۱۹۰

لپٹنے کا جو کرون ساتھ مین اوس ماہ کے قصد
لوٹ کر مار سیہ ہو سر بستر گیسو

کفر و دین حسن کے نیرنگ سے ہین ایک جگہہ
رخ براہیم ہے بتخانہ آذر گیسو

نکلی جاتی ہین مرے پاؤن سے کیون زنجیرین
اوسنے سنت کے بڑہائے ہین مقرر گیسو

بادۂ ناب محبت مین ہوا کون غریق
موج آسا عرق شرم مین ہین تر گیسو

زنگ لرزے گا حبش کانپ اوٹھے گا سارا
باندھکر لام اگر لائے گا لشکر گیسو

صاف ظاہر ہے کہ ہی حسن کو اوس بت کے زوال
نکلے مورچۂ خط کے لیے پر گیسو

کیا تعجب ہے بڑہے عمر تو حاصل ہو مراد
اوسکے قدمون سے مشرف ہوئی بڑہکر گیسو

جسطرح ماہ کا تاریکی شب سے ہی فروغ
ہے ترے حسن خداداد کا زیور گیسو

ہون وہ عاشق جو ہو موباف مرا رشتۂ چشم
بل کی لینے لگین ہون جامے سی باہر گیسو

نشۂ مرگ ہے عاشق کو نظارہ اسکا
کیون نہ لبریز کرے عمر کا ساغر گیسو

کبھی آتا ہے گہن مین تو نکلتا بھی ہے ماہ
رخ روشن سے ہٹا اسے مہ انور گیسو

ہوگا اندھیر سیا ساری خدائی مین ابھی
رخ پہ لٹکاؤ نہ تم بکھیر بکھیر گیسو

داد خواہ اوسکے ستم کا جو مین ہونگا افضل
اولٹی کسواے گا مشکین دم محشر گیسو

افسون تخلص عالی خاندان والا دودمان جناب میرزا آغا حیدر صاحب بہادر شاگرد رشید جناب منشی مظفر علیخان صاحب بہادر اسیر مدظلہ العالی

زہر اوگلین نہ کہین صورت اژدر گیسو
چھیڑو نہ افسون شب وصلت مین سمجھکر گیسو

عرق رخ مین لیے ہین جو سراسر گیسو
سنبل باغ جنان سے بھی ہین بہتر گیسو

عشق کاکل نے پریشان یہہ کیا ہے مجھکو
کہ پریشانی مین ہین میرے برابر گیسو

شانہ و آئینہ دو فوج بلا نازل ہے
وہ بگڑتے ہین جو بنتے نہین دم بھر گیسو

چار رہزن ہین یہہ دل ایک بچے گا کیونکر
آنکھین سفاک ہین تیری تو ستمگر گیسو

غم نہین ہے کسی باہنی سے ہیہ سوراخ جگر
صورت مار سیہ کیون نکرے گھر گیسو

کیسے موزون ہیہ کیا مطلع ابرو اونکا
کس کی تصنیف ہین مصراع مکرر گیسو

ہیہ تمنا ہے کہ وہ جھاڑکے مجھے قتل کرین
تسمہ ہون ہیہ سے گلے ہین تہ خنجر گیسو

خواب مین بھی نظر آتے ہین مجھے مار سیاہ
ہو گیا ایسا گنہگار ہین چھوکر گیسو

ذرے افشان کے نہین زلف سیہ مین اماہ
صورت سنبلہ ہین یا رکھتے ہین اختر گیسو

پابزنجیر ہو جائین یہی وحشت سے ہے
ہم بنا ہین ترے بگڑے ہوے کیونکر گیسو

ہمکو ظلمات مین آجائے نظر آب حیات
اوڑ کے آئین جو ترے چاہ ذقن پر گیسو

حلقۂ زلف مین ہے کان کا موتی روشن
من اوگلتا ہے یہان صورت اژدر گیسو

آسمانی ہے بلا آج زمین پر نازل
پاؤن تک کھنچے ہین اوس ماہ کے جھک کر گیسو

برق سی کوند گئی ابر سیہ مین افسون
رخ پر نور سے سرکائے جو ہنسکر گیسو

اشرف تخلص منشی اشرف علی صاحب ساکن قصبہ کستمنڈی توابع لکھنؤ شاگرد نسیم دہلوی خوشنویس نسخ و نستعلیق بے مثل ہین عرصہ دراز سے کارخانہ اودہ اخبار کے متعلق ہین

رات بھر خواب مین دیکھے وہ معطر گیسو
دیکھئے کون بلا لاتے ہین سر پر گیسو

شانہ کش ہین شب و روز رہین زلفون مین
یہ غضب چھو نہ سکین ہم سے بد اختر گیسو

مجھ ہوا خواہ کے کٹنے سے بھی جوڑا باندھو
ڈر ہے برہم نہ کرے جنبش صرصر گیسو

صدمہ پہونچے گا تمھاری کمر نازک کو
بڑھ گئے حد سے اگر بال برابر گیسو

وصف بالون کا ترے ہمنے لکھا دیوان مین
مہربان آج ہوے داخل دفتر گیسو

سر کو سینے پہ وہ رکھکر کبھی سوئی بھی نہین
دلکو پہلو سے مرے لیگئے کیونکر گیسو

کوئی لحظہ انھین فرصت نہین سرگوشی سے
رازدان آپکے ہین یا کہ ہمیشہ گیسو

خوش جانونکا بگڑتا ہے ابھی لاکھہ بناؤ
پھانستے ہین دل عالم کو الجھکر گیسو

واسطے کس کے یہ ہے مد نظر آرائش
نہین ہوتے ہین جدا شانے سے دم بھر گیسو

بوسۂ عارض پر نور ہے ہر وقت نصیب
نہین رکھتے ہین ہمارا سا مقدر گیسو

سینے مین طالب دیدار کا دم گھٹتا ہے
ناز سے کر نہ حجاب رخ انور گیسو

بال چھوڑے کبھی رخ پر کبھی جوڑا باندھا
کیا نزاکت سے ہوئے ہین اونھین دوبھر گیسو

جی اوٹھا دھیان جو زلفونکا دم مرگ آیا
کشتئ عمر رواں کو ہوئے لنگر گیسو

سیکڑون مر گئے بال اوسنے جو چھوڑے رخ پر
جادۂ راہ عدم ہو گئے بڑھ کر گیسو

کیون نہو دیکھ کے اونکو دل اشرف بیچین
ہے جبین صبح قیامت شب محشر گیسو

اشرف تخلص سید اشرف علی صاحب منشی بال ضلع ناندیر ملک حیدرآباد دکھن

کھل گئے جب کہ ترے کافر دلبر گیسو
طاہر حسن کو ہو جائینگے شہپر گیسو

ابرو عقرب ہین تو ہین آپکے اژدر گیسو
ڈر کے مارے نہین چھوتے ہین فسونگر گیسو

اوسکی نکہت سے ہوا کوچہ معطر سارا
ہے عجب اوس بت کافر کا معنبر گیسو

ہوئی کیفیت ابر سیہ دلبر روشن
غسل مین آپکا جسم کر ہوا تر گیسو

تھا تلاش رخ روشن مین پریشان بیشک
جب تو ظلمات کو سمجھا تھا سکندر گیسو

تیرہ بختون کو بھی دیتے ہین جگہ اہل صفا
دیکھو رہتا ہے قریب رخ انور گیسو

ہے رگ جان سے وہ نازک کہ سمجھ لے جاناں
چھوڑنا تو نہ کبھی اپنی کمر پر گیسو

گر سرک جائے دوپٹہ ترے سر سے اے بت
کیا خطر ہے کہ ترے خود ہون مسخر گیسو

سنبل باغ کی تشبیہ جو مین نے لکھی
پر ہم آشفتہ ہوئے اور بھی ابتر گیسو

جسطرح عقد ثریا ہے فلک پر روشن
ایسے اشرف ہین بہم یار کے گوہر گیسو

انعام تخلص حکیم سید امداد علی صاحب مولد و مسکن کانپور ہے تلامذہ مولوی حمید الدین خانصاحب فرد مغفور کے ہین اکثر تصنیفات انکے دیکھنے مین آئے ہین شعر اچھا کہتے ہین

جھکے گلگشت مین اوسکے جو معطر گیسو
اپنے سنبل نے نہ کیا کیا کیے ابتر گیسو

منہہ لگانے کی یہہ خوبی ہی کہ بل کرتے ہین
ابھی کیا کیا نہ چڑھین گے ترے سر پر گیسو

تیرے قامت مین ہے ہر عضو قیامت آفت
حشر خورشید ہے رخ فتنۂ محشر گیسو

دانت شانے نے بھی غصے مین نہ کیا کیا پیسے
شب جو برہم ہوئے مجھسے ترے دلبر گیسو

جنکے شب بالونپہ افشان وہ زبان پر لائی
اور کیا توڑین گے افلاک کے اختر گیسو

ہر فسون ساز کو لازم ہے بھلا ای جادو چشم
سیکھہ لے سانپ کے منتر ترے چھوکر گیسو

ہونگے سرگوشی مین سرگرم جو منہہ زوری پر
کیا لگے رکھین گے پھر بال برابر گیسو

سانپ لپٹے نظر آیین گے ترے بالون مین
عکس افگن کبھی ہونگے سر گوہر گیسو

ہم فقیر ذکو ہے **انعام** حصیر ایسی غزل
باعث بحر رمل بن دیئے یکسر گیسو

احسن تخلص منشی شیام سندر صاحب متوطن لکھنو شاگرد دیوان دیا کرشن صاحب ریحان کے ہین

تا کمر پہونچے ہین اب یار کے بڑھکر گیسو
ہونگے کچھ روز مین پاؤن کے برابر گیسو

دل پریشان ہوا جان پھنسی آفت مین
ظلم عشاق پہ کرتے ہین سراسر گیسو

سر پہ مشاطہ کے ہر وقت قضا کھیلتی ہے
کالی ناگن سے نہین یار کے کمتر گیسو

مصحف رو ہی کتابی مین شرف بخشا ہے
ہے عنایات الٰہی سے ہمیشہ گیسو

کیون نہ دیوانہ نہین دیکھنے والے اوسکے
آتشین عارض جانان ہی پری پیکر گیسو

دل نہ تھا پاس تو کیون دینے کا اقرار کیا
خاک مانین مرے کہنے کو کہ تجھپر گیسو

آنکھ آئینے کی جانب سے نہین ہٹتی ہے
دام جوہر مین پھنسے اوسکے معنبر گیسو

یار کی زلف کی تعریف لکھے کیا احسن
سنبل باغ جنان سے بھی ہیں بہتر گیسو

اشرف تخلص ابو سلیمان ظہیر الدین احمد خواجہ محمد اشرف علیصاحب مولد و مسکن لکھنؤ
یہہ صاحب بعرصہ سے اس مطبع میں تعلق رکھتے ہیں اور صحت کتب عربیہ پر مامور ہیں
لیاقت اچھی رکھتے ہیں اکثر رسالے انکے تصنیفات سے مثل نقش سلیمانی وغیرہ کے ہیں

چھوڑ دیے یون نہ قریب رخ انور گیسو
ڈر ہے عاشق پہ بلا ئین نہ بڑھکر گیسو

کب نظر آتے ہیں قرب رخ دلبر گیسو
حسن کے گنج پہ بن بیٹھے ہیں اژدر گیسو

ذکر رہتا ہے خیال رخ روشن مجھکو
اور ہیں پیش نظر آپ کے شب بھر گیسو

سیر گلشن میں نظر جا جو پڑی سنبل پر
آگئے یاد کسی گل کے برابر گیسو

کیا کسی عاشق جانباز کا رکھا ہے یہہ سوگ
کیون سنوارے نہیں دور سے دلبر گیسو

سانپ کیطرح جو یہہ دوش پہ لہراتے ہیں
مار ہی ڈالین گے عاشق کو مقرر گیسو

زندگی عاشق جانباز کی مشکل ہے بہت
تیر مژگان ہیں اگر اوسکے تو خنجر گیسو

نظر شوق کا پہونچتی نہیں رخ تک اوسکے
بنگئی سیر سے یہ سد سکندر گیسو

رفتہ رفتہ یہہ بڑھی ہی مجھے الفت اوسکی
کرتے ہیں آئینۂ دل میں مرے گھر گیسو

دست مشاطہ نے ہر روز سنوارا جو انہیں
کیا کھون یار کے کیسے ہیں ہوا پر گیسو

زلف کی یاد نہیں جاتی ہے دلسے اشرف
بھولتے ہی نہیں اوس شوخ کے دم بھر گیسو

افسر تخلص مرزا احمد تقی خانصاحب بہادر خلف الرشید نواب مرزا صادق علیخان بہادر
مغفور شاگرد امیر اللہ تسلیم رئیس ابن رئیس مولد و مسکن لکھنؤ شعر گوئی کا شوق
کثرت سے ہے ہر ماہ کی ۱۵ کو انکے بزم مشاعرہ نہایت ضبط اور آراستگی کے
ساتھ عرصہ سے منعقد ہوا کرتی ہے

وصل میں بگڑے سے نئے یار کے اگر گیسو
او تجھے سلجھے مری تقدیر سے شب بھر گیسو

کیوں رو رہا ہے گلے تمکو لگا کر شب وصل
آج بیوجہ مری جان ہیں کیوں تر گیسو

روح بو مشک کی دیتی ہوئی نکلی تن سے
مجکو یاد آئے جو کس کے تہ خنجر گیسو

عنبر افشان ہے اگر صبح صباحت کیا
چھو گئی ہوگی تمھارے کبھی آکر گیسو

ہیں نمانون کا جو ظلمت اسی کسدن تھی نصیب
ہو گئے ہوں گے شریک شب محشر گیسو

کبھی سینے سے اگر وصل ہوا بھی تو کیا
ضد سے بیٹھے وہ بنایا کیے شب بھر گیسو

جتنے معشوق ہیں دیتے ہیں انھیں سر جگہہ
واہ کیا رکھتے ہیں دنیا میں مقدر گیسو

سو بسو حال پریشان ہے ہمارا انسے عیان
ماجرا ہے دل پر ہم کے ہیں دفتر گیسو

حلقہ حلقہ میں ہیں عشاق کے دل گرم فغان
کوچۂ حشر ہا ہے ہر پیچ میں مضمر گیسو

چاہتے ہیں کہ پریشان ہیں مردن بھی ہوں
کھول دیتے ہیں مری گور پر آکر گیسو

پیچ بھی تقدیر کے ہیں ہیچ وگرنہ افسر
ہے آزاد ہوں پابند مضمر گیسو

اعظم تخلص مولوی محمد اعظم حسین صاحب خیرابادی شاگرد رشید حضرت مولانا استاد مطلق محمد عبدالحق خیرابادی کا اس مطبع میں ممتاز ہیں بعہدہ تصحیح کتب عربیہ سرفراز ہیں چند شعر اونکے قصیدے کے بھی جو کسی رئیس کی مدح میں لکھا ہی بطور نمونہ درج ہوئے

اشعار قصیدہ

آن گل عشرت کہ بہنگام سیر
قدر زمین ست ز جلالت بسیار

گاہ ذکا عقل و گہے بفیض
چرخ بجاہ است و زمین در وقار

عقل چہ بر خواندہ اسش در ذکا
عقل بماند وخت بوسے افتخار

قصہ چہ برگفتہ ام از فیض بحر
بحر سفیض ست بہ بستش نثار

چرخ بجاہش چہ رقم بر زدم
چرخ بحکمش شود اندر قرار

آن بو قارش چہ ہشتم زمین | روی زمین از قدمش مرغزار

غزل طرح

سر خود سود نسیم سحری بر گیسو	بہوادار یسے گل شد چو معطر گیسو
صورت صید زبون بر دو دم صیادے	حلقۂ دام بلا بود سراسر گیسو
ترک چشمت چو نہد رخت بآرایش خواب	طوق و زنجیر کشد بر سر بستر گیسو
دود آہ دل سوزان برخت پیچید است	تا شد از آتش رخسار تو مجمر گیسو
چہ کم تیشۂ حسرت بدلم چون تیز ند	می برد بوسۂ رخسار تو اکثر گیسو
دل من رخت سلامت بکجا انداز د	بہوایم چو کشد صورت اژدر گیسو
چشم خود چون نکشایم بتماشائی تبان	داد صد حلقہ چو از حلقۂ منظر گیسو
عالم لیل و نہار ست ز نیرنگیے تو	روز روشن رخ تو نور شب آمد گیسو

خشک شد خون غزالان حرم ای اعظم
داد چون مشک ختن بوے خطا در گیسو

ردیف ب

بہرام تخلص بہرام جی صاحب دستور تعلقدار اول ضلع نانڈیر ملک حیدرآباد دکن
نے یہ غزل اس تذکرہ کے لیے بھیجی تھی

پاس رکھتا ہی ترا عارض انور گیسو	کیون نہو مطلع خورشید منور گیسو
اوسکی مرضی ہے جسے چاہے چڑھاوے سر پر	کون رکھتا ہے کہ ہی یار کا خود سر گیسو
روشنی رخ روشن میں جو لیتا ہی یہ دل	ہو گیا یار ترا دزد دلاور گیسو
آب حیوان کا بہانہ تھا اوسے ظاہر میں	ڈھونڈھتا تھا ترا ظلمت میں سکندر گیسو
جا قریب رخ روشن جو اوسی دی سر پہ	شکر میں اس کے گرا اوس کے قدم پر گیسو
دام و زنجیر و بلا سلسلہ ہے گیسو کا	دل عاشق کو ہوا افعی و اژدر گیسو

عشق مین اوسکے ہوا ہای دل اپنا صد چاک
پھر بھی آشفتہ ہے برہم ہے مکدر گیسو

افعی دمار کی تسخیر تو ہوا فسون سے
نہین ہوتا ہے کسی طرح مسخر گیسو

کیا پریشانی مین پھرتا ہون تمنا مین تری
تیری نکہت نہین ہوتی ہے میسر گیسو

سخت دل پر ہے مری پیچ وخم اس کافر کا
کیا خیال اوسکا اوٹھے ہوگیا پتھر گیسو

کچھ سیہ کارون سے نفرت نہ کرین اہل صفا
دیکھیہ نوروے مصفّا کے برابر گیسو

تیری نکہت کے ہین مشتاق سبھی چین وختن
دھوم آفاق مین تیری ہے سراسر گیسو

تاب اب اسکی اسیری کی نہین ہی مجھکو
کھول دے دل کو مرے خالق اکبر گیسو

روشنی پھر نظر آوے نہ کہین ای بہرام
برق وش یار مرا چھوڑے جو رخ پر گیسو

بیخود تخلص منشی انور اللہ صاحب شاگرد مولوی غلام حسین صاحب قدر بلگرامی کے ہین مولد ومسکن انکا قصبہ اسیون پرگنہ موہان ہے یہ غزل اس تذکرہ کے لیے بھیجی تھی

پوشش کعبہ ہے اے یار سراسر گیسو
حج اکبر مین کرون رخ سے ہٹا کر گیسو

آگئے آنکھہ پہ جب سے کہ بکھر کر گیسو
مشک نافہ ہوا ہر ایک معنبر گیسو

جال پر جال بچھاتا ہے غضب کا صیاد
خط رخ کو جو چھپاتے ہین لٹک کر گیسو

آگ بن بن کے جلاتا ہے جو دن بھر چہرا
کالے بن بن کے ڈسا کرتے ہین شب بھر گیسو

خال زنبور ہین تو ابرو کج کژدم ہے
چہرہ ہے سانپ کا من اور ہین اژدر گیسو

لیلی شام کو محمل مین شفق کے پایا
لعل گھونگھٹ مین چھپا جب ہے ترا سر گیسو

انتیان کان مین ہین سانپ کے انڈے گویا
سانپ ہے کیچلی مین یا تہ چادر گیسو

رفتہ تاریک نظر آتا ہے سارا عالم
کھو گیا تجکو ملا جھلکو دکھا کر گیسو

قامت دلبر رعنا ہے جو مثل شمشاد
طرہ شمشاد کا بنتا ہے لٹک کر گیسو

سانپ کو آج تو بچھو پہ مسلط پایا | نیچے ابرو ہیں ترے اور ہیں اوپر گیسو

تھم گیسو ترے کانون پہ نہیں ہے بیکار | میرا احوال سناتا ہی یہہ جھک کر گیسو

یاد گیسو میں ہوے ہوش پریشان ایسے | ہاتھہ میں سانپ اوٹھاتا ہون سمجھکر گیسو

دون جو تشبیہ ختن سے تو خطا ہی سمجھو
چین و تاتار کو کرتے ہیں مسخر گیسو

ردیف ت

نسیم تخلص عالی پایگاہ داروغہ میر واجد علی صاحب رئیس لکھنؤ میر صاحب معصوف کی خیر سگالی گورنمنٹ انگلش کے ساتھہ بابت ۱۸۵۷ع مشہور و معروف ہے آپنے بجلدوے خیر خواہی ایک لاکھہ روپیہ نقد حاصل کیا اخلاق و مروت یگانہ زمانہ یارون کے یار حسن صحبت ہا پاک دل سے مذہبی عقائد میں سچے دیانت دار ہر سال میں متواتر مجلس اور خیرات اور خصوصاً عشرۂ محرم میں یکم تاریخ سے تا عشرہ برابر تقسیم تبخت اور مجلسیں ہوتی ہیں آپکے حالات اسقدر بسیط ہیں کہ اس مختصر سرچہ میں گنجائش نہیں

آیا محفل میں جو وہ ترک بنا کر گیسو | دل پہ تم تم سے لگانے لگے خنجر گیسو

آیا محفل میں جو وہ شوخ بنا کر گیسو | ڈس گئے دل کو مرے صورت اژدر گیسو

فخر کیا ہے جو ہوے مشک کے ہمسر گیسو | سنبل باغ جنان سے بھی ہیں بہتر گیسو

صاف کھلتے ہیں ترے مونھہ پہ بکھر کر گیسو | رخ ہے آئینۂ فولاد تو جوہر گیسو

سیلے کرتے ہو عبث عطر لگا کر گیسو | اپنی بو باس سے ہیں آپ معطر گیسو

ملگیا چین کے ڈانڈے سے حلب کا ڈانڈہ | آئے آئینۂ رخ کے جو برابر گیسو

لشکر زنگ کا اقلیم حلب پہ ہے یورش | آئینہ رو نہیں نکلا ہے بنا کر گیسو

طائر حسن کو چھیڑے ہے کب اوڑنے دے | جال کی شکل ہے حلقون سے سراسر گیسو

کیا تعجب ہے جو وہ حور پری بنکے اوڑے | بازوون پہ جو پڑے بنگئے شہپر گیسو

ہر بلندی کا ہو انجام جہان مین پستی
پیش پا اوسکے تنزل ہے ترقی ہو جسے

قتل عاشق پہ ہین وہ روز مسلح پہرتے
قتل عاشق کے لیے اسلحہ کیا کیا ہے بہم

سوے گیسو سی ٹپکتے نہین قطرے پس غسل
عنبر و مشک کی بو آنے لگی مٹی سے

عقدے حلقے ہین چمکتے ہین وہ مانند ہلال
شبہ ہو جاے نہ زنجیر کا دیوانون کو

کس کی الفت مین ہے زنجیر پہننے کی ہوس
اک جگہ سرو کی چوٹی پہ ہین دو کالے ناگ

زلف و عارض کی ذرا غور سے صورت دیکھو
حافظ مصحف رو صورت زر دان ہین مدام

سونے تیرا جمعہ ہی بچہ جمعہ کی دو راتین ہین
دو ہلالون کی ہے آغوش مین اک مہر منیر

چاند کے گرد نظر آتا ہے ہالا دن کو
یا علی کہہ کے سیہ بختون کو فی النار کرو

اژدہے نکلے نکیرین کے پیچھے دوڑے
سر جھٹکا کیے ان بے ادبون کو شب و روز

قطرے موتی سے برستے ہین جو جھلاتے ہین بال
انکے کاٹے کا نہ منتر نہ دوا ہے نہ علاج

اے صنم آتے ہین ہندو جو پرستش کے لیے

دیکھو سر چھڑ ہ کے گرایا ہے صنم پر گیسو
دیکھو سر چھڑہ کے گرایا ہے صنم پر گیسو
نیمچہ ابروے خمدار ہیں یا خنجر گیسو
سیف ابرو قرہ برچھی ہے تم خنجر گیسو
ابر نیساں ہیں کہ برساتے ہیں گوہر گیسو
یاد آتے ہیں جو ہمیں قبر کے اندر گیسو
نور عارض سے ہوے ایسے منور گیسو
سر سے آ پہونچے ہیں زانو کے برابر گیسو
سر سے آتے ہیں جو زانو کے برابر گیسو
پھبتی کہتے ہیں وہ خود باندھکے سر پر گیسو
آئینہ چہرہ ہے اور آئینہ کا گھر گیسو
چہرہ آئینہ ہے اور آئینہ کا گھر گیسو
خوشنما کتنے ہیں گرد رخ انور گیسو
خوشنما کتنے ہیں گرد رخ انور گیسو
خوشنما کتنے ہیں گرد رخ انور گیسو
طرفہ دم کس ہے کہ ہیں تیغ دو پیکر گیسو
یاد آتے ہیں جو ہمیں قبر کے اندر گیسو
آپکے حلم سے ہیں آپکے ہمسر گیسو
ابر نیساں کو خجل کرتے ہیں اکثر گیسو
سانپ کو مارلیں ایسے ہیں یہ کافر گیسو
در بتخانہ کے دو بیٹ ہیں مقرر گیسو

انکے حلقو نہیں مے حسن بھری ہے جو مدام
میکشی کیلیے ہے دور تسلسل انکا
سنبلستان خرابی ہوئی آرائش زلف
اپنے بیگانو سے الجھاتی ہے آرائش زلف
تیرھوان سال ہے عشاق سے شرماتی ہیں
نہ کسی سانپ نے کاٹا نہ کسی بچھو نے
سورۂ شمس کی تفسیر ہے یا خط غبار
قوت رفتہ پھر آجاے دماغ و دل میں
زلف و رخ دیکھکے روشن یہ ہوا صاف ہیں
وہ نہانے لگے دریا میں یہ لہرانے لگے
اے سکندر تجھے ظلمت میں ملا آب حیات
قرب عارض سے سیہ بخت کا تارا چمکا
بن گیا مثل رخ آئینہ یہ پیچ کی شکل
روز و شب صبح و مسا کہتے ہیں نور و ظلمات
بال ہیں تار نگہ حلقے ہیں سالقۂ چشم
چہرہ یار ہے یا غنچہ ما شاء اللہ
عطر ملکر سر بازار وہ اتراتے ہیں
ماہ نو ابروے خمدار ہیں خورشید ہے رخ
سنبلستاں میں دکھائی دیے دو تارے اتار
طول صحبت کا گھٹا زلف کا سودا جو چڑھا
شاخ سنبل میں لٹکتے نظر آے دو سیب

مست کرتے ہیں ہمیں صورت ساغر گیسو
یاد دلواتے ہیں مے نوشوں کو ساغر گیسو
آپ نے مجھکو بگاڑا ہے بناکر گیسو
آپ نے مجھکو بگاڑا ہے بناکر گیسو
منہ چھپا لیتے ہیں بکھرا کے وہ رخ پر گیسو
مار ڈالا مجھے موذی نے سنگھاکر گیسو
مظہر ظلمت یہ پریشاں نہیں رخ پر گیسو
عوض مشک سنگھا دے جو وہ دلبر گیسو
رخ ہے آئینہ فولاد تو جوہر گیسو
سانپ پانیکا بنے موج سے ملکر گیسو
خضر ہادی تھے ترے میرے ہیں رہبر گیسو
ہے ترے آئینہ دار و ہیں سکندر گیسو
سونچہ تو دیکھیں کہ بنا ینگے سکندر گیسو
میرا طالع ہے یہ رخ میرا مقدر گیسو
الف لیلے کا سبق پڑھتے ہیں فر فر گیسو
چشم نرگس ہے دہن غنچہ صنوبر گیسو
گلسے رخساروں پہ چھوٹے ہوے اکثر گیسو
مو بمو تار شعاعی ہیں سراسر گیسو
آے اوس گل کے جو پیتانکے برابر گیسو
صاف معراض محبت ہوے ملکر گیسو
آے اوس گل کے جو پیتانکے برابر گیسو

ہم تو ترسا کرین رخسار کا وہ بوسہ لین
رشک آتا ہے ہمین دیکھکے رخ پر گیسو

شعلۂ شمع رخ یار پہ ہوتا ہے نثار
میری آہون کا دھوان ہی نہین سر پر گیسو

اسکے عاشق کو نہو سانپ کے کاٹے کا اثر
مشک کا مالہ ہے گھونگر سے سراسر گیسو

اونسے کیا معرکہ آرا ہون حسینان جہان
کشور حسن کے وہ شاہ ہین لشکر گیسو

یوسف حسن کو ہی عرش جبین پر معراج
چاند رخ ہے شب معراج ہمسر گیسو

مین وہ دیوانہ ہون اوس حور کا جسکے غم مین
تو جگر رکھدے پریون نے لحد پر گیسو

نام انکا ہے رقم مروحہ جنبانون مین
راست جب رخ کے مگس ران ہین برابر گیسو

لکھتے ہین کاتب اعمال خدا خیر کرے
گوش سے بڑہ کے چلے دوش کے اوپر گیسو

شام سے دھوپ ہے قسمت مین سحر سے اندھیر
رات بھر پیش نظر چہرہ ہے دن بھر گیسو

دوش پر خفیہ نویسون کے خدا خیر کرے
پھانسی دیتے ہین جب دراست برابر گیسو

پیچ مین اسکے خبردار نہ آنا تسخیر
کاٹ کھائینگے کسی روز پلٹ کر گیسو

تمنا تخلص منشی رام سہاے صاحب خلف لالہ پورنچند صاحب مولد و مسکن لکھنؤ بالفعل سررشتۂ تعلیم کے صدر دفتر مین ملازم ہین شاگرد خیراتی لال شگفتہ اکثر کتب مثل گیتا مہاتم اور رہس پنج اور رسوم التعلیمات وغیرہ انکے تصنیفات سے ہین

سر چوٹی شانو پہ گرے کھنچے کمر پر گیسو
پاؤن چھونے چلے اب سر سے اوتر کر گیسو

پہلے تو خوب پسینے سے ہوئے تر گیسو
جب نچوڑے تو اوگلنے لگے گوہر گیسو

بڑہ گئے حد سے زیادہ جو لٹک کر گیسو
کھینچتے قامت نازک کو ہین لنگر گیسو

کھولکر رویا جو وہ میری لحد پر گیسو
چادر گل کے عوض بنگئے چادر گیسو

بوسہ جب لیتا ہون بل کھاتی ہین زنجیر گیسو
ہم سے برہم ہین سدا انکے مقدر گیسو

فتنہ و شر جو بپا کرتے ہین محشر گیسو
ڈھاتے ہین کالی بلا غیرونکے سر پر گیسو

باے کالو نہین مریب ہین تو گردنین ہے طوق
زینت سر کے لیے خوب ہین زیور گیسو

سانپ تو بھاگ گیا پیٹتے ہین لوگ لکیر
خوب پوشیدہ کیے تمنے دکھا کر گیسو

زندہ ہوتا تو سکندر کوئی کرتا ایجاد
دیکھتا آئینہ اپنے کو بنا کر گیسو

نیچے شعلہ ہے تو اوپر ہے دھوان مار غضب
شعبدے خوب کیا کرتے ہین زرگر گیسو

بوسہ لیلے کے خوشی سے لب شیرین کا ترے
لوٹتے ہین مزۂ قند مکرر گیسو

عاشق زلف ابھی قبر مین زندہ ہو جاے
یار آکر جو سنگھا جاے معنبر گیسو

بال دریا مین جو اوترانے لگے پانی سے
سر پہ دیکھے تھے نہ یہ پیرہن پر گیسو

دیکھکر حال پریشاں نے عاشق دم دید
کھولدین برہمنہ دل کا نہ دفتر گیسو

نکل آتا ہے وہین ابر سیہ سے خورشید
بوسہ لیتا ہون جو عارض کا ہٹا کر گیسو

الاماں موذیوں کے بل پہ یہ سرتابی ہے
سیدھی باتو نہ بگڑتے ہو بنا کر گیسو

صبح رخسار سے ہے قدر شب زلف فزون
بنگئے ہین شب معراج پیمبر گیسو

نوک مژگان کے تصور مین بگڑ کر دم دید
دل عاشق پہ لگا دیتے ہین نشتر گیسو

فکر تقی زلف کے مضمون کی کہنا جب سے
خواب مین دیکھتے ہین شب کو سخنور گیسو

تقی تخلص محمد تقی علیخان متوطن لکھنؤ خوش باش کانپور خوشنویس مطبع والا شان عالی ہمم حاتم عصر جناب منشی نولکشور صاحب بہادر و تلامذہ جناب خواجہ وزیر صاحب وزیر مغفور لکھنوی —

بل کئی لین یار کے سر چڑھ گئے بکھرا کر گیسو
سنبل باغ جنان سے بھی ہین بہتر گیسو

مار ضحاک سے ہرگز نہین کمتر گیسو
دل عشاق کو ڈس جائین نہ کیونکر گیسو

بل ہین ہین موے میان سے تری ملکر گیسو
مین ہون اک زار و حزین اور دو پیکر گیسو

خواہش جان ہے اوسے یہ دل دینے کے طالب
چشم پر فن سے ہین کچھ بڑھکے ستمگر گیسو

گو ہوے خاک مگر جوشش سودا ہے وہی
ہوے مر کر بھی نہ ہم قبر کے اندر گیسو

کیا نزاکت ہے کہ چلنے مین لچکتی ہے کمر
دیتے ہین دوش پہ ہر مرتبہ لنگر گیسو

دیکھتے ہی تجھے ادہم مین دم آیا دم نزع
کشتے روح روان ہے کے ہوے لنگر گیسو

پڑہ چلے عدسے قرون اب تجہے خدا غیر کرے
دوش پر کہا ئینگے ہر مرتبہ ٹھوکر گیسو

لے اوڑے ہوش پہ تزئین صنم دلکش کی
ہوگئے حسن خداداد کے شہپر گیسو

کیون ندین ہم اونہین اوڑتی ہوئی ناگن سے مثال
ہون ہوا پر جو ترے او بت خودسر گیسو

چھوڑتا ہی نہین عشاق کو بے جان لیے
سانپ کیطرح سے موذی ہے ترا ہر گیسو

یاد ہے کونسا لٹکا انہین ایسا یارب
دل و جان کرتے ہین کسطرح مسخر گیسو

لوٹ جاتے ہین مری سینے پہ سانپ اے قاتل
شب فرقت مین جو یاد آتے ہین اکثر گیسو

ہے خطا عنبر سارا ہے اگر دین تشبیہ
ہین کہین مشک ختن سے بھی معطر گیسو

آکے اس پیچ مین عشاق غریب الوطن ہین گویا
منزل ملک عدم کے ہوے رہبر گیسو

مانگ اوس حور کی ہے جادۂ ظلمات اگر
میرے نزدیک ہین پہر سد سکندر گیسو

دیکھتے ہین وہ گل و سنبل و ریحان کی بہار
روز لٹکا کے خط رخ سے برابر گیسو

حسرت دید مین عمر اپنی کٹی جاتی ہے
ہین مگر حق مین ہمارے دم خنجر گیسو

اے تپش ہوگی دم ذبح بلا کی اولجھن
یاد آئینگے جو جہکو تہ خنجر گیسو

تپش تخلص مولوی غلام محمد خانصاحب دہلوی آپکے کمالات اظہر من الشمس و ابین من الامس ہین سابق ریاست پاٹودی قسمت دہلی مین نواب اکبر علی خان بہادر مرحوم کے عہد مین بزمرۂ شعرا ملازم تہے اونکی وفات کے بعد [illegible] ترک کرکے اکثر تکمیل علوم مین مصروف رہے اور روس [illegible] مقامات مین رہنے کا اتفاق ہوا چند سال سے اس مطبع مین بعہدہ وقایع نگاری

ممتاز ہین چنانچہ نظم و نثر اردو فارسی عربی اور فن تاریخ مین آپکو وہ کمال حاصل ہے کہ زمانہ کسی دوسرے شخص کو وہ ملکہ راسخہ ہو شروعہ بارہ برس سے آپنے غزل کا لکھنا مطلق ترک کر دیا تھا بلکہ تائب تھے اس مشاعرہ مین بعض احباب کے نہایت اصرار سے قلم برداشتہ یہ اشعار لکھدیے

چھوڑ دے رخ پہ جو وہ رخ سے اوٹھا کر گیسو — اک طلسمات کا عالم ہون سراسر گیسو

کیون نہون رونق بازار ستمگر گیسو — تیغ و خنجر سے لٹکتے ہین برابر گیسو

کیون نہون صانع قدرت کے ثنا گر گیسو — رخ ترا نور خدا سایۂ حق ہر گیسو

بوسے لیتا ہے جو منھ چڑھ کے برابر گیسو — کتنا گستاخ ہے بیہودہ ہے خودسر گیسو

نور و ظلمات مین دیکھا نہو گر ربط کبھی — دیکھ لو جا کے قریب رخ انور گیسو

کفر و اسلام کا چھوٹا ہے نہ چھوٹیگا ساتھ — ہون جدا عارض پرنور سے کیونکر گیسو

سادگی مین بھی نکلتے ہین ترے لاکھ بناو — بنگئے حسن خداداد کا زیور گیسو

کیا ضرورت تھی کہ ہو سایۂ خورشید نقاب — بنگئے کیون نہ نقاب رخ انور گیسو

سمجھو خدمت سبب برتری ادنی ہے — سر سے کھلتے ہین تو گرتے ہین قدم پر گیسو

صورت سورۂ والشمس و ضحی و واللیل — کیون نہون عارض تابان کے برابر گیسو

منفعل ہوتے ہین بدلتے ہین جب پیچون پیچ — سرنگون ہین ترے رخسار کے اوپر گیسو

وہ پریزاد جو توسن کو اوڑا کر نکلا — دوش پر اوڑ کے نظر آنے لگے پر گیسو

کیون نہ مرغوب ہوا سلسلۂ زنجیر ونکا — اپنے دیوانون کو پہناتے ہین زیور گیسو

ہوا اوس چاند سے مکھڑے پہ گہن کا دھوکا — چھوڑتے اوس رشک قمر نے جو بنا کر گیسو

آتش حسن کی ہے کیا ہی دلیل روشن — ہین دھوان شعلۂ رخسار صنم پر گیسو

تیرہ بختی سے بھلا کیونکہ نہ ہم سے چٹین — لین بلائین ترے عارض کی جو آکر گیسو

گرد مہ کے ہین دھوان دھار گھٹائین اتنی — کاکل و ابرو و خط و زلف معنبر گیسو

چشمۂ آبحیات و دہن یار کہان — ہین مگر جادۂ ظلمات سکندر گیسو

مست ہو جاتین نہ کیون آہوے تاتار ختن
ہون ہوا دار صبا جب ترے کھلکر گیسو

گر نہ ہو چشم سیہ مست کا اوسکے جوگی
جھومتا کیون پھرے جون مست قلندر گیسو

پڑھ کے افسون کوئی ایسا کہ ہو صبح بلا
ہین شب وصل مری جان کو اژدر گیسو

چاہیے چور کا جو حال ہو وہ حال انکا
لے گئے صاف مرے دل کو چرا کر گیسو

اس زمین سے ہین پریشان کہان تک باندھین
اے تپش زور طبیعت سے سخنور گیسو

تسلیم تخلص شیخ امیر اللہ صاحب شاگرد جناب مرزا اصغر علیخان صاحب مغفور تخلص نسیم دہلوی مولد و مسکن فیض آباد عرصہ چالیس سال سے لکھنؤ مین سکونت پذیر ہین اور ۱۷ اسال سے اس مطبع سے تعلق رکھتے ہین نسخ و نستعلیق مین شغل ہے ایک دیوان تسلیم مع مثنویات شامل کلیات انسے یادگار ہے

روز رہتے ہین نقاب رخ دلبر گیسو
پردۂ کعبۂ عاشق ہین معنبر گیسو

بگڑے ہین موج صبا سے دم آرائش ؟
بل گئے ہین جو کبھی بال برابر گیسو

کب سے مشتاق شب قدر ہون اکدن مجکو
اپنے دکھلا دو تم اے سبط پیمبر گیسو

آرزو ہے کہ شب قدر ہو یا شام امید
کچھ نہ دکھلا سے خدا تیرے دکھا کر گیسو

ایک دن یہ ہین کہ ہین خاک اوڑاتی سر پر
ایکدن وہ تھے کہ ہم دھوتے تھے دن بھر گیسو

تیرہ روزون کو میسر نہین اسباب فراغ
خانہ بردوش ہی رہتے ہین معنبر گیسو

روز و شب کرتے ہین تصویر سے رخ کو سجدہ
ایک ہی کافر بیدین ہے معنبر گیسو

خوبصورت کا بگڑنا بھی جدا نہین ہے بناؤ
لٹکے بن جاتی ہے وہ زلف معنبر گیسو

دونون آفت ہین مری جان خرابی خاطر
قد قیامت ہے بلاے شب محشر گیسو

اوڑھ لا اور بھی وہ رشک پریزاد انسے
نگہ حسن کے پرواز کو شہپر گیسو

[illegible] تسلیم
[illegible] بخت سیہ ہین نہ مقدر گیسو

تجلی تخلص للّی جی صاحب شاگرد خواجہ حیدر علی آتش متوطن لکھنؤ

ہین پریشان جو بہت آپ سے کوبکو گیسو
بن رہے سوگ مین ہین کس کے یہ آشفتہ گیسو

نرگس اوس غیرت گل کی تو نظر کر گیسو
سنبل باغ جنان سے بھی ہین بہتر گیسو

پیچ مین آیا جو اونکے تو اوسسے وسے ٹپکا
خوب ہی جانتے ہین کشتی کا جوہر گیسو

رات دن سر پہ چڑھی رہتی ہی اک کالی بلا
خواب ہی مین ہمین دکھلا وہ مقدر گیسو

کاٹ کھاے نہ کہین خوف ہی موذی کا مجھے
یاالٰہی مین چھوؤن یار کے کیونکر گیسو

پہلے ہی کر چکے ہو خوب پریشان مجھکو
کیا بلا اوس سے بھی دکھلاؤگے بڑھکر گیسو

دیکھین اب کون ہی اس کالی بلا مین پھنستا
دوش پر اسلیے چھوڑے ہی ستمگر گیسو

جان بچنے کے نہین ہین وہ بلا کے کالے
چھونا مشاطہ ذرا خوب سمجھکر گیسو

دیکھیے کس کے یہ سر ہوتی بلا ہے نازل
مشک مین ہین جو بسائے پری پیکر گیسو

بھینی بھینی یہ بھلا اونمین کہان ہی خوشبو
غیرت مشک ہین وہ غیرت عنبر گیسو

بنتی کس کے ہی سر دیکھیے یہ آرایش
آئینہ لیکے سنوارے ہین وہ اکثر گیسو

سامنے اونکے ہے رو سے شب دیجور سپید
کالے کالے ہین بلا کے ترے کافر گیسو

ہاتھ ہون جوڑتا او ر پاؤن ترے پڑتا ہون
تو سنگھا دے مجھے للٰہ ستمگر گیسو

رات دن مین اسی اولجھن مین پڑا رہتا ہون
دھیان سے میرے اوترتے نہین دم بھر گیسو

بے نمک اونکے نمونے سے ہی روے مہتاب
سچ اگر کہیے تو ہین حسن کے زیور گیسو

ہے تجلی کو گمان چاند گہن کا ہوتا
رخ سے سرکاؤ تم اپنے مہ انور گیسو

ردیف ث

ثابت تخلص منشی رادھکا پرشاد صاحب شاگرد نواب عاشور علی خان مرحوم
متوطن قدیم شہر لکھنؤ

کس بلا مین ہے پڑی جان مری چھو کر گیسو
پھانسے ہین دام ہین پھندے ہین ستمگر گیسو
جلوہ افگن ہین ترے رخ پہ معنبر گیسو
دیکھین کب یوسف دل چاہ ذقن سے نکلے
فلک حسن ہے تو ابرو و رخ بدر و ہلال
زہر دندان سے عدو خلق کا ہے ہر افعی
عنبر تر کی نہ کیون بحر سے ہو پیدائش
شانہ کرنے کو شب تار مین مجھسے جو کہا
اوڑ چلا یار حسینو نہین پری کیصورت
شب وصلت مین جو بال اونکے ہین سلجھاتا ہون
دیکھ کر انکو ہوئی جوشش سودا کیا کیا
خاک اوڑائی ہے کسو کس کی غزالین
کیون نہ ہم چہرۂ رنگین کو کہین باغ ارم
کمر یار پہ لٹکے ہوئے جب ہم دیکھے
کسکو سودائی بناؤگے بتاؤ تو سہی
جیتے جی انسی رہائی نہین ہوئیگی نصیب
شاہ خوبی کی ہے سرتاج تری صورت و شکل
وصل مین سر سے دوپٹے کو ہٹایا جو کبھی
دہن گل شگفتہ ہی دیتا ہے صدا
موتیو نکا ترے کانون سے جو ہوتا ہی فرنج
سرکشش اپنی کمندون سے فزون کیا ہی عجب

سانپ بنتے ہین کبھی اور کبھی اژدر گیسو
جان لینے کو بلا ہین ترے کافر گیسو
ہو گئے صاف اس آئینہ کے جوہر گیسو
رستیون سے تو کبھی ہاتھ ہین بڑھکر گیسو
رنگ رخسار شفق ابر معنبر گیسو
قہر شانے سے نہ کیونکر ہون سراسر گیسو
تمنے دھوئے ہین دم غسل معنبر گیسو
ہاتھ سے چھو نہ سکا سانپ سمجھ کر گیسو
طائر حسن کو گویا ہوا شہپر گیسو
لیلۃ القدر نظر آتے ہین یکسر گیسو
بیڑیان مجکو پنہائینگے مقرر گیسو
گرد آلود جو ہین اے میرے دلبر گیسو
گل ہین رخسار تو سنبل سے ہین بہتر گیسو
ہو گئے راہ عدم کے مجھے رہبر گیسو
اے صنم آج سنورتے ہین بھی کسیر گیسو
رہزن جان ہوئی ہین ترے دلبر گیسو
اوس پہ طرہ ہے مرے یار ترا ابتر گیسو
ہوگئے صاف وہین چاہ سے باہر گیسو
بو سے سنبل سے زیادہ ہین معطر گیسو
مشک کی قدر بڑھاتے ہین مقرر گیسو
کھینچ لین دلکو جو سینہ سے معنبر گیسو

آئینہ کردی بہار رخ جانان ثابت
ہوگیا کشور خوبی مین سکندر گیسو

ردیف ج

جمیل تخلص ایک مولوی صاحب شاگرد اسیر مدرس مدرسہ سندیلہ کا ہو رہنے والے سندیلہ کے ہین تذکرہ سوانح عمری درکنار ہے نام تک تحریر نہین کیا اس تذکرہ کے لیے یہہ غزل بھیجی تھی

گیسوے یار سے دیکھے نہین بڑھ کر گیسو
سنبل باغ جنان سے بھی ہین بہتر گیسو

رخ روشن پہ نہین ہین یہہ معنبر گیسو
کعبہ رخ پوشش کعبہ ہین سراسر گیسو

دل عشاق چلے ہین طرف کشور حسن
نہ نگل جائین کہین صورت اژدر گیسو

چاند سورج ترے قابو مین ہین مانند فلک
واہ کیا خوب ملا تجھکو مقدر گیسو

اوسے لٹکا سے گئے خوب ہوا خوب ہوا
بل کی عاشق سے لیا کرتے تھے اکثر گیسو

ہین حسین اور بھی عالم مین مگر پائین کہان
یہہ نزاکت یہہ لطافت یہہ معنبر گیسو

کونسا حسن خدا نے نہ دیا اوس بت کو
خال مشکین خطِ شبرنگ معنبر گیسو

مصحفِ رخ یہ حمائل کے لیے فیتے ہین
نہین اوس عارض تابان کے برابر گیسو

ہم بھی پردہ انھین رکھتے اگر اونکو ہو وبال
چھیڑ دین ہم کو ہمارا دل مضطر گیسو

گرد ہے حسن نے عارض پہ جو آیا ہے عرق
اوس کو چاٹتے ہین صورت اژدر گیسو

مدت العمر وہ بیچارہ پریشان رہا
سایہ افگن ہوئے دم بھر کو بھی جس پر گیسو

گرچہ ہے راست قد ہین وہ مشابہ تجھسے
پر کہان سرو کو ایسے ہین میسر گیسو

دام مین کیون نہ پھنسا سے دل عالم کو وہ بت
جسکو اسطرح کے دے خالق اکبر گیسو

خود تو اولٹے ہین مگر سخت ہین انکے سیدھے
اور بنتے گئے جتنے ہوے ابتر گیسو

ویسے بندہ نہ زمانہ ہو تو نکا کیونکر
آنکھین ساحر ہین جو انکی تو فسونگر گیسو

سر پہ وہی اپنے انھین آئینہ رویون نے جگہ
کیون نہون اپنے زمانے کے سکندر گیسو

کون ہے ہاتھ سے انکے جو نہین ہے بسمل
کاٹ مین رکھتے ہین شمشیر کے جوہر گیسو

سامنا خواب مین بھی کالی بلا کا ہی مجھے
میری آنکھون مین پھرا کرتے ہین شب بھر گیسو

عارض و زلف جمیل اوسکو عبث سمجھے ہو
رخ سیمین ہے اگر گنج تو اژدر گیسو

جوہر تخلص منشی جواہر سنگھ صاحب سابق تحصیلدار لکھنؤ مستوطن قدیم لکھنؤ فی الحال مہاراجہ صاحب بہادر والی بلرام پور کی سرکار مین ہین صاحب تصانیف کثیرہ ہین یہہ غزل اس تذکرہ کے لیے بھیجی تھی

کس گلندام نے پائے ہیں یہہ معطر گیسو
سنبل باغ جنان سے بھی ہین بہتر گیسو

کیون نہ ریحان و بنفشہ سے ہون بڑھکر گیسو
سنبل باغ جنان سے بھی ہین بہتر گیسو

بٹ چکے ہین سنبل و ریحان سے سراسر گیسو
روشون مین وہ ہین پامال تو سر پر گیسو

باندھ کر لام ہوئے صاحب لشکر گیسو
کیون نہ ملک دل عاشق کو کرین تسخیر گیسو

لے چکے ہین دل و دین مانگتے ہین سر گیسو
ہین غضب ترک ستمگر کے ستمگر گیسو

حلقے مین رکھتے ہین وہ روی منور گیسو
دام مین لائے ہین اپنے مہ و اختر گیسو

چاندنی صاف ہے بدلی نہ کہین گھر آئے
سیر کو نکلے ہو چھوڑے ہوئے منہ پر گیسو

مہ و خورشید و مشتری و زہرہ کہون کیا تمکو
دام دل ایسے کہان رکھتے ہین اختر گیسو

ایکدم سر سے خیال سر گیسو نہ گیا
خواب مین بھی وہ نظر آتے ہین سر پر گیسو

کیا چمک بالون مین اونکے رخ پر نور سے ہے
شب مہتاب نظر آتے ہین جوہر گیسو

ہر رگ سوسن و ریحان سے ہین بڑھکر گیسو
سنبل باغ جنان سے بھی ہین بہتر گیسو

کب کسی کے ہین وہ گیسو کے برابر گیسو
حور و غلمان کو ہوئے کب یہہ میسر گیسو

خضر کیطرح وہین چشمۂ ظلمت نظر آئے
یا دائین جو تمھارے لب کوثر گیسو

حلقے گیسو کے دکھاتے ہو لب گون پہ
کیا پلا دینگے مجھے بادۂ احمر گیسو

سینے حسن جوانی جو بھری ہے سر مین
حلقے حلقے کو بنا لائینگے ساغر گیسو

تمکو کہتے ہین پری تو سر مو فرق نہین
دونون شانون پہ عجب شان سے ہین پر گیسو

رخ کے آئینہ پہ لہراتی ہین ای مخزن حسن
ہین بگر یار طلسمات سکندر گیسو

سر تھرانے سے تمھارے یہ بنے دام بلا
بل جو کرتے ہین بہت کسکے ہین بل پر گیسو

اس ادا سے مجھے جنت کا مزا دیتے ہین
ہونٹھون پر آکے ہین موج لب کوثر گیسو

شل گیسو نہون کیون چاک دل عاشق پر
مشک افشان جراحت ہین برابر گیسو

گوشمالی سے سوا ہوتے ہین موذی موذی
ہو گئے اور بھی آفت ترے مل کر گیسو

اسے پری موسے پریشان ہین پشیمان ہین
بال و پر صاف ہین شانو نہ لٹک کر گیسو

تمکو خالق نے کیا حسن کا دریا پیدا
ہین یم حسن وہ عارض تو شناور گیسو

کیون نہ دیوانہ بنا لین وہ سراسر اپنا
بنگئے سلسلۂ موجۂ عنبر گیسو

سر کے ساتھ انکی ہے الفت خط تقدیر کیطرح
بنگئے وابستہ حرف مقدر گیسو

عکس گیسو ہے صفائی سے عیان عارض پر
رخ کے الماس کو کرتے ہین مشجر گیسو

دل شکنجے مین جو کھینچے تھے تعزیر ہوئی
خوب سو بار سے باندھے گئے کسکر گیسو

دیکھکر آئینہ وہ پوچھتے ہین مجھسے بھی
سچ بتا دو کہ نے کیسے ہین جوہر گیسو

جنون تخلص عالیجناب نواب سراج الدولہ علی محمد خان بہادر سردار جنگ خویش نواب شمس الدولہ بہادر مرحوم وزیر اعظم حضرت خلد منزل نصیر الدین حیدر بادشاہ نور اللہ مرقدہ وخلف الرشید نواب محتشم الدولہ باقر علیخان بہادر فتح جنگ مغفور ناظم سابق چکلہ گونڈہ و بہرائچ و محمدی و خیرآباد ولد نواب حسین علیخان بہادر مرحوم

تعزیہ دار صوبہ کمپٹی دہلی بہت و شاہجہانپور وغیرہ نواب صاحب ممدوح نہایت خلیق اور کلام انکا بہت پاکیزہ ہے ایک دیوان تصنیف فرمایا ہے وہ بھی عنقریب اشاعت ہونے والا ہے پہلے ہم وہ غزل لکھ چکے ہیں جس وقت عنایت کیش منشی میان داد خان سیاح یہان تشریف لائے تھے اور ایک بزم مشاعرہ ہوئی تھی اوسمین حضور ممدوح نے یہہ غزل فرمائی اور اوس وقت کے تذکرہ مطبوعہ مین سہواً درج ہونے سے رہ گئی

مخمور

لایا ہے کھینچ کے کہان سے کہان مجھے
کچھ دن تو چین لینے دے اے آسمان مجھے

لے چل خدا کے واسطے اے آسمان مجھے
کرتے ہین کچھ زمین تخفیف پریشان مجھے

ساقی نے دیکے جام مئے ارغوان مجھے
پیری مین کر دیا نئے سر سے جوان مجھے

قاتل سے کیا کرینگے سوال و جواب مین
دی مثل تیغ تیز خدا نے زبان مجھے

لاؤن کہان سے تاب اقامت مین ناتوان
بس بس موذنون نہ سناؤ اذان مجھے

اوس باغبان سے چرخ نے ڈالا ہے سابقہ
گلشن مین جو بنانے نہ دی آشیان مجھے

پیر فلک کے فیض سے کیسا نہال ہون
معشوق سبزہ رنگ جو دی نوجوان مجھے

صیاد کیون نہو ہمہ تن گوش مثل گل
بلبل سے بڑھ کے دی ہے خدا نے زبان مجھے

ہلنے کا اب نہ عالم سے کوہ ہون
گردش نہ دے سکے گا کبھی آسمان مجھے

دوڑا رہا ہے کیون دل مشتاق چار سو
یوسف کا اب ملے گا کہان کاروان مجھے

پیری سے گو کیا وہ قد راست ہو گیا
بخشا ہے پیر کرم نے زور کمان مجھے

نازک بدنی مجکو یہہ قاتل کے خوف ہے
جائے نہ چھوڑ کر وہ کہین نیم جان مجھے

اوسکو زبان دراز بنایا برنگ شمع
پروانہ کی طرح سے کیا بے زبان مجھے

کشتی مری تباہ ہے دریائے عشق مین
فضل خدا کا چاہیے ہے بادبان مجھے

رونے لگا مین دیکھ کے ابر بہار کو
یاد آ گئی وہ شفقت پیر مغان مجھے

بیٹھا ہون مثل نقش قدم کوے یار مین
دیکھون بھلا اوٹھاے تو یہہ آسمان مجھے

ہین یاد مجکو اپنی ہزارون حکایتین
اے بلبلو سکھاؤ نہ تم داستان مجھے

سوز دروں نے سخت ہماتے مجمل کیا
کھتا ہے دیکھون کھاکے کیا استخوان مجھے

حال اپنے دلکا مجھسے چھپاتے ہین وہ عبث
کھل جائینگے وصال مین راز نہان مجھے

صیاد سے سوال رہائی کا کیا کرون
ڈر ہے کہین وہ چھوڑ نہ دے گا لیان مجھے

اتنا تھکا نہ منزل ہستی مین اے فلک
راہ عدم کی جھیلنی ہین سختیان مجھے

گانا سمجھکے دور نہ کر اس نحیف کو
کرنے دے سیر باغ کی اے باغبان مجھے

بیوجہ پیستے جو ہین مانند آسیا
دانا اگر سمجھتے ہین یہہ آسمان مجھے

وحشت جو لیچلی ہے بیابان سے کوہ پر
دکھلائینگے یہہ پست و بلند جہان مجھے

بس بس خدا کے واسطے چپ بلبلو رہو
اپنی نہ بھول جائے کہین داستان مجھے

کعبہ ہو بتکدہ ہو کہ ہو یار کی گلی
بیٹھون گا جاکے مین ملیگا جہان مجھے

آٹھون پہر یہی ہے جنون کی زبان پر
پہونچائے کربلا مین خدا اے جہان مجھے

غزل طرح حال

کچھ چڑھے ہین یہہ بہت آپکے سر پر گیسو
مین یہہ ڈرتا ہون کہ ہو جائین نہ ابتر گیسو

وصل کی شب جو ڈراتے ہو دکھاکر گیسو
کیا نگل لینگے مجھے صورت اژدر گیسو

تم سکھاتے تو ہوا مین ہو نہاکر گیسو
بکھرین دفتر عالم کہین ابتر گیسو

ناخن فکر سے کھلتا نہین عقدہ اسکا
کیون سلجھتے نہین ہے وہ الجھکر گیسو

چار سو حسن کا عالم مین اوڑا ہے شہرا
اوس پری روکے لیے جنگے کیا پر گیسو

بارھوان سال ہے یہہ نام خدا منت کا
اب وہ چڑھوائینگے درگاہ مین جاکر گیسو

یہہ نہ سمجھا تھا بناتے ہی بگڑ جائینگے
کیا پریشان مین ہوا یار کے چھوکر گیسو

مونھہ پہ رکھدیتا ہون مونھہ دلکی جو بیتابی ہے
عرق شرم سے ہو جاتے ہین [illegible] گیسو

مین سمجھا کہ سکندر کی ہی کچھہ چین جبین
جب نظر آئے وہ آئینے کے اندر گیسو

رخ پہ آتے نہین ہوجہ ہوا سے اوڑ کر
مجھکو یہ یاد کرین گے کچھہ مقرر گیسو

حلقے انکے ہین کہ دریاے محبت کی بھور
ابرو مین تری موجو نسے ہین بہتر گیسو

ہر کے پھنسا ہو جسے انمین گرفتار وہ ہو
تجھسے فرماتے ہین یون اپنے دکھاکر گیسو

گل ہے خوشبو گل رخسار ہے غنچے سے دہن
ہین کہین سنبل و ریحان سے معطر گیسو

نہین سوجہ مری جان کچھہ اوجھن دل کی
تیرے تمنے سلجھواے مقرر گیسو

بت نہ اندھیر کرے گھر مین خدا کے برپا
مسجد مین نہ کچھہ کھولا کرین جا کر گیسو

مہر تابان کے مقابل وہ رخ روشن ہے
کیون نہ پھر تار شعاعی کے ہون ہمسر گیسو

انکی الفت نے مجھے روز سیہ دکھلایا
شب دیجور سے بھی ہین کہین بڑہ کر گیسو

ہے خطا مشک ختن سے انھین نسبت بھی
ہین کہین عنبر سارا سے معطر گیسو

سول ہوجہ کے اکرن لڑائی تجھسے
درد سر کون خریدے ترے چھو کر گیسو

اپنے حلقو مین بہت رکھتے ہین عشاق کے دل
کہین بن جائین نہ وہ دل مضطر گیسو

ذرے افشا انکی ستارونکیطرح جب چمکے
آسمان کے نظر آئے مجھے ہمسر گیسو

افلاک انکو کہین ہمنے نہ دیکھا سیدھا
کسی عاشق کے ہین شاید کہ مقدر گیسو

یون نباون انہین اوٹھ جائین پریشان ہوکر
رخ پہ بیٹھے ہین جو کچھہ دعوی رما کر گیسو

خانہ برباد سے عاشق تو ہے اک کیل ادھر
ہین غضب آپکے ان روزنون ہوا پر گیسو

اژدہا حضرت موسے کا عصا نبتا تھا
ہوگئے معجزۂ حسن سے اژدر گیسو

خوشنمائی کا غضب انکو پڑا ہے لپکا
کبھی آتے نہین آئینے کے باہر گیسو

تفسیر بھی سورۂ واللیل نہ نازل ہوتا
مصحف رخ پہ نہ رکھتے جو پیمبر گیسو

جسکی آتی ہے قضا انمین جو وہ پھنستا ہے
کم نہین دام اجل سے وہ ستمگر گیسو

جاہ تخلص راجہ جنگ بہادر خان صاحب بہادر راجہ نان پارہ شاگرد رشید غلام حسین خان
و عید مجھے غزل اس تذکرہ کے لیے ارسال مطبع فرمائی تھی

چھو سکے خاک بھلا عاشق مضطر گیسو
دیکھنے بھی نہیں دیتا وہ ستمگر گیسو

تجھسا دنیا میں صنم کوئی نہیں اور حسین
عرش پر تو ہے دماغ اور زمین پر گیسو

میرے دشمن کے لیے بگڑ جائیں یارب
مار خونخوار سے بن جائیں وہ ہمسر گیسو

وصل میں ہوگا ہمارا بھی تر و تازہ دماغ
کھولدے گا جو وہ بت اپنے معطر گیسو

نہیں بچا مجھے مرے ذہن میں گذرا اے جاہ
دام میں لائیں گے اکدن وہ مقرر گیسو

جاہ تخلص سید محمد حسین ابن سید غلام حسین رسال ساکن لکھنؤ شاگرد منشی احمد حسین
صاحب متخلص بقمر ایک فسانہ میر صاحب ممدوح نے یہ طلسم فصاحت یادگار ہے

لب شیریں پہ نہیں آئے ہیں اودگر گیسو
چشمۂ خضر دہن ہے تو سکندر گیسو

رفتہ رفتہ ترے پہونچے ہیں کمر پر گیسو
جادۂ راہ عدم ہیں یہ مقرر گیسو

تیغ ابرو سے لڑا کرتے ہیں اکثر گیسو
عرصۂ حسن میں ہیں مرد دلاور گیسو

عرق آلودہ نہیں ہیں ترے دلبر گیسو
روتے ہیں میری پریشانی پہ اکثر گیسو

قد موزون میں اگر غیرت طوبیٰ اے سرو
سنبل باغ جنان سے بھی ہیں بہتر گیسو

روئے تابان ہے ترا یا شب امید کی صبح
میرے طالع کی رسائی ہے کہ سر پر گیسو

آپ کو غش ہے یہ جو سر کھول کے سوتے ہیں کبھی
رات بھر دیکھتے ہیں دیدۂ اختر گیسو

چوم لوں مصحف رخ اسے بت بیدین تیرا
رخ انور سے اوٹھا پھر یہ گیسو

کم سنی کا ہے سبب مجھسے جو کرتے ہیں حجاب
منھ چھپا لیتے ہیں وہ کھول کے اکثر گیسو

مجھسے دیوانے کے مرنے کی سنی جبکہ خبر
ہیں پریشان سراسیمہ و مضطر گیسو

اب بھی ہوتا نہیں موقوف حجاب اے جاہ
کیوں شب وصل میں چہرے پہ ہیں [illegible] گیسو

پیشتر ازین بھی تھے بیدل کی زلفون مین کبھی / پیچ سے کھینچ ہین مری آہ کے یکسر گیسو

دل سودا زدہ رہتا ہے گرفتار انہین / بنگئے حلقۂ زنجیر سراسر گیسو

کیون شب وصل نہ اسے جان معطر ہو دماغ / رات بھر سونگھتا ہون اونکے معنبر گیسو

ردیف ح

حامد تخلص جناب نواب حامد حسین صاحب بہادر خلف نواب اشرف الدولہ بہادر مرحوم ابن نواب امین الدولہ بہادر رئیس ابن رئیس شعر و سخن کے فن مین اوستاد بے مثل واسطے آرائش طبیعت رسا و جناب کشتی کی فی الحال منصب تحصیلداری احاطہ ملک اودھ کو زینت بخشے ہین

آتشین رخ پہ پسینے سے ہوا تر گیسو / پر ماہی سے جو تھا بال سمندر گیسو

راہ بتلاتے کسی اور کو تھا کر گیسو / ہو گئے کب سے بھلا خضر پیمبر گیسو

دیکھیو چپتا دیگا ایمان کتر کر گیسو / طاس حسن کے دونو ہین یہ شمشیر گیسو

مرسلہ ماتم ہے شیدا ترے رخ پر گیسو / اس لیے رخ سے سرکتا نہین دم بھر گیسو

بحث کیا اسمین ہے افعی ہے کہ اژدر گیسو / ملک الموت ہے ہر طرح ترا ہر گیسو

رخ پہ آتے ہین کبھی جھک کے کمر پر گیسو / آپ سے آپ تو ہو جاتے ہین باہر گیسو

خوب آگاہ ہین کیا ہے جو غبار زمین / مجھے تو کہتا ہے ترے کان مین جھک کر گیسو

ٹھیکے ہے جو علاج دل شیدا ہنگام / سونگھ لونگا کسی گل رو کا معطر گیسو

سوگ رکھا ہے پریشان کیے ماتم مین ہر / قاف مین پریون نے زہرہ نے فلک پر گیسو

مجھ خیال ہین اگر آپ تو کہتا ہے بجا / کشتۂ حسن کے دونو ہین یہ لنگر گیسو

سرحد ہائے شمہ انکو بنایا سودا / ایک سے ایک ہوا بڑھ کے ستمگر گیسو

داغ دیتے ہین جلاتے ہین دل عاشق کو / آتشین رخ سے ترے یار لپٹکر گیسو

دیکھ کر کاہکشان حال کہوں کیا دل کا / یاد آیا کیے اوس ماہ کے شب بھر گیسو

سانپ کو خواب میں دیکھا ہی یہی ہے تعبیر / ہاتھ آئے گا کسی روز مقرر گیسو

ہے جو چوٹی میں مرے آئینہ دل کی جگہ / واہ کیا رکھتے ہیں اقبال سکندر گیسو

ناز جتنا وہ کریں حسن پہ اپنے ہے بجا / کسی صورت سے نہیں اونکے برابر گیسو

مسکن مار تھا کعبہ یہ خبر جھوٹھ نہیں / کعبۂ ابرو ہے ترا صورت اژدر گیسو

مانگ سے شق قمر یار دکھاتا ہے ہمیں / ہے مگر صاحب اعجاز پیمبر گیسو

سامنے اوسکے نہ کیوں عقل کا بجھ جائے چراغ / اے پری رو ترا افعی سے ہے مقرر گیسو

خوب واقف ہوں ترے حسن کی [illegible] / یہ خط و خال جو مشتاق ہیں تو مصدر گیسو

حاجت فرش نہیں آؤ ہم آغوش تو ہو / بچھ کے ہو جائیں گے خود خاک پہ بستر گیسو

پیچ ہی پیچ نظر آتے ہیں اسمیں تو مجھے / تیرہ بختو نکا ہے شاید کہ مقدر گیسو

ناز و انداز و ادا ایکطرف اسے حافظ / مار ڈالا مجھے قاتل نے دکھا کر گیسو

حزین تخلص شیخ علی حزین صاحب رئیس شہر فیض آباد شاگرد جناب مدبر الدولہ
منشی مظفر علیخان صاحب اسیر مدظلہ

بڑھتا جاتا ہے جو ہر روز ترا بہر گیسو / ہے یہ مطلب کہ قدمبوس ہوں جھک کر گیسو

دیکھو اتنا بھی نہ اترا و بنا کر گیسو / طائر حسن کے اوڑنے کو ہیں شہپر گیسو

دیکھتا ہے جو مرا دل تو یہ کرتا ہی خیال / اکدن تانہ والا لیگا مجھے گیسو

بار سے اسکے لچک جاتیگی نازک ہے بہت / آپ لٹکائیں کمر کے نہ برابر گیسو

ابر میں برق چمکتی نظر آئی مجھکو / رخ پہ بکھرا دیے اوس گل نے جو کھلکر گیسو

ہے یہ تعبیر نہ ہوگی شب فرقت کی سحر / خواب میں مجھکو نظر آئے ہیں اکثر گیسو

طائر دلکو یہ پھندے میں پھنسا لیتے ہیں / ہیں بلا کے ترے اے شوخ فسونگر گیسو

جانبری انکی محبت مین ہے آخر کو محال
بال آئینگے نظر آئینہ رخ مین ترے
روح کو ہوتی ہے تفریح پہونچتی ہے جو بو
پاس تیر نظر انکی ہے نہ تیغ ابرو
ہوش مین آسے ابھی عاشق مہجور ترا
رخ رنگین سے جو جلوے مین ہین بل کرتے ہین
دست قاتل جو رکے نکلے تمنا دل کی
دیکھتے کسپہ بلا کسپہ وہ آفت لائین
موت آئی ہے مری غش نہین آیا ہو مجھے
کرکے آزاد مجھے پہونچائین گے کب ملک عدم
باغ مین ابر وہوا اندھیار نظر آجاتے
ہمسری مشک کرے تجھسے تو کیا نسبت ہے
رشک کیا کیا دل صد چاک کو ہوتا ہے بیان
اور کچھ وہ نہ سزا مجھکو لگاکر دیتے
آخری وقت مین جی بھر کے نظارا کرلون
دربدر پھرنے کی ایذا گئی پہنی زنجیر
لاکھ طوفان جو آئین تو نہین خوف دل
خواب مین بھی نہین آتے تو نہ آئین کیا غم
نہین کرتا کسی خوشبو کو دماغ اپنا پسند
قطرے پانی کے ٹپکتے نہین بالونسے ترے
دوش پر اونکے عبا دیکھکے مین فتح ہوا

پھانسی دین گے مجھے اگر وہ مقرر گیسو
چہرۂ صاف پہ بکھرانہ ستمگر گیسو
کسقدر اوس گل تر کے ہین معطر گیسو
قتل پھر تیری طرح کرتے ہین کیونکر گیسو
غش مین لو اپنا سنگھا دے جو معطر گیسو
ہوگئے حسن کی دولت سے تو انگر گیسو
خوب جی بھر کے مین دیکھون مقدر گیسو
آئینہ دیکھتے ہین اپنے بنا کر گیسو
مجھے سنگھاتے ہین کیسے آپ معنبر گیسو
ہونگے کس روز الٰہی مرے رہبر گیسو
تو جو چھوڑے رخ رنگین پہ سراسر گیسو
اوسکو ممکن ہین کہین ایسے معطر گیسو
شانہ سلجھاتا ہے تیرے جو سراسر گیسو
ہون گنہگار فقط آپ کے چھو کر گیسو
آپ سرکائے رخسار سے دم بھر گیسو
کسقدر کرتے ہین احسان مرے سر پہ گیسو
واسطے حسن کی کشتی کے ہین لنگر گیسو
جائین گے چشم تصور سے وہ کیونکر گیسو
جب سے سونگھے ہین ترے ہین معطر گیسو
قتل نیسان کے مینہ برساتے ہین گوہر گیسو
ہوگئے کیسے مرے قتل کو خنجر گیسو

خوب سوجھی ہے مجھے عالم وحشت میں شال
باغ میں آئے گا جسدن انھیں گلگشت کا خیال

ہے پری چہرہ پہ نور تو ہیں پر گیسو
پیچ سے پیچ لگین گے سنبل کو اوٹھا کر گیسو

سانپ لہراتے نظر آنے لگے مجھکو حزین
کھولے اوس گل نے جو پانی میں اوتر کر گیسو

حجاب تخلص عسکری بیگم ملا محمد زمان اصفہانی روضہ خوان کی بیوی مولد و مسکن لکھنو ہے شاگرد حکیم محمد علیخان مسیحا کی ہے عرصہ تک بزم مشاعرہ خوش اسلوبہ طرز آرا ستہ کرتی رہی ہے بسکہ عاشق مزاج عورت تھی ایک شریف خاندان سے ازدواج کرلیا غنیمت ہے

قدرت صانع عالم کے ہیں مظہر گیسو
ہاتھ آجاتین کبھی کے ترے گیسو تکر گیسو
طائر حسن خدا داد کے ہیں پر گیسو
صورت لحظہ تسکین دل زار ہوئی
سب چھپا ہیں مری جان کے لینے والے
آپ کے روے رعایت پہ جو بل کرتے ہیں
رات کو آئین گے ہم صاف معما ہے یہی
دیکھیے کوئی نہ عاشق پہ بلا نازل ہو
آنکھ بادام ہے عناب لب رنگین ہیں
وضع محبوب ہے ایجا تمہاں خوب نہین
سب کے محبوب ہیں منظور نظر سب کے ہیں
سر سے ٹلجائے بلا سے شب تاریک فراق
سلسلہ ہے یہ عاشق کا ہے اس سے قائم
ظلمت کفر مٹانے کے لیے بہر دعا

تمنے پائے ہیں حجاب ایسے پری پیکر گیسو
سنبل باغ جنان سے بھی ہیں بہتر گیسو
شام نظارۂ خوبان ہیں مقرر گیسو
درد سر کھو دیا ایسے ہیں معطر گیسو
ہوں بچھو ہیں تو ہیں صورت اژدر گیسو
صاف توجیہ ہے کہ ہیں ہمسے مکدر گیسو
وعدۂ وصل کیا اوسنے دکھا کر گیسو
بڑھ چلے ابروے پرخم سے لٹکا کر گیسو
زلف ہے مشک ختن غیرت عنبر گیسو
آج دیکھے ترے بکھرے ہوے اکثر گیسو
لیلۃ القدر ہوے اونکے سراسر گیسو
رخ روشن کو دکھا دو جو ہٹا کر گیسو
ہے حقیقت میں رگ جان کے برابر گیسو
ہان ذرا کھولیے الشافع محشر گیسو

سحر غزل اپنی جو پڑھنے کے لیے تم بھی حجاب
دیکھیں تا اہل سخن بندیکے کیونکر گیسو

حضور تخلص اچھے مرزا صاحب شاگرد جناب منشی مظفر علیخان صاحب بہادر اسیر
مولد و مسکن لکھنؤ

پیچ دکھلا ہیں گے مجھکو وہ ستمگر گیسو
لائیں گے طرفہ بلائیں مرے سر پر گیسو

بل کی لینے لگے عاشق سے سراسر گیسو
ٹھنڈی آہوں سے ہوے اور بھی ابتر گیسو

چشم صد داغ سے مشتاق نظارہ ہی ہے دل
حلقہ حلقہ ہیں اگر اوسکے معنبر گیسو

بجھ ہی تیغ ہیں ابرو ہیں جو اوس قاتل کے
واقعی نیزۂ خطی کے ہیں ہمسر گیسو

ورد اخبار ہوا حال پریشانوں کا
چڑھ گئے مشق جفا میں سر دفتر گیسو

کچھ سواد شب وصلت کا پتا ملتا ہے
کیوں نہ مشتاق کی آنکھوں میں کریں گھر گیسو

دلکو زخمی کیے دیتا ہے نظارہ انکا
برچھیاں کھینچے کہ نشتر ہیں کہ خنجر گیسو

کیجیے قطع برا ہے نہیں اچھا یہ طریق
دیکھیے حد سے بڑھے جاتے ہیں خودسر گیسو

جوش سودا میں نہیں بادیہ گردی ہی جب
شہر سے دشت جنوں کے ہوے رہبر گیسو

وصل کی رات ہے مشتاق سے کیسا یہ حجاب
منھ دکھا دو مجھے پھیر لیجیے ہٹا کر گیسو

سحر الجھیں گرفتار ہو چھوٹے نہ حضور
ساحری دیکھ لے اوسکے جو فسونگر گیسو

حکیم تخلص جناب عزت الدولہ بہار الملک سید غضنفر علیخان صاحب بہادر صولت جنگ
ابن اکبر و شاگرد جناب تدبیر الدولہ مدبر الملک منشی مظفر علیخان صاحب بہادر اسیر

رخ سے گیسو سے سوا حسن ہے بڑھکر گیسو
چہرہ ہے نور خدا موے پیمبر گیسو

مہر رخ کے ہیں قرین اوسکے معنبر گیسو
ایسی قربت پہ نہ تاریک ہوں کیونکر گیسو

مطلع تازہ ہے دیکھیں تو سخنور گیسو
دو یہ مصرع ہیں کہ دونوں ہیں برابر گیسو

کیون نہ بکھرے پہ رہین اوسکے معطر گیسو
آفتاب اونکو دکھاتے ہین جو ہون تر گیسو

فائدہ کیا جو درازی کی دعا دے عاشق
خضر و الیاس کی ہے عمر ترا ہر گیسو

ہین پریشان تری جمعیت خاطر پہ نثار
عکس سے اوس بت کے بنے الیسے دو اور گیسو

روز وصلت کو ہے گھیرے ہوے یون شام فراق
جسطرح یار کے گرد رخ انور گیسو

اسقدر عذر ہے کافی کہ پریشان ہے کمال
نقد دل کو نہ چرائے کہو کیونکر گیسو

بدگمانی کے یہ معنے ہین کرے مجھپہ عتاب
بوسہ زن اوڑکے ہوا سے ہون جو رخپر گیسو

کس بلا کی تھی درازی جو یہ ہوتے پس پیشر
خبر گذری کہ ہے گیسو کے برابر گیسو

تو بھی ہے دل صد چاک عوض شانون سے
سیکھے کچھ اپنی گرہ سے بھی تو کھوکر گیسو

خاک مجنون نے بیابان مین اوڑا رکھی ہے
کھد و لیلے سے چھپاتے تہ چادر گیسو

تار گیسو سے سیون زخم جگر کو کیونکر
گرگرہ در گرہ اوسکے ہین سراسر گیسو

دام مین آتی ہے جو شے وہ ہے صیاد کا مال
دیکھا آنکھونکو ترے دل مرا الجھکر گیسو

ہے ترے دو دو جگر مین بھی وہی رنگ ای شوخ
اور رکھتا نہین شہر خضاب کا کچھ پر گیسو

آئینہ دل ہو مرا اسپہ ہو شانہ دل غیر
کیا کہون خیر بنا ہے بت خود سر گیسو

نہین جلتا ہے کہین سامنے کالے کے چراغ
جائے حیرت ہے قریب رخ انور گیسو

یارب اتنی تو رسائی ہو کہ غیرونکی طرح
مجھسے بھی داد طلب ہون وہ بناکر گیسو

عفو پیری مین اگر رنگ جوانی چاہے
تر کرے نامۂ عصیان مرا دھوکر گیسو

صفت مو ہون سیہ تار شعاعی پیدا
اک نظر اوسکے جو دیکھے شہ خاور گیسو

ہون وہ دیوانہ کہ ماتم ہے مرا پریون مین
نالہ کش صورت زنجیر ہین یکسر گیسو

رخ پہ کل کرتا ہے حلقونسے یہ کیونکر پیدا
صورت شاخ شکستہ ہے ترا ہر گیسو

اوڑ چلے یار نہ کسطرح ترا طائر حسن
دونو جانب بے پرواز ہین شہپر گیسو

ہے بہت نازنگہ اہل تماشا کا ہجوم
ہین کئی اور بھی گیسو کے برابر گیسو

بوسۂ عارض گلرنگ کا اظہار ہے شوق
سو دہن رکھتا ہے حلقون سے برابر گیسو

سایۂ خورشید سے سٹ جاتا ہی اے مہر جمال
ہے عجب سایہ مین خورشید کو دے گر گیسو

کھینچنے کا فرمین ہوئی وجہ گرفتاریٔ دل
درمیان مصحف رخسار کو دیکر گیسو

کس گنہگار کی کرتے ہین شفاعت تجھسے
پاؤن پڑتے ہین جو اسے ترک ستمگر گیسو

دعوےٰ عشق مین صادق ہون مجھے ہاتھ آئے
ہے یقین صورت زنجیر لٹک کر گیسو

کیا تماشا ہے کہ اک ماہ ہی وہ رات تو نہین
پیچ مین رخ ہے تو گرد رخ انور گیسو

گلشن رخ مین یہ دیکھا ہے نرالا سنبل
کہ ہر اک حلقے مین رکھتا ہے گل تر گیسو

رشک آئینہ کو کس طرح نہ ہو دیکھکے مانگ
راہ شانے سے کرین جب وہ سنور گیسو

پھنس گیا جا کے جو وہ دل مین کبھی پھر نہ پھرا
ہے کوئی تازہ طلسم اوسکا مقرر گیسو

مرغ بیتابانہ صفت کیون نہ پریشان ہو دل
ہون پریشان جو ہوا سے وہ معنبر گیسو

اپنی الفت مین گرفتار ہو آپ وہ شوخ
پاؤن تک آ کے جو زنجیر بنا ہے گیسو

گو سیہ کار ہون سر حلقۂ اسلام ہو نہین
کیا نہ رکھتے تھے سیہ سر پہ پیمبر گیسو

سر منڈائے ہوئے پھرتے نہین تنہا وہ مہر
کس کو کسکو نہ بنائین گے قلندر گیسو

راکب دوش نبی کیون نہ ہو ممتاز حکیم
ہاتھ مین جاسے عنان دین جو پیمبر گیسو

حبیب تخلص مرزا محمد صاحب پسر مولوی یوسف علی شاگرد جناب فیض مآب مرزا دبیر صاحب سلمہ اللہ تعالی کے ہین مولد و مسکن لکھنؤ شاعری کا شوق بہت رکھتے ہین اکثر مرثیہ و سلام وغیرہ انکے تصنیفات سے ہین

بے سبب غنچہ نہین شوخ کے اتر گیسو
تازہ آفت کوئی لائین گے مقرر گیسو

دیکھ اسے دیدۂ نرگس طرف زلف صنم
سنبل باغ جنان سے بھی ہین بہتر گیسو

کاکل عارض پرنور سے دل الجھتا ہے
میرے آئینہ سے کرنا نہ یہ باہر گیسو

آ رہی ہے رخِ گلرو سے مہک پھولون کی
عطر سے اوسنے لیے ہین جو معطر گیسو

مشک تاتار کے نافہ ہے ہوے ہوش ہرن
دیکھکر دوش پہ پڑی ہین وہ معنبر گیسو

زلف ہے چار پہر ماہ کے آئینہ مین
گرد مہتاب کے رہتے ہین جو شب بھر گیسو

قید زنجیر مین رکھتا ہے وہ مہ رو مجھکو
رات دن چھوڑ کے خورشید و قمر پہ گیسو

زلف مین صاف نظر آتے ہین تارے دنکو
یار جو گوندھتا ہے موتیون سے سر گیسو

باندھ کر خط کا ٹکٹ سر پہ گیا ہے قاصد
اب نہ الجھین گے کبھی یار کے سر پہ گیسو

زلف کی چھائی گھٹا موتیونکا منھ پہ برسا
قطرے ٹپکے جو پسینے سے ہوے تر گیسو

اے حبیب اب نہ روان ہوگی طبیعت تیری
کشتیِ بحرِ تفکر کے ہین لنگر گیسو

حامد تخلص منشی مرزا آغا جانصاحب شاگرد خواجہ حیدر علی آتش متوطن شہر لکھنو اکثر تصانیف انکے یادگار ہین ذہن رسا طبیعت عالی رکھتے ہین شعر اچھا فرماتے ہین عرصہ دراز سے اس مطبع سے تعلق رکھتے ہین نسخ اور نستعلیق مین خوشنویس بے مثل ہین

وہ جو بگڑے ہین تو بگڑے ہین سراسر گیسو
کوڑے تانے ہوے ہین آج تو مجھپر گیسو

ناز سے کہتا ہے دکھلا کے وہ دلبر گیسو
مار ڈالین گے تجھے پیچ مین لاکر گیسو

رات بھر رہتی ہے اس وجہ سے الجھن دلکو
یاد آجاتے ہین اوس ماہ کے اکثر گیسو

صبحتک مینے عجب خواب پریشان دیکھے
شام سے یاد وہ آیا کیے شب بھر گیسو

ہتکڑی ہاتھ مین اس جرم پہ پہنائی ہے
ہین گنہگار ہوا یار کے چھو کر گیسو

یاد کاکل مین سر شام سے غش ہے مجھکو
ہوش آے جو سنگھاے وہ معطر گیسو

دھیان آیا ہے کہو کس کی پریشانی کا
آج بکھرے ہین جو اے رشک صنوبر گیسو

خفقان دلکا مٹا اور رہ سودا اترا
پی لیے مینے جو اوس شوخ کے دھو کر گیسو

کسکے پہلو مین کہو رات رہے تھے صاحب
پھولی بسکی ہوئی ہے اور ہین ابتر گیسو

میری آنکھوں کے تلے ایک اندھیرا چھایا
وصل میں بکھرے جو اوس ماہ کے رخ پر گیسو

سنبل تر پہ پڑی اوس چمن میں کیا کیا
آج اوس گل نے نہا کے جو نہا کر گیسو

شمع میں یاد جو آئے تو بچی جان مری
کشتیے سوے روان کے ہوئے لنگر گیسو

آج گلزار سے کیوں مشک کی بو آتی ہے
کھولے گلگشت میں کس گل نے معطر گیسو

ہم بھی سنتے ہیں کہ ظلمات میں ہے آب بقا
یار کے رخ سے ہٹا دیجیے کیونکر گیسو

اے صنم دوست لیتا ہے بلائیں جا کر
چوم لینے دے اسے پھیر کے گیسو

ردیف ر

رعد تخلص مولوی محمد رحمت اللہ صاحب اور کچھ حال معلوم نہوا

ہوتے نصرانی جو ہیں دیکھ کے ششدر گیسو
کیا چلیپا ہیں ترے اے بت کافر گیسو

جب بکھر کر کبھی آئے ترے رخ پر گیسو
ہو گئے صاف ہیں زیب مہ انور گیسو

جوش میں آئے گا جس روز ترا بحر شباب
کشتیٔ عمر کے بن جائیں گے لنگر گیسو

بارش چشم مری دیکھ کے رخ پر اوس کے
اور بن جاتا ہے اک ابر کی چادر گیسو

کیوں نہ سو دیجیے سہ بختوں کی آرایش ہو
جب عروس رخ جانان کے ہیں زیور گیسو

انکی کیونکر میں شب تار سے نسبت لکھوں
روشنی بخت سیہ کے ہیں مقرر گیسو

اوڑ چلے گا ترا حسن اور بھی آئندہ شباب
طائر خوبی کے بن جائیں گے شہپر گیسو

ہاتھ عنقا کی طرح آئی نہ دلبر کی کمر
گرچہ پھیلایا کیے جال مکرر گیسو

فرق و پیشانی جانان کو ہے زینت تجھ سے
واہ کیا خوب ملا تجھکو مقدر گیسو

کشمکش ہو یہی ہر شخص سیہ دل کو نصیب
بند ہے جس طرح ترے جوڑے میں کھنچکر گیسو

ترے رخسار کو ہے شوکت شاہی حاصل
زیر پا تخت خط سبز ہے افسر گیسو

جوش طوفان یم حسن تو وہ آفت ہے
جس میں آتے ہیں نظر موج سمندر گیسو

زور دکھینگے تری طبع رسا کا ہم رعد
بل پہ آجائینگے جس روز سنبھلکر گیسو

ریحان تخلص منشی دیا کرشن صاحب ولد گنگا بشن صاحب قوم کایستھ سکسینہ باشندہ وطن قدیم شاہ آباد حال وارد لکھنو شاگرد لالہ موجی رام صاحب موجی تخلص شاگرد حضرت میان مخفی عہد شاہی مین راجہ الفت راے بہادر بخشی الملک کی دیوانی کا سررشتہ باختیار رہا اب نشی شیودین صاحب وکیل عدالت کے یہان منصرمی کا سررشتہ ہے

دیکھیے کیا کیجیے گا اور بڑہا کر گیسو — داخل وضع ہین کانون کے برابر گیسو
دم الجھتا ہے پریشان ہوا جاتا ہون — کھولدو پھر خدا کے لیے بہر گیسو
باندھیے دیکھیے تعزیر حطا وار ہین یہہ — ظلم عشاق پہ کرتے ہین سراسر گیسو
شوق بھی بال بنانے کا نہین ہے تجکو — خود بخود ہوگئے پر خم ترے کیونکر گیسو
تیری ٹوپی مین ضرور آئے گا دھبا اکیل — ہوگئے روغن خوشبو سے بہت تر گیسو
ایک عاشق کا ہے دل سات ہین خواہان اسکے — خال خط چشم دہن لب رخ انور گیسو
طول اتنا بھی لگا ہون سے نہین گذرا ہے — پاؤن تک سر سے چھپاے ہین بدن بھر گیسو
اتنوا اورون کو بھی تا کا ہے خدا خیر کرے — دل مرا لیکے ہوے خوب دلاور گیسو
دیکھکے کیون نہ ڈرے یار دم آرایش — سانپ بن جاتے ہین آئینے کے اندر گیسو
شانہ کرنے مین الجھنے سے ملا کیا تمکو — ہین پریشان ہوا ہوگئے ابتر گیسو

کج ادائی سے ابھی ہیش نہ آئین کہدو
پہلے ریحان کی طبیعت مین کرین گھر گیسو

رعد تخلص محمد عابد صاحب مدرس دوم مدرسہ علیگڈھ شاگرد غلام حسنین صاحب قدر بلگرامی مولد و مسکن انکا بلگرام ہے یہہ غزل اس تذکرہ کے لیے بھیجی تھی

ماہ رخ ہے تو ہین ہالے کے برابر گیسو — سورۂ نور پڑہا کرتے ہین اوسپر گیسو

مجھکو معلوم یہہ ہوتے ہین ستمگر گیسو — کاٹ کرتے ہین یہہ خنجر کے برابر گیسو
جب ہوا چلتی ہے یہہ اوڑکے چھپالیتے ہین — گرد کے روکنے کو آتے ہین منھہ پر گیسو
جسکا دل چاہین پھنسالین وہ نہین فن ہے یاد — جانتے سارے زمانیکے ہین منتر گیسو
بار بار آتے ہین چہرے کو چھپانیکے لیے — ایسے دیکھے نہین ہمنے کہین خودسر گیسو
رخ کی تعریف مین اک بیت کہا کرتے ہین — مجھکو معلوم یہہ ہوتے ہین سخنور گیسو
کالے آنکے جو زلفونکی لہر کو دیکھین — بل نکلجائین اوٹھائین جو کہین سر گیسو
جو بھی حال رہا انکے اوچھلے پن کا — دل کو لیجائینگے یہہ صاف اوڑاکر گیسو
روز و شب ایک جگہ جسنے نہ دیکھے ہون کبھی — دیکھ لے جاکے وہ اب رخ کے برابر گیسو
مدتون سے ترے دیدار کے طالب ہین اڑے — ہین در حسن کے یہہ دو تو قلندر گیسو
پابزنجیر ہوا جسنے پھنسایا دل کو — اپنے عاشق کو پنہاتے ہین یہہ زیور گیسو
صحبت یار مین تعظیم و ادب سیکھ گئے — سر سے کھلتے ہین تو گرتے ہین قدم پر گیسو

رعد کسطرح تڑپدار نہ مضمون لکھین
مجھکو تڑپاتے ہین کسطرح یہہ اوڑکر گیسو

ریاض تخلص منشی ریاض احمد صاحب متوطن خیرآباد یہہ غزل اس تذکرہ کے لیے بھیجی تھی

نہین رکھتے ہین سگے بال برابر گیسو — تکتے آئینۂ جو رکے بجوہر گیسو
تھی ہو اپنے دل گم گشتہ کی حسرت باقی — دیکھتے پاس سے تھی ہم تہ خنجر گیسو
لوٹتے سانپ ہین دلبر کے کیسے قاتل — ہم بغل شانہ سے دیکھے ہین جو اکثر گیسو
برق کو ابر سیہ مین جو لپٹتے دیکھا — ناز سے کھولدیے اوسنے بھی ہنسکر گیسو
شوق دیسے وہ کرین مردمک چشم سپید — دیکھ پائین جو کبھی دیدۂ اختر گیسو
سر چڑھانے سے ترے خوف بھی ہے مجھکو — آستین کا نہ بنین سانپ ستمگر گیسو

حسرت دیدہ و دل اشک تمنا ٹھہرے
آرزو ہے کہ کرین خواہش گوہر گیسو

کیا قیامت ہین رہائی کے توقع کیجیے
ہین طلسم نظر فتنۂ محشر گیسو

نہ رہی کوئی دل وحشی کی خواہش باقی
بنگئے غنچۂ بند اوسکے جو ہر گیسو

ہے یہہ مطلب شب ہجر انکی مصیبت کھینچین
دل دکھا دیتے ہین وہ روز دکھا کر گیسو

وحشت آباد سے زندان ستم کا غم ہے
ماتم دل ہین سیہ پوش ہین یکسر گیسو

دیکھین اب سرکشیے جور دکھائے کیا رنگ
سبزۂ خط جو زمرد ہے تو اژدر گیسو

گر کبھی میری سیہ بختی کا سایہ پڑجائے
موجۂ باد صبا ہو رخ گل پر گیسو

کچھ تو ہو اس دل وحشی کو افاقہ غش سے
پھر سنگھا دے تو ذرا بھیجکے عنبر گیسو

آجتک عارض زلیخا سے ہے خواب یوسف
کھل گئے تھے کبھی اوسکے سر بستر گیسو

اے جنون ضعف مین کچھ کشمکش جو رنجھے
دے رہے ہین دل پر درد مین نشتر گیسو

آتش شوق سے ٹھہری ہے یہہ ضد باہم
دل سمندر ہے تو ہین موج سمندر گیسو

کیا اوٹھین سنبل پر پیچ سے نسبت دیجے
موجۂ نکہت گل ہین وہ معطر گیسو

عرش پرواز ہے آرائش کاکل سے ریاض
بن گئے ہین نگہ ناز کو شہپر گیسو

راسخ تخلص منشی مصطفے حسین صاحب رئیس بلہور وارد حال خیرآباد صاحب تالیف و تصانیف کثیرہ ہین انکو مہارت مرثیہ گوئی مین مثل مرزا دبیر صاحب و میر انیس صاحب مرحوم کے حاصل ہے نثر فارسی مین بے مثل نظم فارسی و قصیدہ گوئی جمیع فنون مین کامل ہمدان مجمع فضائل و مجامد بیکران ہین یہہ غزل اس تذکرہ کے لیے ارسال کی تھی

اے پری لائے کہا سے یہ شہپر گیسو
اوڑکے آتے ہین جو منھ پر ترے اکثر گیسو

منزل سیر قمر ہے ترے رخ پر گیسو
صاف جوزاے دو پیکر ہین دو پیکر گیسو

خود بخود جانب صیاد کھنچا جاتا ہے
بنگئے آج کمند تن لاغر گیسو

مردم چشم پرستش مین رہا کرتے ہین
منہہ سے ہے بتخانہ تمھارا بت آذر گیسو

سرفرازون نے چڑھایا ہے سر و نیر اپنے
کیا ہے ظل شب معراج ہمیشہ گیسو

موسم بادہ پرستی کا سما بندھ جاے
جھوم کے آے گھٹا کھول دے دلبر گیسو

خون نکلیگا شریان سر رو سے میرے
نوک ہر مو سے لگا ہین نگے نشتر گیسو

نافۂ گل ہو نسیم سحری کی جھولی
اوس گل اندام کے سونگھے جو معطر گیسو

اے پری کیون نہو دن رات بکھرنے ہی پین
آتش حسن کے ہین مرغ سمندر گیسو

پاؤن زنجیر سے کسطرح نکالین قیدی
سنتے ہین آپ کے ہین سلسلہ پرور گیسو

خال منھہ پر ترے صیاد ستم کیش نہین
دام مین لاے ہین کعبہ کے کبوتر گیسو

نیچہ شانہ کے کیا بخت ہین اللہ اللہ
مجکو ہوتے نہین افسوس میسر گیسو

شوخی چشم سیہ بست نہین زلفونمین
باندھ کے لاے ہین ترکان ستمگر گیسو

اوسکے دام مین کیا آے ترا سودائی
کیون پریشان ہو تم کس لیے ابتر گیسو

نقش محراب جو ابرو ہے تو منبر بینی
خطبہ پڑھنے کو اب آے سر منبر گیسو

گلشن حسن مین ہے اوس پری سنبل یہ
اوس پری کے پسینے سے نہین تر گیسو

سنبل گلشن فردوس کہین ہم کیونکر
زلف معشوق سے ہین آپکے بہتر گیسو

زہر باطل ہو ابھی سانپ بنے پانی کا
سونگھہ جاے کوئی کالا جو معنبر گیسو

سودیون سے نظر آتے نہین جانشر ہوتے
ابروے یار جو بچھو ہین تو اژدر گیسو

گردش بخت سیہ کی ہین بلائین ہم پر
گرد رخسار کیا کرتے ہین چکر گیسو

خضر لب چشمۂ حیوان ہے وہی ای راسخ
راہ ظلمات کی چوٹی ہین سکندر گیسو

رخصت تخلص منشی سوہن لال صاحب شاگرد دیوان دیاکرشن صاحب
ریحان متوطن قدیم لکھنؤ

بل کی کیا لیتے ہین ہر بار او جھکر گیسو
حال میرا ہے پریشان ترے اسپر گیسو

سادہ و ضعون کے لیے بنتے ہین زیور گیسو
طوق بن جاتے ہین گردن مین لٹکر گیسو

خوش دماغون کو نہ خوب ہو کیونکر گیسو
مشک سے خوب ہین عنبر سے ہین بہتر گیسو

سرکشی کرتے ہین بل کہاتے ہین طراری ہین
اپنا دنیا مین نہین رکھتے ہین ہمسر گیسو

چشم بد دور ہیرو بال نکالے اچھے
طائر حسن جوانی کے ہین شہپر گیسو

کچھ ترقی ہے تو اس سے بھی زیادہ ہوگی
بڑھتے بڑھتے ہوے شانون کے برابر گیسو

دور نظارہ کے طالب کی سیہ بختی ہو
جلوہ دکھلائیے چہرے سے ہٹاکر گیسو

ہیرہی وارستہ مزاجی سے نہین واقف ہین
جال مین لاتے ہین دیکھون مجھے کیونکر گیسو

اسکے ہر بال نکالے ہین زبا نین اپنی
کسطرف لیکے چلے سانپ کا لشکر گیسو

راہ باریک محبت کی بنائی اسنے
رخ خدا حسن کا او سکا ہے پیمبر گیسو

بت ترے سامنے کس شکل کو لیکر ہوگا
سخت حیرت ہے کہان پاے گا تیغ گیسو

صورت مار سیاہ اوسنے بہت بل کھایا
ہر عصب سب کے ہوا سانپ کا منتر گیسو

خیریت راہ روون کی نہین ہوتی معلوم
بام پر آج وہ بیٹھے ہین بنا کر گیسو

کج ادائی کی صفت سب مین نہین ہوسکتی
دل کو کسطرح گرفتار کرے ہر گیسو

سنبل باغ جنان کا ہوا رخصت کو یقین
کھولے اوس گل نے جو گلشن مین معطر گیسو

ردیف ز

زید تخلص سید احمد صاحب بلگرامی اور کچھ حال انکا معلوم نہوا

چہرہ گیسو سے سوا چہرے سے بڑہ کر گیسو
گل رخسار معطر ہین معنبر گیسو

چشم میگون کے قریب آتے ہین اڑ کر گیسو
جب تو یون جھومتے رہتے ہین برابر گیسو

سر چڑھا کر انہین مغرور کیا خود تونے
بل کی لینے لگے تجھسے بھی ستمگر گیسو

کیون ترے کانون پہ پہنچی نہ کہون بانبی کی
نکل آئے ہین بچھ دو سانپ نہین ہر گیسو

گیسوون پر جو دھرے دستِ نگارین تمنے
ہاتھ انگر ہین تو دو دو تہِ انگر گیسو

تم جو سر رکھکے دھرے ہاتھ پہ سو جاتے ہو
آستین کے ہین دھرے سانپ مقرر گیسو

رخ ترا سورۂ والشمس ہے از سر تا پا
ہوگئے سورۂ واللیل سراسر گیسو

کفر و اسلام ہین کچھ فرق نہین رہتا ہے
جب قرین ہوتے ہین رخسار کے آکر گیسو

کیا پریشان ہے مجموعۂ خاطر میرا
دیکھ کر بکھرے ہوئے تیرے معنبر گیسو

اوڑ چلین چشم کے آہو جو ترے کیا ہی عجب
دو تو بازو ہین لگے ہین صفت پر گیسو

ہوگیا ہے رخ سیمین سے ترے بیچ ہمدوش
اسلیے سانپ خزانے کا بنا ہے گیسو

انکو بکھرا کے عبث لاتا ہے تو ابرو تک
دیکھ کر کٹ جائینگے ظالم تہِ خنجر گیسو

دیکھ کر سینے کہا خوب ملے دونو وقت
ملنے جلنے لگا رخسے جو ترا ہے گیسو

یاد گیسو مین جو طرفی طبیعت میری
سانپ کیطرح سے لوٹے مرے دلپر گیسو

ترے قامت سے بڑھے ہین شب محشر بنکر
شب یلدا کی درازی سے ہین بڑھکر گیسو

شیشناگ انکو جو لکھتا ہون بجا لکھتا ہون
ہوگئے ممالکِ حسن مین خودسر گیسو

رخ ہے قرآن تو آیات ہین وہ حلقۂ چشم
اور واللیل کی تفسیر سراسر گیسو

کنکھجورا ہے اگر مانگ تو بچھو ترے تل ہین
ابرو یار جو بچھو ہے تو اژدر گیسو

کیا پریشان ہوئے دیکھ کر اپنا ہمسر
اتو آئینہ سے رہتے ہین مکدر گیسو

واہ کیا پیار تھا سطین سے اللہ اللہ
چوم لیتے تھے محبت سے پیمبر گیسو

سامنے کالے کے جلتے نہین دیکھا ہی چراغ
پھر ترے رخ کو ہین گھیرے ہوئے کیونکر گیسو

اونکی نگیے دہان دیکھ کر اتو اسے زید
نگئے خال رخ یار سمٹ کر گیسو

ردیف س

سحر تخلص عالیجناب امیر الدولہ سعید الملک راجہ محمد امیر حسن خانصاحب بہادر والی محمود آباد والیس پریسیڈنٹ انجمن ہند جناب راجہ صاحب حشمتہم الیہ دام اقبالہ حصول لیاقت علوم زبان انگریزی و عربی و فارسی و جودت و ذہانت خلقی کے سوا موزون طبیعت نازک خیال شیرین زبان جادو بیان بھی ہین کیسے کیسے عمدہ شعر تصنیف فرماتے ہین ایک دیوان آپکی تصنیف سے ہے

عنبرین ہین ترے اے خاصۂ داور گیسو
رخ جو کعبہ ہے تو ہین کعبہ کی چادر گیسو

مشک تر سے بھی ہین اوس شوخ کے بہتر گیسو
نکہت بوے گلستان ہین معطر گیسو

نہ چھپا مجھسے تو اے ترک ستمگر گیسو
ذبح کر ایک نظر اپنے دکھا کر گیسو

مشک چین ہیچ ہے یہان عنبر سارا کیا ہے
سنبل باغ جنان سے بھی ہین بہتر گیسو

ابر تاریک سے مہتاب نکل آے ابھی
دیکھ لو تم مجھے گر آج ہٹا کر گیسو

کیون نہ ہو رشک کہ ہین فرش زمین پڑے یون
اور ہمخواب ہون تجھسے سر بستر گیسو

کیا انھین بھی ہوس بوسے میان لائی ہے
آگئے ہین جو کمر تک ترے بڑھکر گیسو

حیف لیلے تو سزاوار کرے زلفونکو دام
اور مجنون کے رہین خاک مین اٹکر گیسو

سانپ آئینۂ دل پر ابھی لہرا جاے
دیکھ لے خواب مین تیرے جو سکندر گیسو

عاقبت بوسۂ رخسار و گلو لینے لگے
اے پری دیکھ بہت تیرے چڑھے سر گیسو

شوق شام اودھ و صبح بنارس ہو جسے
دیکھ لے چہرۂ جانان کے برابر گیسو

اوڑھ چلا سبزہ صباحت کا سینہ زلفون سے
طائر حسن کے حقمین ہوے شہپر گیسو

آج نبضین ترے عاشق کی چھٹی جاتی ہین
رقص مین دیکھ کے بکھرے ہوے رخپر گیسو

میری زلفونکی قسم کھاتے ہو مینے مانا
یہہ تو بتلا دو خدا ہین کہ پیمبر گیسو

ہو گیا مانع دیدار خدا ایسے کرم
وہ جو کھولے ہوے آیا دم محشر گیسو

مست ہو جائین نہ کیون دیکھ کے عشاق انھین
چشم میگون کے بھرے رکھتے ہین ساغر گیسو

سحر لکھتا ہون غزل اور اسی مین کہ مجھے
لیلے طبع دکھا دیتی ہے اکثر گیسو

رہتین گیسو سے جھلک رخ سے معطر گیسو ۔۔۔ دانۂ مشک ختن خال ہے عنبر گیسو
دم ہوا ہو گا نہ دیکھو نگا جو دم بھر گیسو ۔۔۔ طائر روح کے بن جائینگے شہپر گیسو
کھینچ لین دلکو نہ کیونکر ترے دلبر گیسو ۔۔۔ ہے شمیم صبا دیسے ہے اور دام معنبر گیسو
اب بھی کچھ آپکو ہے یاد کہ سنبل کیسے ۔۔۔ بوسہ لینا مرا وہ رخ سے چھڑا کر گیسو
بسکہ ہے مصحف رخ وقف نظارہ دن رات ۔۔۔ رکھتے ہین سورۂ واللیل کو ازبر گیسو
ان بلاؤن سے خدا ہی دل عاشق کو بچاے ۔۔۔ فتنۂ حشر ہین آنکھین سبب شر گیسو
بال بکھرا کے جو وہ مست کرے بادہ کشی ۔۔۔ سایۂ زلف سے پیدا کرے ساغر گیسو
ایسا راکب ہے شہا تو کہ عنان کے بدلے ۔۔۔ خود ترے ہاتھون نہین دیتے تہ تیغ پر گیسو
بھول جاتی اونھین پھر گیسوی یوسف کی شمیم ۔۔۔ سونگھ لین گر ترے یعقوب پیمبر گیسو
روکش آئینہ ہے روے مصفا تیرا ۔۔۔ دام حیرت نظر آتے ہین سراسر گیسو
جا دو نگا صورت دیوانہ خدا کے آگے ۔۔۔ یاد آئینگے جو تیرے دم محشر گیسو
آج گلشن مین بھی خوشبو کی ہوا بند ہو جاے ۔۔۔ کھولدے چہرہ پہ اے شوخ سمن بر گیسو
فوق کیا گر رخ روشن اوسے ہاتھ آیا ہی ۔۔۔ ایسے پاے گا کہان حشر سنور کر گیسو
ہے تو انسان ہین یقین ہے کہ جنون ہو جاے ۔۔۔ گر ہو بیزار بھی سونگھین پھر معطر گیسو
رخ پہ بکھرینگے اسطرح جو اے رشک پری ۔۔۔ مجھکو دیوانہ بنائینگے مقرر گیسو
کسکو دو دن کسنکو بدون گنتی ہی اس فکر مین رات ۔۔۔ طالب اک دل کے ہین دونون ہین برابر گیسو
متصل صبح ملاتے ہو ابھی شام تلک ۔۔۔ رخ پہ لٹکاے جو وہ آئنہ پیکر گیسو
مجھکو دھڑکا ہے کہ اونجھین نہ کہین وقت خرام ۔۔۔ ایڑیون تک ترے پہونچے ہین سمٹ کر گیسو
فرش گل کی مجھے پروا نہین ہوتی شب وصل ۔۔۔ عطر سے آپ بسا دیتے ہین دلبر گیسو

چشم عاشق سے وہ کیون اسکو چھپاتے ہین — ہین نگہبان جمال رخ دلبر گیسو

اپنا افسون نہین چلتا ہے یہ تو افعی ہین
سحر مانین گے بھلا کیا ترا منتر گیسو

سیاح تخلص منشی میان دادخان صاحب نائب و مصاحب جناب نواب صاحب بہادر والی سورت حضرت غالب کے شاگرد ہین اور نہایت طباع اور ذکی و فہیم اور با مذاق اور صاحب کمال ہین اکثر جلسون مین آپکا کلام سنا گیا اور سامعین کو محظوظ و مسرور کیا شعر و شاعری سے آپکو ایک خاص مناسبت ہے اور طبیعت آپکی نہایت ہی لطیف اور ظریف واقع ہوئی ہے بذلہ سنجی آپکی بات بات مین پیدا ہے سیاحی کے آپکو اکثر شوق رہا ہے تخلص کی بھی یہی وجہ تسمیہ ہے بعض صحبتین آپکی یادگار ہین چنانچہ تین چار سال کا عرصہ گذرا جب آپ بتقریب سیر و تفریح لکھنؤ مین تشریف لائے تو ایک بہت بڑا مشاعرہ آپ ہی کی وجہ سے لکھنؤ مین ہوا تھا جسکی طرح یہ تھی ع اوس بھرے زمین سے کیا آسمان مجھے ❊ اس زمین مین آپ نے نہایت خوب غزل لکھی تھی جو سیر سیاح ایک رسالہ ہے اوسمین مندرج ہے طرح حال پر بھی آپ نے اسندرجہ ذیل غزل تحریر فرما کر عنایت فرمائی ہے جو واسطے ضیافت

طبع ارباب سخن کے درج ہوئی ہے

مجھ پہ پیتا نکو صنم وش پہ رکھکر گیسو — دیکھ تو کتنا پریشان ہے ترا سر گیسو

دل حیران نے کیا پھنس کے اوسی بھی حیران — پاکے مصری کو ہوا اور بھی ششدر گیسو

کسقدر پیچ مین لا لا کے مجھے جکڑا ہے — ہتکڑی ہاتھ مین ہے پاؤن مین لنگر گیسو

عقدۂ پیچ شکنی ہی سے جو تمہارا جھگڑا — حلقۂ امت عاصی کا ہے بیسبب گیسو

پاؤن مین پڑتی ہین ہر روز نئی زنجیرین — اپنے قیدی کا بڑھا دیتے ہین بکسر گیسو

قمریو پہ نہ دم سیر بلا نازل ہو — باغ مین کھولو نہ تم زیر صنوبر گیسو

ہون وہ بسمل مری آنکھون مین اندھیر چھایا — سر قاتل پہ جو دیکھے ترے خنجر گیسو
زینت حسن ہوئی اور زیادہ دم زیب — بنگیا پاؤن مین خلخال لٹک کر گیسو
بس اسی شغل مین کٹتے ہین مرے لیل و نہار — چہرہ دن بھر ہے تصور مین تو شب بھر گیسو
خانۂ غم اس دل پہ درد مین کثرت سے نہین — تعزیہ خانہ مین رکھے ہین برابر گیسو
قید جا کر جو ہمارا دل پر داغ ہوا — دام بنتے ہوگئے گلدام سے بڑھکر گیسو

بوسہ اوس رخ کا ملے وصل مین کیا ای ستیاح
چھا گئے ایسے کہ ہین سد سکندر گیسو

آپ جب ڈسنے گئے مجکو دکھا کر گیسو — خواب مین بھی نظر آجاتے ہین اژدر گیسو
گو نہ بن جائین حجاب رخ دلبر گیسو — گیسوے حور سے ہین یار کے بہتر گیسو
گل سے تشبیہ اسے مشک سے ہو اسکو مثال — چھوٹ کر رخ پہ ہوے اور معطر گیسو
نارسائی نگہ شوق کی یہ بھی ورنہ — آ پڑے رخ پہ ہوا سے ترے کیونکر گیسو
لذت وصل کہان غش سے ہو کیونکر فرصت — خط ترا مشک فشان اور معنبر گیسو
کھیل سمجھے ہوے بیٹھا ہے تصور انکا — سانپ سے کم نہین چھیڑ اسے دل مضطر گیسو
مژدۂ مرگ رقیب آج سمجھتا ہون اسے — کس کے ماتم مین یہ کھولے ہین ستمگر گیسو
دل عشاق بھی لیکر نہ گیا بل انکا — آپ نے آپ چڑھا رکھے ہین سر پر گیسو
ہالہ جسطرح سے گرد مہ کامل آجاے — اسطرح چھاے ہین گرد رخ انور گیسو
اب نظر مین مرے اندھیر جہان ہوتا ہے — یون ہی چھوٹے رہے عارض پہ جو دم بھر گیسو
آپ ہی کا ہی یہ گیسو کہ ہے دام خاطر — ورنہ وابستگی دلکو نہین سر گیسو
وجہ بربادیٔ عشاق ہے آرائش حسن — اور الجھاتے ہین خاطر کو سلجھ کر گیسو

دل مجروح پھنسا ہے کہین میرا ایمن
ورنہ ستیاح ہوے خون نہین کیون تر گیسو

سلطان

سلیمان تخلص جناب حسین علی میرزا صاحب عرف منجھلے صاحب خلف دوم نواب ناظم مرشد آباد کا ہے یہ غزل بغرض اندراج گلدستہ جناب مستطاب معلے القاب شجاع الملک آصف الدولہ نواب محمد زین العابدین خانصاحب بہادر رئیس مرشد آباد نے ارسال مطبع فرمائی تھی وہو ہذا

آگئے جب تری آنکھون کے برابر گیسو
پاسے ہر دم مین پڑے بیڑیان بنکر گیسو

چار چاند آپنے افشانسے لگاے اونکو
روشنی دین نہ کہین اسے مہ انور گیسو

بوسہ مانگا جو کبھی وصل مین اونسے ہمنے
تار سے اپنے جتانے لگے مضطر گیسو

سانپ لوٹین نہ کلیجے پہ ہمارے کیونکر
جب بنائین ترے اغیار ستمگر گیسو

وصل مین ہمکو رہا شغل یہی تا بہ سحر
اپنی آنکھونسے ملے یار کے شب بھر گیسو

خانۂ کعبہ مین جسطرح ہے سنگ اسود
دل عشاق مین کرتے ہین یونہین گھر گیسو

چمن حسن مین تیرے ہین برابر دونون
قد صنوبر ہے تو سنبل کے برابر گیسو

اے صبا آج تری بو کا ہے کیسا عالم
یار کے آئی ہے شاید ہے چھو کر گیسو

نفس عمارہ کا تابع نہوا تنا اسے بت
مار ضحاک نہ بن جائین لٹک کر گیسو

آتشین رخ کا ترے عکس پڑا جب اونپر
حلقے حلقے تھے بنے صورت اخگر گیسو

سر چڑھایا ہے بہت تونے انھین اے ظالم
تیغ ابرو سے ستم ڈھائین نہ بنکر گیسو

خیر ہو دیکھیے پھر کسپہ بلا آتی ہے
آج نکلے ہین غضب کے وہ بنا کر گیسو

اے سلیمان وہ ہم حسن کا صرف زینت
کشتۂ شانہ کو بن جائین نہ لنگر گیسو

سرور تخلص سید کاظم حسین رضوی بن سید ظفر علی حسین رضوی از خاندان سید خضر خان رایات اعلیٰ جنکو امیر تیمور ہندوستانکی سلطنت دیکے آپ ولایتکو چلے گئے تھے چار پشت تک اس خاندان مین سلطنت ہندوستان کی قبضہ و تصرف مین رہی یہ صاحب شاگرد مہدی حسین خان آباد کے ہین

ایک دیوان اور ایک رسالہ علم قرأت مین تالیف کیا ہے

رخ شفاف سے ہٹتے نہین دم بھر گیسو
ہین مگر آئینہ سد سکندر گیسو

مر گیا دیکھ سکے ہین چاند سے رخ پر گیسو
منزل ملک عدم کے ہوے رہبر گیسو

کبھی ہو جاتی ہے زینت کبھی اذیت کا سبب
کھینچے لیگئے یوسف کے برادر گیسو

ہر خم دل عاشقون کے پھنستے ہین جو دعا کے
دام تزویر بچھا ہے ہین سراسر گیسو

ایکدن عاشق جانباز سزا پائین گے
پھانسی دیوین گے ہزارون کو برابر گیسو

مشک نافہ بنا ہر ایک حباب دریا
ہاتھ سے اوسنے نچوڑے جو نہا کر گیسو

ہم بھی مشتاق ہین موسی کیطرح جلوہ کے
رخ پرنور دکھاؤ تو ہٹا کر گیسو

رخ روشن پہ تو والفجر کا ہوتا ہے گمان
کیون نہون سورہ والیل کے ہمسر گیسو

نامہ بر کہنا زبانی کہ پریشان ہون کمال
کبھی تو آکے دکھا جا سبب [illegible] گیسو

غیر ممکن ہے کہ جانبر ہو کوئی موذی سے
امیر ہے یار جو عنبر ہین تو اژدر گیسو

ظالمون کو نہ کبھی پھولتے پھلتے دیکھا
گلشن دہر مین سرسبز ہون کیونکر گیسو

دل سے جاتا نہین زلفون کا تصور دم بھر
ہین مگر مجکو رگ جان کے برابر گیسو

عشق زلفون کا ہے دلمین سدا چھایا ہے
ہین مگر طول شب ہجر مقرر گیسو

قتل پر عاشق جانباز کے تیار ہین کچھ
تیر مژگان ہین اگر اوسکے تو خنجر گیسو

ہو گیا طائر دل اپنا گرفتار سرور
دام کسطرح نظر آسے جو رخ پر گیسو

سرور تخلص مولوی سرور علی صاحب شاگرد مولوی غلام حسنین صاحب قدر بلگرامی کے ہین مولد و مسکن انکا موہونا ہے ضلع خیرآباد یہ غزل اس [illegible] کر کے بھیجی تھی

سیہ سودا مری الجھن ہے ترا ہر گیسو
سلسلہ ہے مری وحشت کا سراسر گیسو

کیون معطر نکرے بزم ترا ہر گیسو
دونون ہین ایک ہے مشک اگر [illegible] گیسو

زلف آنکھون نے جو دیکھی تو یہہ سوجھا مضمون
چشم ساغر ہے سواد خط ساغر گیسو

روز ہجران شب فرقت مری تقدیر مین ہے
رات بھر رنج ترا یاد آتا ہے دن بھر گیسو

جلوۂ حسن مہ روز کی صورت نہ نما
منھہ دکھاتا نہین وہ شوخ منڈا کر گیسو

آئے پیشانی سے زلفون مین عرق کے قطرے
گر پیے حسن سے ہین رشتۂ گوہر گیسو

عمر وارستہ بسر کی ہے بنا کر اسنے
دوش پر خانہ بدوشونکی طرح گھر گیسو

عشق سے کلبۂ تاریک مین اندھیر کیا
صورت غنچۂ سنبل ہے ترا ہر گیسو

ہر ادا ہے تری قاتل مرے جی کی دشمن
موج نکہت سے لیے پھرتے ہین خنجر گیسو

چین غفلت مین بھی دیگی نہ محبت مجھکو
لائے گا خواب پریشان مین مقدر گیسو

دیکھہ ابھی نہین یہہ نشو و نما موذی کی
بڑھتے بڑھتے کہین ہوجائین نہ اژدر گیسو

ہین مقابل جو خط مصحف رخ سے زلفین
فوج اسلام وہ ہے کفر کا لشکر گیسو

سلسلہ زلف کے مضمونکا دکھاتا ہے اثر
سطر ہر شعر کی بل کھاتی ہے بنکر گیسو

ہو گئے قید محبت مین پریشان دونون
شیفتہ مین ترے گیسو کا تو مجھپر گیسو

ہر گھڑی آئینہ رخ کا تماشا ہے نصیب
پا گئے روز ازل بخت سکندر گیسو

کم نہون سانپ کے منتر سے مضامین تیرے
باندہ ہر شعر مین اے سحر سخنور گیسو

سالم تخلص ایک صاحب کا ہے اور حال کچھہ معلوم نہوا

مر گیا دیکھہ کے مین عاشق مضطر گیسو
جان محزون کے لیے بنگئے اژدر گیسو

ایک چتون مین ہین خونریزی کے جوہر کیا کیا
تیر مژگان ہین نگہہ تیغ ہے خنجر گیسو

جان اوڑ جاتی ہے اس بل مین جو بھنچ جاتا ہے
بیگمان ہین ملک الموت کے شوہر گیسو

کہین کھل جنگ مین نہ آجاے زحل کا دورہ
سر پہ رکھا نہ کرو اپنے او لشکر گیسو

جب مرا یار شب تاریک مین یاد آتا ہے
آسمان ڈھاتے ہین ظلم کا مرے سر پہ گیسو

جان دیتا ہوں جنھوں کی پریشانی سے
پھانسی بنتے ہیں مرے حق میں الجھکر گیسو

صاف ہوجاتا ہے تب چاند گہن کا دھوکا
نکھرے آتے ہیں نظر جب ترے رخ پر گیسو

سب کو سودائی بنایا نہ رہا خوف حساب
حشر میں اوسنے قیامت کو دکھا کر گیسو

جان و دل سے ہے فدا ساری خدائی انپر
ہوگئے اصل علے موے پیمبر گیسو

حق نے اسلام کو جوڑا کیا کفر کے ساتھ
رخ ترا کعبہ ہے بتخانہ آذر گیسو

دم نظارۂ رخسار ہوا سے اوڑکر
مری آنکھوں کو بنے سد سکندر گیسو

عمر بھر گذری ہے الجھن میں گنہگاری کی
بنگئے ہیں مرے اعمال کا دفتر گیسو

پیچ میں جب سے سیہ بختی کے آئے سالم
روز اک طرفہ بلا لاتے ہیں سر پر گیسو

سلطان تخلص نواب اشرف الدولہ محمد سجاد علیخانصاحب بہادر خلف
چھوٹی شاہزادی نواب افسر بہو بیگمصاحبہ دام اقبالہا رئیس لکھنؤ شاگرد
تدبیر الدولہ منشی مظفر علیخانصاحب اسیر

کیا پریشان ہیں ترے اے مہ انور گیسو
حال عشاق سے بھی بڑھکے ہیں ابتر گیسو

مطلع حسن ہیں تیرے نہیں دلبر گیسو
دو نو مصرع نظر آتے ہیں برابر گیسو

عذر کچھ کرتے ہیں شاید کہ مری جانب سے
پاؤں پر اوسکے جھکائے ہوئے ہیں سر گیسو

بارہا قول کے میزان خرد میں دیکھا
شب ہجران سے ہیں ظلمت میں برابر گیسو

ترے سینے میں نظر آتے ہیں گرمی کے سبب
کچھ تو دھوئیں گے مرے عرق [illegible] گیسو

گرد جب حشر کے دن میرے گناہوں کی اوڑیگی
کیسے حوروں نے چھپائے تہ چادر گیسو

خط عنبر کے جو شیشہ نظر آتے ہیں حباب
کسنے دھوئے تھے لب کوثر معنبر گیسو

بل کی گلزار میں ہے سنبل گلزار ہزار
کب سمجھتے ہیں اوسے اپنے برابر گیسو

ناخنوں سے مرے ماتم میں جو نوچیں گے وہ بال
پھر کے باندھیں گے مرے قتل پہ خنجر گیسو

کیا پریشان ترے رخ پہ ہیں دلبر گیسو
نرم کی نرم بنا دیتے ہیں شمشیر گیسو

آئینہ دیکھے بنا اے مرے دلبر گیسو
دل پریشان ہے ترے دیکھ کے اے ستمگر گیسو

دشمن ہو گئے تجھکو ترے یار معنبر گیسو
ہے یقین دل کو کہ کاٹے ہیں یہ اژدر گیسو

حور و غلمان کے بھی ایسے نہیں دلبر گیسو
کسی انسان کے کیا تجھ سے ہوں بہتر گیسو

کرتے ہیں ساری خدائی کو معطر گیسو
سنبل باغ جنان سے بھی ہیں بہتر گیسو

صبح پیدا ہوئی جب ہٹ گئے پیشانی سے
ہو گئی شام جو آئے ترے رخ پر گیسو

باغ عالم میں یہ خوشبو کہیں دیکھی سنی
جیسے اے گل ترے سونگھے ہیں معنبر گیسو

مشک چین نافۂ تاتار سے نسبت ہی غلط
گل جنت سے زیادہ ہیں معطر گیسو

قتل عالم کو کیا کرتے ہیں کیوں حیران ہوں
نہ تو شمشیر ہیں اے ترک نہ خنجر گیسو

عطر عنبر کی مہک راہ سے خوش آتی گی
جسنے سونگھے ہیں کبھی تیرے معنبر گیسو

چھوڑ کر پردۂ ظلمات کو آتا نہ کبھی
دیکھ لیتا جو کبھی تیرے سکندر گیسو

پہونچے کیا زلف میری تجھکو کہ اے گیسو یار
حور جنت کے نہ ہوں گے ترے ہمسر گیسو

نقطے خورشید پہ ہیں یا ترے عارض پہ ہیں خال
ماہ پر ابر ہے یا ہیں ترے رخ پر گیسو

کسکو ہیں سانپ کہوں کسکو کہوں افعی
رخ انور پہ تو دونوں ہیں برابر گیسو

چشم انصاف سے دیکھے تو فلک بھی یہ کہے
کہ زحل سے بھی سیاہی میں ہیں بڑھکر گیسو

حق عشاق میں گر دم ہیں دم آتش
ڈنک شانے سے لگاتے ہیں برابر گیسو

عمر بھر خواب پریشان نظر آئے گا اوسے
جسنے اکبار بھی دیکھے ترے دلبر گیسو

ذرے افشان کے درخشندہ نہیں یا گوہر
توڑ کر لائے ہیں کچھ چرخ سے اختر گیسو

بال بکھرائے ہوئے آؤ گے جو تم روز جزا
ہونگے برہم زن ہنگامۂ محشر گیسو

ہو مطول یہ بیان مختصر اتنا ہی سخن
ہیں کہیں [illegible] گیسو

کیوں ترے گھر میں نہ عاشق کی ہو اجالا پھیلا
ہاں شب قدر [illegible] منور گیسو

دن کی شب ہو گئی تو کچھ نہین اسکا ہی عجب
رخ پہ اوس یار نے چھوڑے ہین معنبر گیسو

شاعر اب اس سے زیادہ ترا کیا وصف لکھے
ہین عیان جہان سے ترے بہتر گیسو

شوق تخلص شیخ مراد علی صاحب شاگرد منشی سید فضل رسول خان صاحب واسطی

میرے ہاتھ آئے تو لپٹے ہوئے اژدر گیسو
مو بمو ڈسنے لگے تھے بخیال ہین اکثر گیسو

بے زبان تو نہین بیشک ہین سخنور گیسو
بید ہین لکھتے ہین حال دل مضطر گیسو

دام مین لائین گے عاشق کو مقرر گیسو
اسطرح بیٹھے ہین وہ آج بنا کر گیسو

بڑھکے آئین جو گلے تک ترے دلبر گیسو
پھیر دین میرے گلے پر ابھی خنجر گیسو

الفت زلف مسلسل جو رہیگی یونہین
طوق و زنجیر بنینگے مقرر گیسو

دونون عارض ہین ترے سورۂ والشمس اگر
دونون ہین سورۂ واللیل کے ہمسر گیسو

کیون نہ ہو چال سے اوس شوخ کے محشر برپا
قد قیامت ہے تو ہین فتنۂ محشر گیسو

کیون نہ اونکو شب معراج سے پھر دون تشبیہ
جب شب قدر سے ہون قدر مین بڑھکر گیسو

نقش کامل کا اثر دل نے کیا جب پیدا
تب ہوئے جذبۂ دل سے مجھے مسخر گیسو

رہزنی کرتے ہین سودا نہین رہتا باقی
لوٹ لیتے ہین وہ بازار دکھا کر گیسو

کاٹ تلوار کا کرتے ہین یہ ابرو کیطرح
فرق رکھتے نہین کچھ بال برابر گیسو

جانتے ہین یہ اوسے کعبۂ مقصود مگر
روز کرتے ہین طواف رخ دلبر گیسو

بے سبب قتل نہین عشاق کے اونپر مائل
کچھ تو لکھے پڑھے ہین اوس شوخ کے منتر گیسو

ہو گئی صبح ہٹی رخ سے جو زلف مشکین
پھر ہوئی شام جب آئے ترے رخ پر گیسو

عشق مین ابروئے خمدار کے کھائی تلوار
پھانسی پائی جو نظر آئے معنبر گیسو

شام سے آکے دبائی ہے سیاہی تا صبح
چشم عاشق مین پھر آکے ہین شب بھر گیسو

کیون نہ خوشبو سے معطر ہون دماغ عشاق
نافۂ مشک ہے یا سوختہ عنبر گیسو

گل شاداب ہین عارض تو ہے نرگس چشم
قد صنوبر ہے تو ہین شاخ صنوبر گیسو

خار دیتے ہین گلو نکو بھی تمھارے عارض
دون کی لیتے ہین سنبل سے بھی اکثر گیسو

ہو بہو لکھتے ہین اوس شوخ سے حال عاشق
کام ہرکارو نکا کرتے ہین سراسر گیسو

عکس آئینہ مین وہ دیکھ کے کرتے ہین بحث
تیرے اچھے ہین بتا یا مرے بہتر گیسو

خاک برباد ہوئی کسکی کہ پایا یہ عروج
کچھ تمھارے نظر آتے ہین مکدر گیسو

سنبل مشک سے اے شوق ہے ناقص تشبیہ
سنبل باغ جنان سے بھی ہین بہتر گیسو

شگفتہ تخلص جناب سرافراز علی صاحب شاگرد جناب تدبیر الدولہ مدبر الملک منشی مظفر علیخانصاحب اسیر

چاند سے منھ پہ چھوڑا ہے مہ انور گیسو
پیچ مین لاے نہ عاشق کو لٹک کر گیسو

سر چڑھایا ہے بہت آپنے ای جان جہان
بل کی لین خاک نشینون سے نہ کیونکر گیسو

میرے مرنے سے رہی اک نہ زینت باقی
دو ہی دن مین ترے دونون ہوے ابتر گیسو

سانپ سا لوٹ رہا ہے مرے سینے پہ جو آج
تجھ سے اوسکے بنائے ہین مقرر گیسو

باغ مین سنبل پیچان کو ترسے وہ ہین
چھوڑ دیجئے دوش پہ اے رشک گل تر گیسو

جان مجھے نظر آتی نہین خالق کی قسم
زہر ہین حق مین مرے اسکے بہت ہو کر گیسو

بال پڑ جائیگا آئینۂ دل مین میرے
غیر اگر تیرے سنوارینگے سمنبر گیسو

دھوپ سے تیز ابھی آپ سے ہو جاتے ہو کمان
ٹھہرو صاحب ہین پسینے مین بہت تر گیسو

قید زندان مین ہون پاؤن مین زنجیر پڑے
دیکھون لاتے ہین بلا کیا مرے سر پر گیسو

مجھسا دنیا مین نہین کوئی پریشان خاطر
حال ابتر ہے جو دیکھے ہین وہ ابتر گیسو

بال بھر بھی نہین کانٹے کیطرح چھٹکا الجھن
دونون پاپوش کیطرح سے ہین برابر گیسو

دیکھی میری شب فرقت کی سیاہی کی جو سیر
عرق شرم مین کیا کیا ہوے اونکے تر گیسو

وہ ادھر کھینچے ہیں اور ہیں اپنی جانب
آپ کٹتے ہیں پہ کٹنے نہیں دیتے گردن
قطع امید ہوئی بال بھی سلجھانے سے
کسطرح سانپ ہو جاؤں کہ ہزاروں بل ہیں
ٹھوکریں کھائیں اوجھک کے جیسا جہان
جب نظر کیجیے پیدا ہیں ہزاروں شکنیں
منتظر حشر پہ دیدار ہے جو ہم ہیں
خوشحالی سے مجھے بعد فنا بھی صد شکر

کس کشاکش میں پڑے ہیں سر محشر گیسو
دست قاتل سے ہیں لپٹے تہ خنجر گیسو
رکھ لیے یار نے کانوں کے برابر گیسو
گھورتے ہیں مجھے تھوڑی کو پکڑ کر گیسو
اتنے بڑھ جائیں مرے شانے اگر گیسو
اسکو چھپاتے ہیں یہ سر تا سر گیسو
کیا غضب ہوگا اگر آگئے زنجیر گیسو
سر اوٹھایا مرا قاتل نے پکڑ کر گیسو

کہتے ہو جاؤ نگار روشہ ہے بال شکوہ
سانپ کاٹیں جو چھوٹے ہوں کبھی آکر گیسو

شوق تخلص جناب مستطاب معلی القاب عالی خاندان رئیس ابن رئیس نواب فضل علیخان بہادر عرف لاڈلے صاحب نبیرۂ نواب اقتدار الدولہ بہادر شاگرد منشی امیر اللہ تسلیم مولد و مسکن لکھنؤ شعر گوئی کا نہایت شوق ہے عالی طبیعت ذی فہم ہیں
جناب ممدوح نے یہ غزل اس تذکرہ کے لیے بھیجی تھی

ٹل گئے مرگ دم یاد معنبر گیسو
اک بگڑ جانا فقط یار پہ موقوف نہیں
پاؤں میں اوسکی نہیں عاشق ناشاد کو چین
اونہیں نادانی سے پھنس جاتا ہے اکثر کمبخت
حلقے حلقے میں گرفتار ہے دل سے پنہان
سر سے پا تک ہے قیامت رخ روشن تیرا
سیدھی مجکو قیامت نظر آجائے گی

کٹتے عمر رواں کو ہو سکے لشکر گیسو
وصل کی رات بگڑ جاتے ہیں اکثر گیسو
سانپ کی طرح سے لہراتے ہیں دلبر گیسو
مرغ دل کے لیے ہیں دام مقرر گیسو
دام میں پائیں کھلے دوش کے اوپر گیسو
تیرگی میں شب یلدا کے برابر گیسو
جب وہ کھولیں گے مری لاش پہ آکر گیسو

جب کمر تک تجھے بالا نے مین کیا کچھ کم تھے
ہو گئے اتنے تو ترے قد کے برابر گیسو

وصل مین سونگھے ہین جسنے کوئی اوسکی پوچھے
عنبر و مشک سے بو دیتے ہین بڑھکر گیسو

طائر دل مرا اوس زلف سے اولجھا اوسمین
جب سے منت کے رکھے یار نے سر پر گیسو

غش جب آتا ہے مجھے دیکھکے صورت اونکی
ہوش مین لاتے ہین وہ مجھکو سنگھا کر گیسو

مار ڈالین جو بگڑ کر تو جلا دین بوسے
کیا کمون رکھتے ہین اعجاز پیمبر گیسو

مار ڈالا اوسے الفت ہوئی جسکو انکی
اپنے کاٹے کا نہین رکھتے ہین منتر گیسو

مار گنجینۂ حسن و ستم ایجاد ہین یہ
بوسہ کسطرح سے لون رخ کا ہٹا کر گیسو

مار ڈالین گے مجھے ایک ہین کافر دونون
شل افعی کے ہے خونخوار ترا ہر گیسو

تیرہ بختی مری دیکھو جو میسر بھی ہوئی
کاٹ دی وصل کی شب اوسنے بنا کر گیسو

بات بھی بگڑی ہوئی اپنی بنا ہی لونگا
مینے سلجھائے ہین اولجھے ہوئے اکثر گیسو

خوف کسطرح نہو مجھکو سنور کر اکدن
لائین گے سر پہ بلا میرے مقرر گیسو

کعبہ رہتا ہے سیہ پوش عجب کیا اے شوق
اوسنے رخسار پہ چھوڑے جو معنبر گیسو

ردیف ص

صبیر تخلص منشی سیتارام صاحب شاگرد شیخ امیر اللہ تسلیم دیوان سرکار نواب مرزا محمد تقی خان بہادر تخلص افسر دام اقبالہ مولد و مسکن لکھنو شعر اچھا لکھتے ہین

دست رنگین سے جو سلجھاتے ہین اکثر گیسو
خون عشاق کا کرتے ہین سراسر گیسو

کم نہ اولجھن ہوئی اوسکی نہ اوسے نیند آئی
مین نے سلجھائے بہت یار کے شب بھر گیسو

کی تری زلف کی تقلید بہت سنبل نے
پر بنائے نہ بنے بال برابر گیسو

بوسے آئینہ رخسار کے لیتے ہین مدام
واہ رکھتے ہین عجب بخت سکندر گیسو

یون ہی دل ڈسنے کو کچھ کم نہ تھے یہ مار سیاہ
اور بھی تمنے کیا قہر بنا کر گیسو

ایک دل کے لیے دونوں نے کمر باندھی ہے
ضد پہ گر کاکل پیچاں تو ہے ہٹ پر گیسو

بچھو وہ موذی ہیں کہ کاٹا نہیں جیتا جسکا
سانپ پالے ہیں کہ ہیں سر پہ ستمگر گیسو

اسقدر بار نہ چھوڑو کمر نازک پہ
پاؤں پڑ کر یہی کہتے ہیں مقرر گیسو

سر بسر قاتل عشاق ہے وہ فتنہ دہر
تیغ ابرو ہیں مژہ تیر ہیں خنجر گیسو

کیوں نہ بادن ہیں ترے بگڑے ہوے بالوں کو
نہ مزاج دل نازک نہ مقدر گیسو

سانپ کیطرح سدا لوٹتے ہیں چھاتی پہ
چین لینے نہیں دیتے ہمیں دم بھر گیسو

بل کیا کرتے ہیں دن رات رخ جاناں پہ
کتنے ہیں منہ چڑھے اے صبر معنبر گیسو

٨ — صولت تخلص فاضل قمقام کامل طمطام مقبول بارگاہ لم یزلی ناصر الاسلام مولانا محمد عمر صاحب مولد و مسکن رامپور وارد حال لکھنؤ فی الحال مطبع میں صحت کتب عربیہ فرماتے ہیں مولانا صاحب انصاری نسباً حنفی مذہباً صاحب کمال مشہور ہیں ہر علم میں قدرت تام ہر فن میں بلکہ عام رکھتے ہیں

انچنان گشت انیس رخ انور گیسو
کہ زخش آتش جانسوز و سمندر گیسو

نیست افتادہ ز رفتار قد دلبر گیسو
سر برافراختہ از فتنہ محشر گیسو

بسکہ در تیرگی بخت من آورد فروغ
طالع تیرہ کم کرد منور گیسو

گر بسنبل کدہ از ابر بہاری پیداست
دود آہ دل بیتاب ستمگر گیسو

باد پیما بہ ہوا دارے تاتار عیانست
ورنہ ہر دشت و چمن کرد معطر گیسو

نقش آئینہ از کوکب بخت اغیار
پے پا ہیچ نظر سد سکندر گیسو

در سر باد صبا چیست ہوائے باطل
کہ کند ہیچو خود آشفتہ و مضطر گیسو

تیرہ بختت زحل از اثر شمس منیر
زدہ داغ حسدش در دل انور گیسو

شد اثر از نار دخان لیک بعکسش اینجا
روید از راس نہ از عارض احمر گیسو

خواستم من کہ کنم غرق بطوفان شکر / از پئے فلک فلاک آمدہ لنگر گیسو

بسر لعل رخان کرد جلوس اجلال / بسر سنگ عدم زد سر ہمسر گیسو

رگ جانم چو سنان در شکم مویش بخاست / گو ز ہر موئے تنم ساختہ نشتر گیسو

اینک از جان صبا گرد بہ آرزم کہ فشاند / مشت خاکم زند بتبرک ادب بر گیسو

ظلمتش حاجب انوار عذارش گردید / طرفہ تر اینکہ عذارش خور و شپر گیسو

لمعہ از شانہ زلفش ز رخش بر من تافت / گشتہ کرد آتش و بگذاشتہ اخگر گیسو

چہ سلاسل کہ نینداختہ بر قامت یار / چہ زلازل کہ نیفگند بجنبش گیسو

تار مویش ہمیان سلسلہ جنبان عدم / پئے شبخون عدم تاختہ لشکر گیسو

سبزۂ خط بہ لبش خضر رہ آب حیات / سوئے ظلمات ضلالت شدہ رہبر گیسو

دود آہم بزمین راہ ہوا را بربست / تا نسازد ز خطا برہم و مضطر گیسو

چونکہ از ہر گنہ عالم بہ محیطش پیوست / نزد ارباب نظر آمدہ محور گیسو

حافظ مصحف رخسار و بپایش از کفر / رہبر جادۂ کفرست و پیمبر گیسو

گاہ ریزد بزمین رنگ سجود اغلط / گہ شبیہ سیہ مست قلندر گیسو

گاہ از طول حمل صورت ریش زاہد / گہ ز تقصیر سواد دل آذر گیسو

گاہ چون پیل دمان حملہ بر شخصے برد / گہ ز حال سیہش مور سیہ بر گیسو

باش از وحشت خود دست و گریبان صولت
کہ ز تشویش تو شد مضطر و ششدر گیسو

آ پڑے سبزۂ خط کے جو برابر گیسو / آپ کو خضر سمجھتے ہیں بھٹک کر گیسو

گو کہ جاروب کش خاک قدم ہیں دائم / خاکساری سے چڑھا لیوے وہ سر پر گیسو

دیکھ کر جاوے آئینہ رخ کو اپنے / شکل تصویر وہ خود اور متحیر گیسو

نفس باز پسیں دل بسمل بن جائے / گر کرے باد صبا برہم و مضطر گیسو

گو عبث گاہ ہین تجھے بعلین پہ لہو ہی اند سیر ۔۔۔ ہین تو ہمدم بغل ہین تیرے اژدر گیسو
کھلتے ہین تیرے گیسے طالع عشاق کا حال ۔۔۔ آئے ہین تا بلب اگر گوش لٹک کر گیسو
وہان تو ظلمات پڑی ہی سنگ رہ آب حیات ۔۔۔ لعل لب پر ہین یہان سد سکندر گیسو

فرط غفلت سے فغان دل صولت نہ سنا
گوشمالی پہ ہین آمادہ سمٹ کر گیسو

صمد تخلص جناب مولوی محمد عبد الصمد صاحب وکیل عدالت دیوانی و رئیس ضلع غازیپور شاگرد جناب مولوی محمد عبد العلیم صاحب متخلص بہ آسی نے یہ غزل اس تذکرہ کے لیے بذریعۂ خط کے ارسال مطبع کی تھی

لے ہی لیتے ہین دل عاشق مضطر گیسو ۔۔۔ اے دل آرام غضب ہین تیری دلبر گیسو
قتل کا رکھتے ہین عشاق کے جوہر گیسو ۔۔۔ گو چھری ہین نہ کٹاری ہین نہ خنجر گیسو
ہین تو جب ہاتھ لگاتا ہون بگڑ پڑتی ہین ۔۔۔ دست مشاطہ سے بن جاتی ہین کیونکر گیسو
گیسوے سنبل فردوس پرین بھی دیکھے ۔۔۔ کب ہین وہ آپ کے گیسو کے برابر گیسو
جو نہ پامال ہو گردش مین نہ ڈالین جسکو ۔۔۔ سر چڑھے ہین صفت چرخ ستمگر گیسو
مشک نافے کیئے خاک کف پا سے بقدر ۔۔۔ اب خطا وار ختن کے ہین سراسر گیسو
دشمن جان ہین کوئی اور کوئی دل آزار ۔۔۔ ابرو یار ہین سفاک ستمگر گیسو
پیچھے یہ کیسی روز سیہ بختون پہ ۔۔۔ کیا ترے دل کی طرح ہو گئے پتھر گیسو
کیا ہی لپکا جو پڑا ہے انھین خونریزی کا ۔۔۔ نہ تو برچھی ہین نہ ہین تیر نہ نشتر گیسو
دیکھو اوس نکہت جان بخش کے مجھ سے کو ۔۔۔ سارے اعضا ہین معطر تو معنبر گیسو
سمجھے ہم کھیل کے سوتے ہین بغل مین شب وصل ۔۔۔ ساتھ سوتے ہین جو بکھرے سر بستر گیسو
کمر خم سے ہین صیاد کمینگاہ ای دل ۔۔۔ دام الجھائے ہین ہین ذبح مین خنجر گیسو
پیچ مین سنبل تر خم مین ہین افعی بلا ۔۔۔ رنگ مین مشک سیہ بو مین گل تر گیسو

دھیان کب گیسوؤں کا سینہ پر داغین ہے | اوڑھے ہین اے گل تر پھولونکی چادر گیسو
تیرے گیسو کو نہ کیون رشک مسیحا سمجھون | جان آئی جو سونگھا یادہ معنبر گیسو
دو دو دل اپنے بھی بڑھ جائین کہین کر ہی سے | ہونڈھو نسبے تا بہ کمر پونچے ہین بڑھکر گیسو

کوچہ آمد و رفت نفس سینے سے ہے
ای صغیر نکہت جان بخش سے وہ پر گیسو

صغیر تخلص چھوٹے خانصاحب مولد و مسکن لکھنؤ شاگرد جناب افضل الدولہ سید افضل علیخان صاحب بہادر ابن جناب تدبیر الدولہ مدبر الملک منشی مظفر علیخان صاحب اسیر

چار یاری نہ بنائین مجھے کیونکر گیسو | چار ہنت کے ہین اوس طفل کے سر پر گیسو
سلسلہ دیکھ کے ہین دونون جہان کا مجھا | جلوہ افروز ہین گیسو کے برابر گیسو
شہرہ ہے کس کے قد و زلف سے ماتم خانہ | کہ علم خانہ بخانہ ہین تو گھر گھر گیسو
دیکھتے ہی انھین اڑ جاتا ہے ای حور لقا | طائر ہوش بلا لک کے ہین شہپر گیسو
سحر پہ آے اگر یہان ہستی کی صورت | پیچ کبوتر کو کرے پر کو کبوتر گیسو
نشۂ مے ہین ہوا وصل کا سامان صد شکر | ہاتھ مین اوسنے دیے بیچ ہی ساغر گیسو
حور کو تو جو کرے اپنی کنیز ہین طلب | لاے رضوان اوسے جنت سے پکڑ کر گیسو
بت ترے چہرے سے چہرے کو ملائین بافرض | ایسے شبرنگ کہان پائین یہ بہتر گیسو
سرخ ہو باف جو چوٹی ہین پڑا اوس گل کے | کیسے اترائے ہوے جامے سے باہر گیسو
چھپلے غیر و نکو چڑا دینے لگا دز و حنا | ڈر سے اک روز لگائین گے مقرر گیسو

قید مین دوسری بلا و نہین ہوا ہفت صغیر
مری شامت کہ چھوٹے ہین مقرر گیسو

ردیف ض

ضو تخلص سید آغا علی صاحب متوطن کانپور تلامذہ جناب مستطاب معلے القاب

نواب سید علی حسن خان صاحب بہادر تمنا شعر اچھا کہتے ہین یہ غزل التمش کردہ کے لیے بھیجی تھی

بل کی اب لیتے ہین اونسے بھی سراسر گیسو
ایسے بے باک ہین چڑھنے لگے سر پر گیسو

اوڑ چلے اور بھی ہیسے وہ بنا کر گیسو
اوس پریزاد کے حق مین ہوے شہپر گیسو

مختصر ہونے پہ بھید ہین ستمگر گیسو
بڑھ کے لائین گے قیامت کوئی سر پر گیسو

وصل کی رات جو آجاتے ہین منھ پہ گیسو
لطف سہرے کا دکھاتے ہین معطر گیسو

بل کی عشاق سے لیتے ہین یہ خودسر گیسو
ہوگئے ہین بہت ان روزون ابتر گیسو

انتہا انکی ملے گی نہ کسی صورت سے
ہوگئے ہین شب فرقت کے برابر گیسو

بارہ پر آئے ہین اب نام خدا جوبن سے
قتل کیونکر نہ کرین صورت خنجر گیسو

انکی خوشبو سے کسی دن جو معطر ہو دماغ
نذر مانی ہے چڑھاؤن سر منبر گیسو

وصل کی رات بسر ہوگئی زینت مین اونھین
کسی تدبیر بھی سلجھے نہ اولجھکر گیسو

اپنے جامے مین نہ پھولا ہون سماؤن اوسدن
ہار جس روز ہون گردن کا لپٹ کر گیسو

دیکھ لیتا ہون تو کچھ جان ٹھہر جاتی ہے
کشتۂ غم کو ہو جاتے ہین لنگر گیسو

کسی صورت سے نکلتی نہین قسمت کی کجی
سیدھے رہتے نہین عشاق سے دم بھر گیسو

دُر خوش آب ہین قطرے یہ نہین پانی کے
تم نہائے تو بنے رشتۂ گوہر گیسو

روز روشن نظر آیا شب تاریک مجھے
اوڑ کے آئے جو ہوا سے کبھی رخ پر گیسو

کم سنی کا یہ سبب ہے کہ وہ ڈر جاتے ہین
دیکھتے ہین اگر آئینے کے اندر گیسو

زینت یار سے اس روز قیامت ہوگی
ایک عالم کو بگاڑین گے سنور کر گیسو

دم فنا ہو جو کبھی بال ہو بیکا ان کا
رشتۂ جان کے برابر ہون نہ کیونکر گیسو

رشک عیسیٰ لب جان بخش تکلم اعجاز
عارض یار پیمبر ہین تو قنبر گیسو

دور سے دیکھ کے احوال پریشان اے ضو
بل کی لینے لگے کچھ دوش کے اوپر گیسو

ردیف ط

طرز تخلص لالہ کنج بہاری لال صاحب عرف راجو خلف رائے رامدین صاحب شاگرد رشید لالہ بنسی دہر صاحب ہمت یہہ شاگرد رشید منشی منیڈو لال صاحب متخلص بہ زار کے ہیں مولد و مسکن لکھنؤ

بل کی لیں اہل دل سے نہ یہہ کیونکر گیسو — موتیوں سے ہیں گوندھے اونکے سراسر گیسو
رنگ لائے ہیں سیہ ہوکے وہ دلبر گیسو — کالے کھتے ہیں بلا کے ہیں ستمگر گیسو
آگیا ناک میں دم چھوتے ہی مشاطہ کا — جنکا جنجال ہوے اونکے اولجھکر گیسو
ہے بجا یار کو مجموعہ کہوں خوشبو کا — خال رخ مشک اگر ہے تو ہیں عنبر گیسو
بد معاشو نسے اگر ربط نہیں ہے انکو — صورت گنجفہ پھر کیوں ہیں یہ ابتر گیسو
سر چڑھا جو ترے اے یار رہا سرگردان — مثل عاشق ہوں پریشان نکیونکر گیسو
بل کی لیتے مگر اے یار دل وحشی کے — ہتکڑی بنگئے ہاتھوں میں لپٹ کر گیسو
شوق میں عید کے اللہ رے سنوزنا اونکا — آئینہ لیکے بنایا گیے شب بھر گیسو
زلف کیطرح کمر اونکی بھی بل کرتی ہے — پڑ جھکے آجاتے ہیں جب اونکی کمر پر گیسو
یاد گیسو میں پھروں وادی وحشت میں اگر — ہوویں زنجیر مرے حق میں مقرر گیسو

دیکھیے طرز جو ہو اونکی چمک بالوں پر
آب گوہر سے وہ دھوتے ہیں مقرر گیسو

طاہر تخلص بابو پنجاب رائے خلف منشی چھکن لال صاحب مرحوم زمیندار ضلع ترہٹ وموطن موضع گھٹون پرگنہ پرنسا ضلع مذکور وارد شہر عظیم آباد پٹنہ دیوان سرکار جناب راجہ درگا پرشاد صاحب متخلص بہ شاد والد ودمان مہاراجہ رام نارائن بہادر ناظم صوبہ بہار یہہ غزل اس تذکرہ کے لیے ارسال کی تھی

ماشاء اللہ یہہ کیا تیرا ہے طرہ گیسو — نافہ مشک ختن سے بھی ہے بہتر گیسو

کیا کرون وصف کہ کیا ہے ترا دلبر گیسو
سنبلستان ارم یا کہ معنبر گیسو

لب سے آنکھون سے زنخدان سے رخسارون سے
سب سے خوبی مین بڑھا ہے ترا انمبر گیسو

سورج گرہن کا گمان ہووے منجم کو ابھی
رخ خورتاب سے ملجائین جو دم بھر گیسو

عکس تاج مرصع سے یہہ ہوتا ہے گمان
دشت ظلمات مین ہے معدن گوہر گیسو

آج کیا ہے کہ پریشانی ہے چھپ لیسے عیان
کیون سراسر یہہ نظر آتے ہین ابتر گیسو

کیون اوداسی ہے یہ بشرہ یہہ کہو حال ہے کیا
رخ کے فق رنگ ہین کیون اور ہین ابتر گیسو

دست رس کیسے ہو ہے ارض و سما کی دوری
آپ کے پانون تو ہین آج فلک پر گیسو

یہہ خطا اپنی ہے خود کردہ را یان علاج
خود پشیمان ہون چڑھا کر تجھے سر پر گیسو

بال کھولے نہ لب بام تم آؤ ہرگز
کہین بن جائین نہ اوڑجانے کو شہپر گیسو

کیا اولٹ پھیر ہے کیا شان خدا ہے طاہر
شانہ گیسو پہ کبھی شانے کے اوپر گیسو

ردیف ظ

ظہور تخلص شاعر نازک خیال منشی شیخ ظہور حسین صاحب ابن جناب منشی علیم اللہ صاحب فارسی و عربی و انگریزی دان مرحوم و مغفور شاگرد رشید جناب تدبیر الدولہ منشی مظفر علی خانصاحب بہادر اسیر

قصد تسخیر نہین ہین اوس خط کو ملاکر گیسو
کشور دل پہ چڑھے ہین مع لشکر گیسو

آئینہ ہے وہ رخ صاف تو جوہر گیسو
کیون نہون لائق تحسین سکندر گیسو

آئے اعجاز پہ جس دم وہ فسونگر گیسو
کبھی موسیٰ کا عصا ہو کبھی اژدر گیسو

گل شبو سے زیادہ ہین معطر گیسو
تاجر مشک ہین سوداگر عنبر گیسو

دیکھین اوس آئینہ رو کو جو مکدر گیسو
رکھین سر سایہ صفت اوسکے قدم پر گیسو

سبزہ کیا مال ہے سنبل کی حقیقت کیا ہے
خط جو دلکش ہین پہ بھاری ہے تو سو پر گیسو

عین وعدے پہ حجاب رخ روشن ہوکر — اوڑھائیگا قیامت دم محشر گیسو

خوف کیا کچھ نہ مفر ہوگا تصور اسکا — مار آبی ہے مری آنکھونکے اندر گیسو

حسرتین یون دل صد چاک کی نکلین یارب — جیسے شانے سے نکلتے ہین سمٹکر گیسو

لینے پایا نہ بلائین شب وصلت ہیہات — رہگئے دست تمنا مین اولجھکر گیسو

ہم ہین دونون کے غلام احمد و حیدر کی قسم — ہے بلال اونکا اگر خال تو قنبر گیسو

لامکان وہین یارین پائی ہے جگہہ — عرش اعلا کی بھی چوٹی سے ہے بڑھکر گیسو

بیخطا مجھسے پھرے ہین تو بلا سے پھر جائین — توبہ توبہ نہ خدا ہین نہ پیمبر گیسو

پاؤن لیتے اونکے نہین غیر نے سینکین آنکھین — ہاتھ رکھکر بھی کہدے مرے سر پر گیسو

کچھ نہ اشک کے طوفان سے بچایا کیسا — ہین جہاز دل عشاق کے لنگر گیسو

ضد سے خاشاک وہ سر پر مری پھینکین تو سہی — پیری آنکھونپہ وہ مژگان ہی سر پر گیسو

خوب پٹو نہین لیا دلکو تماشا کرکے — بالکا بھائی منتی کا ہے فسونگر گیسو

دلکو کسطرح سے قابو مین یہ کر لیتا ہے — جانتا ہے نہ کوئی سحر نہ منتر گیسو

سر گنبدہانے مین جو لی یار نے منھ مین چوٹی — آگیا موج مین اپنے لب کوثر گیسو

لمعۂ عارض تابان نے اوڑایا ایسا — بنگئے طرۂ تاج شہ خاور گیسو

کہکے رستی شب وصلت یہ ڈرایا مجھکو — چھٹ گئے ہاتھ سے گھبرا کے برابر گیسو

خاک پر پھینکدیا موئے شکستہ کیطرح — اس دل زار کو شانے نے بنا کر گیسو

سو مین حلقو نسے رکھتا ہی مگر کیا حاصل — نہ سخن دان نہ سخن گو نہ سخنور گیسو

لاکھہ شانے نے بگاڑا بھی بنایا بھی مگر — حرف شکوہ کبھی لایا نہ زبان پر گیسو

خوف ہے خرمن دل پر نہ گرائین بجلی — چھائے ہین ابر کے مانند ہوا پر گیسو

سحر عید سے بہتر ہے جبین روشن — ہے فضیلت مین شب قدر سے بڑھکر گیسو

طاق مسجد مین سر شام جلاؤنین چراغ — گر منہتم شب ہجران کو کرین سر گیسو

کیا صفائی ہے کہ حال اپنی پریشانی کا ۔۔۔ صاف کھدیتا ہے آئینہ کے منھ پر گیسو

جنکی توصیف مین ہے سورۂ واللیل ظہور
سائبان حشر کو وہ ہون مرے سر پر گیسو

ردیف ع

عاقل تخلص منشی بھگوان دیال صاحب صاحب تصانیف کثیرہ سررشتہ دار مطبع منشی نولکشور صاحب شاگرد منشی گوبند لال صاحب متخلص بہ صبا سر ونیگ ماسٹر نارمل اسکول لکھنؤ

رباعی

میل دنیا و فکر عقبے دارم
ترسم عاقل کہ من نہ دیوانہ شوم
بس دشوارے و سخت مشکل دارم

ایضاً

عشق بتاو اشتیاق مولی دارم
یکسر دارم ہزار سودا دارم
گفتن نتوان غمیکہ در دل دارم

ایضاً

عاقل از دوش بار سر فت و لے
مملو ز خطاست سر بسر دامن ما
اے گرمے آفتاب رحمت مددے

گرد عصیان نشستہ بر دامن ما
بار احسان تیغ قاتل دارم
گر آب گناہ گشتہ بر دامن ما

غزل طرح

ہست درگشتنم از بار فزون تر گیسو ۔۔۔ کم بود زہر در و پیش بود در گیسو
زو پریشان شدہ شیرازۂ جمعیت دل ۔۔۔ از پے برہمے من شدہ خوگر گیسو
ہست در آئینہ تصویر خوش یا سیاہ ۔۔۔ نیست بر روے صنم عکس معنبر گیسو
اے شب ہجر سیہ بخت سیہ روے تو باد ۔۔۔ کہ نباشد بہ سیاہی تو ہمسر گیسو
پا بزنجیر چرا نیست فشار مویش ۔۔۔ سو جد جبر ثقیل ہست سراسر گیسو
بود تقدیر کہ پابند بلا ساخت مرا ۔۔۔ راست الزام در وہم نبود بر گیسو
بسکہ تقدیر پریشانئے من طول کشید ۔۔۔ باد را زلش نگر دید برابر گیسو

سرخ مو باف ز زلف سیه انگل نیست — بود سنبل شده خوش لالهٔ احمر گیسو

کرده زلف پریشان و پریشان گشتم — جمع عشاق تو برهم زده یکسر گیسو

نیست محتاج سلاسل بجنون عاشق زلف — کز دو سو صورت زنجیر بود بر گیسو

گر گهی سبزهٔ رخسار تو بیند واعظ — خاک آلوده کند بر سر منبر گیسو

بال پرواز کشادست سوی اوج کمال — طائر حسن تو تا یافته شهپر گیسو

طرفه ماریست که بنشسته بگنجینهٔ حسن
نیست عاقل برخ یار سمن بر گیسو

گشت در خواب نهان روی صنم در گیسو — شد پی دفع مگس صورت چادر گیسو

سنبلم از نکهت خود کرد معطر گیسو — هست چون نافهٔ تاتار معنبر گیسو

مو بمو حال پریشانی من ظاهر ساخت — کرد آن شوخ چو وا عقد معنبر گیسو

تا که شد جلوه ده آئینهٔ روی صنم — یافت با ظلمت او بخت سکندر گیسو

میکند حال پریشانی من گوش گذار — پیش آن شوخ بهم گشت پیمبر گیسو

موشگافان چو درین عقده پریشان بودند — کرد واسورهٔ واللیل سراسر گیسو

شد مصون کشتی حسن تو ز طوفان دل — ناخدای قدرش ساخته لنگر گیسو

قطرهٔ آب ز هر مو دم غسلش بچکید — ابر نیسان شده در بارش گوهر گیسو

داشت سودای سر همسریش سنبل ازان — در رگش از سر هر مو زده نشتر گیسو

جان عشاق حزین بند کمند مو کرد — ساخت خوش عالم ارواح مسخر گیسو

جان گر بند هزاران دل عشاق درو — بین که دود دلست پر از شعله و اخگر گیسو

روشن است این که بود روی تو شمع پرنور — تیره دود دلست بران شمع منور گیسو

رنگ و بوی گل من چیده دکان عطار — صندل تر تن و مشکین خط و عنبر گیسو

بخت تاریک مرا نور سعادت عاقل — چون سپیدیست پی رشت نما در گیسو

عیش تخلص منشی شیخ فدا علی صاحب المشہور با چھجے صاحب ابن شیخ منور علی صاحب مرحوم و نبیرہ شیخ محمد علی خانصاحب شیخ فقیر صاحب مرحوم رئیس و زمیندار قدیم شہر لکھنو مولد و مسکن انکا خاص شہر لکھنو ہے شاگرد رشید ہین جناب سید حسن عسکری صاحب عرف میر کلو صاحب مرحوم متخلص بعرش کے اور وہ خلف الصدق ملک الشعرا میر محمد تقی صاحب میر تخلص کے تھے ایک دیوان اور مثنوی سحاب درفشان اور مثنوی نجم طالع معروف بہ مہر درخشان اور ایک مخمس مسمے بہ طلسم عبرت اور ایک واسوخت اور ایک مسدس مسمے بہ فغان عیش اور ایک قصہ مسمے بہ فسانہ دلفریب نثر اور چند مرثیہ و سلام و دیگر متفرقات کلام انسے یادگار رہا ہے

تاب خوردہ نہ ہین آپکے کیونکر گیسو
رہتے ہین شعلۂ عارض کے برابر گیسو

ہمنے دیکھے پرے و حور کے اکثر گیسو
تیرے گیسو سے نظر آے نہ بڑھکر گیسو

تا کمر آے جو اسے یار لٹک کر گیسو
دام مین لائین گے عنقا کو ستمگر گیسو

بل کی لیتے ہین عبث آپکے خودسر گیسو
کیا بنا لین گے بھلا مجھسے بگڑکر گیسو

کیون جگہہ پائین نہ محبوب کے سر پر گیسو
قدر مین ہین شب معراج پیمبر گیسو

کیا بلے ہین تجھے اے حور معنبر گیسو
سنبل باغ جنان سے بھی ہین بہتر گیسو

سر تربت جو ہمین آتے ہین ماتم کے لیے
نوچ کر قبر پہ رکھ جاتے ہین اکثر گیسو

چاند کا یار گہن مین نہین رہنا اچھا
مہر وش منہہ تجھے دکھلا دے اوٹھاکر گیسو

ہمکو الجھن سی رہی نیند نہ آئی شب بھر
کھولدین حال پریشان کا جو دفتر گیسو

رات دن آینہ رخ پہ پڑے رہتے ہین
مانگ لاے ہین مگر بخت سکندر گیسو

دلمین آنکھونمین کلیجے مین رہا کرتے ہین
ہو کے آوارہ پھرا کرتے ہین گھر گھر گیسو

اونکے بالونکی رقم وصف جو دیوانے سے
خط سنبل تو بنا خط خط مسطر گیسو

روے پرنور ہے والشمس کی تفسیر اگر
شرح واللیل ہے ریحان سراسر گیسو

چوم لو لگا انھیں بے خوف و خطر یاد رہے
ہیں یہی موسے ہوں جو ہیں صورت اژدر گیسو

پاس ہیں زر ہیں وہ سانپ پھرا کرتے ہیں
کالے کالے نہیں لہراتے ہیں رخ پر گیسو

ہے دہن چشمۂ حیوان اگر اے قاتل تیرے
موجۂ آب بقا ہیں یہ معنبر گیسو

یاد گیسو کے پریشاں میں نہیں نیند آتی
رات بھر ہجر میں گنواتے ہیں اختر گیسو

یاد اون بالوں کی چھاتی سے نہیں ٹلتی ہے
ہو گئے کیا مری تقدیر سے پتھر گیسو

کیوں نہ پابند ہو مرغ دل وحشی میرا
خال دانہ ہے تو ہیں دام سراسر گیسو

کو ڑیالا مری تربت پہ نہ کسطرح اوگے
یاد آتے ہیں مجھے قبر کے اندر گیسو

اونکے گیسو سے جو تا زیست محبت تھی مجھے
موت بھی آئی دم نزع تو بنکر گیسو

رد کیے انکو یہ بے طور بڑھے جاتی ہیں
مجکو جامے سے نظر آتے ہیں باہر گیسو

شش جہت میں نہیں رکھتے ہیں بیاں اپنا جواب
چشم و ابرو و طرۂ خال و خط و سر گیسو

عاشقیں کس دھوم سے جاتا ہے جنازہ میرا
تا لحد ساتھ ہیں کھولے ہوے دلبر گیسو

عالی تخلص مرزا غلام مرتضےٰ شاگرد رشید نسیم دہلوی فن نستعلیق میں مہارت تام اور ملکۂ عام حاصل ہے شاگرد رشید مرزا علی رضا جواہر رقم مرحوم کے ہیں مولد و مسکن لکھنؤ ہے یہ غزل اس تذکرہ کے لیے ارسال کی تھی

گرد عارض نہیں گیسو کے برابر گیسو
نالۂ ماہ نے ہیں یا وہ معنبر گیسو

قتل عاشق کے لیے یہ بھی ہے انداز ترا
ہر گھڑی بنتے بگڑتے ہیں جو رخ پر گیسو

انھیں بھی ہے تری آشفتہ مزاجی کا اثر
بات کرنے میں بگڑ جاتے ہیں اکثر گیسو

کچھ نہ کچھ آج رقیبوں نے لگایا ہے ضرور
کہ خفا آپ ہیں برہم ہیں معنبر گیسو

کبھی خالی نہیں رہتے یہ پریشانی سے
واقعی ہیں کسی عاشق کے مقدر گیسو

بڑھ گئی اور بھی شوریدہ سری کچھ اپنی
کیوں احبا نے بلائے ترے دھو کر گیسو

سیکڑون خط نظر آنے لگے دم بھر جسدن
سو گئے عارض نازک پہ وہ رکھکر گیسو

ہے پریشانی خاطر کا سبب یہہ **عالی**
خواب مین مجھکو نظر آتے ہین شب بھر گیسو

عقیل تخلص محمد حسن خانصاحب باشندے قدیم لکھنؤ کے ہین شعر اچھا کہتے ہین یہہ غزل اس تذکرہ کے لیے بھیجی تھی

دام مین مجھکو پھنسائین گے مقرر گیسو
دمبدم دیکھیہ نہ تو اے دل مضطر گیسو

ہاتھہ غیرونکا سر یار پہ پہونچا ہیہات
چھونے پاے نہ ہمین اے دل مضطر گیسو

خوشنما سرو سے ہے قامت موزون صنم
گل سے عارض ہین تو سنبل سے ہین بہتر گیسو

خوف ہے قافلۂ صبر نہ لٹجاے کہین
راہزن ٹھہرے ہین اے دل مضطر گیسو

پھر ہوا زلف پریزاد کا سودا دلکو
بیڑیان مجھکو پنھائین گے مقرر گیسو

شام اور صبح کو انکا وہ دکھا دیتے ہین
لب بام آتے ہین جب چھوڑکے رخ پر گیسو

اے پری کیون ترا دیوانہ نہ سودائی پھرے
سحر کرتے ہین بلا کا یہہ فسونگر گیسو

کیون نہون زہرہ جبین تجھپہ فرشتے عاشق
سنبل باغ جنان سے بھی ہین بہتر گیسو

آج تک دام محبت سے رہائی نہ ہوئی
ایکدن دیکھے تھے اوس شوخ کے دم بھر گیسو

وصل کی شب بھی نکچھہ دل کی تمنا نکلی
آئینہ مین وہ بنا یا کیے شب بھر گیسو

پاس سے چہرۂ روشن کے ہٹا کر بیٹھو
لیتے ہین بوسۂ رخسار منور گیسو

قصد ظلمات کے جانے کا نہ ہرگز کرتا
اے صنم دیکھتا تیرے جو سکندر گیسو

جوڑا لپٹا ہوا یا لونکا جو کھولے وہ صنم
صورت مار نظر آئین سراسر گیسو

اٹھتے زلف صنم کا مجھے سودا ہوگا
خواب مین مجھکو نظر آتے ہین اکثر گیسو

سحر وصل ہے پہلو مین شب بھر انکے
اے پری پاہین ترے رخکے برابر گیسو

ہے خط مشک ختن سے ہین اگر دونشبیہ
کہین عنبر سے ہین نکہت مین فزون تر گیسو

گالیان دین کبھی کوسا کبھی مارا اوسنے
کیا ہوا ہونہین خجل یار کا چھوکر گیسو

دیکھکر مردم آبی کو بھی سودا ہوجاے
دھوے دریا مین جو وہ شوخ ستمگر گیسو

ہے غضب سر اوسی سردار کا ہو زیر سنان
صید کو ہاتھ مین دین جسکے ہمیشہ گیسو

اے عقیل آٹھ پہر وصل سے خورسند ہون مین
دنکو رخ دیکھتا ہون یار کا شب بھر گیسو

عاجز تخلص ایک صاحب متوطن حیدرآباد دکن کا ہے یہہ غزل بذریعہ خط کے اس تذکرہ کے لیے بھیجی تھی اور کچھہ حال معلوم نہوا

صاف ہوتا نہین رہتا ہی جو بل پر گیسو
سر چڑھانے سے ہوا یار کے خود سر گیسو

دام و زنجیر ہے اور افعی و اژدر گیسو
خوب تونے تو نکالے ہین یہہ جوہر گیسو

روبرو آئینہ رہتا ہے رخ روشن کا
ہے مگر اپنے زمانے کا سکندر گیسو

موبمو اس مین چمک ہے جو رخ روشن کی
ہو گیا رشک شعاع خور خاور گیسو

دو طرف گیسو ہین اور اوسمین رخ روشن ہے
ہے وہ رخ نور خدا اوسکا ہی مظہر گیسو

وہان صبا کا بھی گذارا نہین ہوتا ہرگز
حق نے بخشا ہے تجھے یار مطہر گیسو

عشق گیسو مین رہیگا نہ دلا تو آزاد
دام مین لائیگا اک روز مقرر گیسو

عارض شعلہ صفت کی جو ہی حلقو نسے نمود
ہے یہہ حیرت کہ ہوا صورت مجمر گیسو

دل جو گیسو سے نکل چاہ زنخدان مین گرا
آب حیوان کا ہے ظلمات مین رہبر گیسو

ملک ہستے و عدم مین جو ہے شور ظلمات
تا کمر آے مگر اوسکے لٹک کر گیسو

کھینچتی ہے دل عشاق پر ابرو شمشیر
مارتا ہے فقرہ یار سے خنجر گیسو

صاف ثابت ہی رہا محفل اغیار مین تو
ہے تری چشم جو مخمور تو ابتر گیسو

تیری نکہت کی تمنا مین ہین سب اہل ختن
آہوے چین ہوے دیوانہ سراسر گیسو

دسترس اپنی نہوا اور تو رہے عارض پر
کیا شکایت ہے تری اپنا مقدر گیسو

بوسہ کا بخل اوسے یہ نہین نکہت کا بخیل — تنگدل ہے دہن یار مخیر گیسو

توسن طبع روان کیون نہو اپنا عاجز
تازیانہ ہو لگاوے مرے دلبر گیسو

ہے جو حاصل تجھے قرب رخ انور گیسو — تو ہوا مطلع خورشید کا ہمسر گیسو

کبھی کافر کو نہو نعمت قرب قرآن — تو ہے برگشتہ رخ یار سے یکسر گیسو

روے روشن کے تقرب سے ہین ہون حیران — روے روشن ہے مسخر کہ مسخر گیسو

دونو جانب سے مسلط ہے رخ روشن پہ — یاد رکھتا ہے کوئی سحر کہ منتر گیسو

اس سے حسن رخ دلدار کی ہے زیبائش — کیون نہ کہیے کہ ہوا حسن کا زیور گیسو

روز و شب روز ازل سے ہوئی لازم ملزوم — ہو قیامت جو نہو رخ کے برابر گیسو

پیچ لاتا ہے نئے ہین کہین مار و افعے — تو کہین دام بلا ہے کہین اژدر گیسو

پھنس گئے سارے دل مومن و کافر اسمین — کھل گئے یار کے جب بر سر منبر گیسو

عشق ہے انکو بھی شاید کہ رخ روشن سے — کیہ صبا سے نہین اوڑتے ہوے مضطر گیسو

دود و شعلہ کا ہوا ساتھ ازل سے لازم — کیون نہو آتش رخسار صنم پر گیسو

قد موزون کمر نازک و دست رنگین — چشم جادو لب شیرین و معنبر گیسو

آب حیوان کا نہ ظلمات مین جو پا پھرتا — دیکھہ پاتا ترے رخ پر جو سکندر گیسو

اسکے حلقو نہین نمایان ہوئین رخسار صنم — ہو گیا ہے مرے نظارہ کو منظر گیسو

ہے برابر رخ و عارض کے کبھی بے ادبی — اس ندامت سے گرا اوسکے قدم پر گیسو

خط جو آیا تو اڑا حسن عدم کو اوسکا — زیور حسن تھا اب ہو گیا شہپر گیسو

ہین یہہ صیاد دل کافر و مسلم کافر — کیون بتون کو دیے اے خالق اکبر گیسو

اور پڑھتا ہون غزل ایک مسلسل عاجز
چھوڑتا دلکو نہین ہو گیا دلبر گیسو

مشک چین نافۂ تاتار سے بہتر گیسو
نکہت قدرت حق سے ہے معطر گیسو

انکے پھندونمین ہین لاکھون دل عالم قیدی
ہاے کیا رکھتے ہین خوبان ستمگر گیسو

ہے غضب عارض گلرنگ پہ سرخے شراب
عکس سے جسکے ہوے غیرت اخگر گیسو

آب حیوان ہے وہ رخ اوسکی حفاظت کے لیے
ہوے ظلمات خط و زلف معنبر گیسو

تار ہر مو مین جو پاتا ہو نہین ستم افعی
کیا ہے مار سیہ کا کوئی لشکر گیسو

کیا کہین باد صبا نے اوڑہی تیری نکہت
تیرے جویان جو ہین آفاق مین گھر گھر گیسو

کیا ہی دھوکا تھا در گوش صنم سے واللہ
مین سمجھتا تھا کہ ہے معدن گوہر گیسو

میرے ہی خون سے ہے یہ سرخ دوپٹہ قاتل
عکس سے جسکے ہوا لالۂ احمر گیسو

دل تو ہے نذر تری پہ مین ہون تجھسے نادم
واسطے تیرے یہ ہدیہ ہے محقر گیسو

یہ در گوش چمکتا ہے ترے سایہ مین
یا ہی روشن شب تاریک مین اختر گیسو

لالہ رویون کی بہارین ہین تری قسمت مین
ایک اک عارض خوبان پہ ہے گل تر گیسو

کوہ و صحرا مین پھرے دیر و حرم بھی دیکھا
ہین تمنا مین پریشان ترے در در گیسو

اسمین لذت وہ کہان گو کہ ہی یہ دام و کمند
نوک مژگان سنا ہوگا کبھی نشتر گیسو

فیض اسکا بھی حیات ابدی ہے دل ہے
دیکھ لیتا رخ انور پہ سکندر گیسو

شاعرون کے ہین یہ مضمون تجھے بل ہی جسمین
در حقیقت تو نہ تو مشک نہ عنبر گیسو

ہم سخن سنج نہین اور نہ شاعر عاجز
باندھتے ہین مگر اسطرح سخنور گیسو

عاشق تخلص مرزا محمد مرتضےٰ عرف چھجو بیگ مولد و مسکن لکھنؤ شاگرد جناب مرزا اصغر علیخان متخلص نسیم دھلوی

ہمسے تقدیر مین دو ہاتھ ہین بڑھکر گیسو
کبھی شانون پہ ترے ہین کبھی رخ پر گیسو

کیا بلا ہے کہ کچھ حد ہے نہ پایان جسکا
طول مین ہین ہجر کے شکوونکا ہے دفتر گیسو

اوڑھنا سر پہ دوپٹے کا نہ آیا ہنو
جتنے اندر ہیں بوا اوتنے ہیں باہر گیسو

چاند خان نے مرے باونیہ جو چھڑکی افشان
ہوگئے اونکی بدولت یہ تونگر گیسو

باجی شکلی کو اوڑاتا ہے سمن بو کیطرح
جب سے شمشاد نے سونگھے ترے دلبر گیسو

شکل پہچانے نہ ماموں وہ بگاڑیں نقشہ
رنج سے اوڑ نا گنی آئی جو بنا کر گیسو

دودہ پیتے ہیں یہ دو سانپ کٹوریں بہت
چھاتیوں پر نہیں آتے ہیں لٹک کر گیسو

نرگسی ہاتھ جو انکی ترے ماموں آجاتے
مارنا خوب سا موزے کے پکڑ کر گیسو

چھپتی ضحاک کی ایجان کہے گی سنبل
شکوپشتا تو نہ چھوڑا کرو دلبر گیسو

چند یادیتی ہے دکھائی نہیں جڑہ جاتے
کھینچ لے دائی تو بچے کے پکڑ کر گیسو

چوٹیاں اتنی لگاؤں نہ ہیے چاند بال
اے مداری مرے چھوٹے ہو مچھندر گیسو

دل پھنسا لیتے ہیں مردونکا ابھی سے باجی
اس سے کیا اور ستم ڈھائیں گے بڑھکر گیسو

چار قل پڑھ کے ہیں یار کے کنگھی کرتا
نقش پڑجاتا ہے کر جاتے ہیں دلبر گیسو

چھڑکی جب مانگ میں افشان تو بچھو چمکا
مفلسی دور ہوئی بنگئے اختر گیسو

ماموں رسی کیطرح منھ پہ پڑے آتے ہیں
باجی زلفوں نے چڑھائے ہیں بہت سر پہ گیسو

ساتھ عنبر کے جو ہیں رانکو سونگھی کلو
باجی سنبل کیطرح ہوگئے ابتر گیسو

رکھے منت کے ہیں اسوجہ سے بیٹے ہنو
سر پہ رکھتی سبھی ہیں ستی ہوں پیمبر گیسو

لیچ عصمت کے ہیں جوڑے کا تصور کرتی
خواب میں دیکھتی ہوں رات کو اکثر گیسو

عالی تخلص منشی محمد جعفر صاحب خیرآبادی انکی تصنیفین متعددہ نظم و نثر فارسی میں ہیں گلدستہ مجاہد بطرز سہ نثر ظہوری ہفت منظر جواب ہفت اختر مصنفہ قاضی محمد صادق خان اختر وغیرہ کے لکھا ہے

روز ایمان بہ بشارت زدہ علم بر گیسو
شب لبیر آرد بکشش شانہ بکن تر گیسو

عطر سنبل بیز و دیده بیدار بخواب
عطر بیزد به دم خوابت به نسیم ار گیسو

خون من ریز و ببین شاد چو در آئینه
چهره گلرنگ بخون من و احمر گیسو

چشم بد دور عذار تو هر روز را امید
چه کند گر دل من شب نکند در گیسو

جوئے در سایه سبزان چمن از اشک من
رنگ خضرا سے خطت سازدت اخضر گیسو

سیر خورشید به عقرب بارها حیرت دیدم
برخت گشت پریشان سر من گر گیسو

شده تنهم به پریشانی کاکل امشب
مگرت رنگ نصیب است مقدر گیسو

چاره خستگی دل ز مسیحا چه شود
زندش گر قطره ات ناوک و نشتر گیسو

جست و جوئے چمن احباب به پہلوئے سود
عرض آمد دل آشفته و جوهر گیسو

ز آتشین رخ من سوخته اخگر بفروز
خود به پروز زم نشان ز آتش و اخگر گیسو

به تمنائے شمیمے دل عالی از دیر
زده جا نافه فشان بهسی گیسو

ردیف غ

غنی تخلص نواب غنی بهادر خلف نواب حامد حسین خانصاحب بهادر ابن نواب امین الدوله بهادر مرحوم

ہے مناسب کہ چھپا تو تہ چادر گیسو
گل نہ کر دے کہیں چراغ رخ انور گیسو

ماہ رویوں کے نظر آتے ہیں اکثر گیسو
گیسو ویسے نہیں اوس بھی کے بکھر گیسو

عاشق زلف کا ہے نامۂ اعمال سیاہ
بن گیا صفحۂ قرطاس کا مسطر گیسو

وحشت گردیں تصور جو ہوا ہے مجکو
صورت سایہ ہے ہمراہ ترا ہر گیسو

طائر دل کی اسیری کو نہیں ہیں پھندے
بے سبب کھینچے نہیں یار کے گھونگھر گیسو

آپ کی شکل و شمائل سے بھلا کیا نسبت
کان رکھتا ہے نہ خورشید منور گیسو

بیٹھتے اوٹھتے کمر آپ کی بل کھانے لگی
جا رہی دیکھیں نہیں ہو گئے دو بھر گیسو

میرے رونے کی حقیقت تمہین ظاہر ہوگی
گر نہا کے نچوڑوگے کبھی تر گیسو

دست مشاطہ سے دست بریدہ ہونگے
اور الجھے کنگھی مین اگر بال برابر گیسو

ہے دھوان دھار گھٹا ماہ منور کے قرین
یا سراسر ہے یہ گرد رخ انور گیسو

ماہ و خورشید سے عارض ہین ہیچ انکی تنویر
مشک و عنبر سے زیادہ ہے معطر گیسو

اوس پر یہ وہ نہین بالون پہ افشان چھڑکی
شب تاریک مین دکھلاتے ہین اختر گیسو

بوسۂ عارض گلرنگ سے جی ڈرتا ہے
نظر آتے ہین مجھے صورت اژدر گیسو

آہین کرتا ہون تو جھنجھلا کے یہ وہ کہتی ہین
نہ پریشان کرے میری بلا سے صرصر گیسو

آتش رخ سے جلے کیا سے فرق نہین
الغرض ہے صفت بال سمندر گیسو

جسطرف دیکھتا ہون مین تجھی سے ہے مذکور
آج بیٹھا ہے وہ جلاد بنا کر گیسو

ردیف ق

قضا تخلص منشی گوبند پرشاد صاحب مولد و مسکن لکھنؤ عرصہ سترہ سال سے مطبع سے تعلق انکا ہے خوشنویس نستعلیق کے بے بدل ہین اکثر تصانیف مثل بدیاوت نظم وغیرہ انسے یادگار ہین

مجکو مجبور نہ ستمگر کے جو ہر کر گیسو
گور مین آئے نظر صورت اژدر گیسو

دولت حسن رخ یار ہو کسطرح نصیب
صورت مار خزینہ پہ ہین سراسر گیسو

تجکو پریان نہ اوڑا کر کہین لیجائین صنم
دوش پہ تیرے نظر آتے ہین دو پر گیسو

مری فریاد ترے کان تک آئے کیونکر
ہین یہ دربان در گوش پہ تیرے گیسو

شعلۂ آتش رخ سے جو نہین ڈر انکو
سانپ سمجھو نہ انھین ہین یہ سمندر گیسو

دیکھین کس کس کا گلا کاٹتے ہین وصل کی شب
بارہ پر یار کے ہین صورت خنجر گیسو

واہ کس وار کی تعریف کرین اے قاتل
تیغ ابرو ہوئے تجکو ہوئے جوہر گیسو

اک سر مو بھی نہین سنگدلی سے خالی / سنگدل تم ہو تو کیون نہون پتھر گیسو
سانپ لوٹا کیے سینے پہ مرے وصل کی رات / آپ جو اپنے بنا یا کیے شب بھر گیسو
کھلنے کی نہین حاجت مجھے ای رشک مسیح / باعث زیست ہوے تیرے معنبر گیسو

لکھہ فضا ایک غزل اور مقابل اسکے
دوسرا ایسے ہو گیسو کے برابر گیسو

اسی دوری مین بھی یاد آتی ہین اکثر گیسو / خود بخود پہونچ جاتے ہین مجھہ تک تیرے اڑکر گیسو
چھوٹتے ہین جو یہہ مانند سپہ ستون کے / چشم مژگون کے بپا کرتے ہین ساغر گیسو
میری نظرون مین نہین عطر کی انبیر چھپک / صاف اڑا لائے ہین عکس رخ انور گیسو
یک قلم دونون طرف میری پریشانی کا / مجھسے لکھتے ہین یہہ مضمون مکرر گیسو
رقص مین باندھکے دل میرا اک حلقے سے / نٹ کے مانند دیا کرتے ہین چکر گیسو
ظالمو حیلۂ شیطان سے کرو خوف ضرور / شکل ضحاک نہون دوش پہ اژدر گیسو
کیون سراپا نہ بلا سمجھون مین اوس کافر کو / سر سے لٹکے ہین پڑے اوسکے قدم پر گیسو
دونو عارض ہین ترے رشک بہار جنت / سنبل باغ جنان سے بھی ہین بہتر گیسو

عشقبازی مین فضا سیکھئے کوئی افسون
چھو سکے گا تو کبھی یار کے کیونکر گیسو

فدا تخلص فدا حسین صاحب وکیل عدالت دیوانی ضلع علیگڈہ ایک نوجوان آنکی تصنیف سے ہے شعر اچھا نظم فرماتے ہین یہہ غزل اس تذکرہ کے لیے ارسال کی تھی

آفت جان ہین ترے اے بت دلبر گیسو / مجھکو رکھتے ہین شب و روز جو مضطر گیسو
شب ہجر ایسے مین ڈرتا ہون خدا خیر کرے / نظر آتے ہین مجھے خواب مین اکثر گیسو
تو سمجھتا ہے یہی اے بت وارستہ مزاج / ہے ترے حسن خداداد کو شہپر گیسو
جو ہر حسن و نزاکت کا جو معدن ہے تو / کان خوبی کے ہین [illegible] گیسو

کیون وہ ہلتے ہین صبا سے اگر تپتا ہو نہین
ظلم کرتے ہین نہ کیا کیا مری جانب گیسو

ہر نفس نافۂ تاتار کی گویا ہے شمیم
کسقدر رچی ہین لپٹے ہین ترے کافر گیسو

گو ہین بھی نہ مری جان یہ چھوٹا چنچال
بعد مردن نظر آتے ہین سیہ ابر گیسو

تیرگی شب ہجر سے نسبت کیا ہے
ہے مرے نامۂ اعمال کا دفتر گیسو

داغ سودا ہی مرا نافۂ مشک اذفر
بسے ہی ہین مرے سر مین جو بستر گیسو

ظلمت گور بھی ہے سایۂ سنبل مجکو
یاد آتے ہین پس از مرگ جو اکثر گیسو

بے تکلف جسے سمجھا ہون غلاف کعبہ
کسقدر زیبا ہین ایجان ترے زیر گیسو

بچگیا ہون جو غم خال رخ تابان سے
مار کر چھوڑین گے مجکو یہ معنبر گیسو

قد قیامت ہے تر زلف بلاے جان ہے
گونج بالی کی جو عقرب ہے تو اژدر گیسو

ابر نیسان کی ہے بارش جو نہایا ہے تو
ہاے کس شان سے ٹپکاتے ہین گوہر گیسو

دلبری کے ہمہ اسباب فراہم ہین وہان
خال و خط چشم فسون ساز معنبر گیسو

سنبل باغ جنان بھی ہے مگر شرمندہ
کیسے اوس مشک پر بکے ہین معطر گیسو

لاکھ زنجیر طلائی سے ہے بھاری ہے جو
اسے پریرو تجھے کافی ہے یہ زیور گیسو

تیرگی ہین جو برابر ہے یہ طولانی ہین
کب ہے میری شب ہجران کے برابر گیسو

اسے فدا اوس بت گرو کے بقول استاد
سنبل باغ جنان سے بھی ہین بہتر گیسو

فخر تخلص سید فخر الدین حسین صاحب مولد دہلی طبع عالی رکھتے ہین فی الحال صدر ریاست اودھ مین وکالت کرتے ہین

جان لینے کو یہ آفت ہین وہ کافر گیسو
مار ہی ڈالتے ہین دام مین لا کر گیسو

فتنہ زا چال اگر ہے تو قیامت قامت
دلربا اوسکے جو عارض ہین تو دلبر گیسو

گر نہین نحس کے گہر آپ نے آرام کیا
کیون پریشان نظر آتے ہین سراسر گیسو

راتدن ایک زمانے میں ہوتا ہے گذر — گر نہوتے ترے قامت کے برابر گیسو
ناز کرتے ہیں اوسے پر جو اوٹھاتا ہے ناز — بلکی کب لیتے ہیں شانے سے اولجھکر گیسو

تجھ سے پھر بڑھنے لگا مادۂ سودائی
پھر نظر آنے لگے خواب میں اکثر گیسو

فروغ تخلص مرزا کاظم علی صاحب شاگرد جناب منشی احمد حسین خانصاحب بہادر عروج مولد ومسکن کانپور ایک غزل اس گلدستہ کے لیے بھیجی تھی اور حال کچھ معلوم نہوا

ایڑیوں تک گئے سو بار جو سے کھل کر گیسو — بے حجابانہ ہے یار کی چادر گیسو
مرغ دل کس میں گرفتار ہو دیکھا ہے بلبل — ہاتھ میں دام ہے صیاد کے زنجیر گیسو
پھانسنے پر دل عشاق کے آجائیں اگر — لگے رکھیں نہ کبھی بال برابر گیسو
تاج سر میں ہیں کچھ فرق نہیں اونکے تئیں — فوق لیجائیں نہ کیوں بال ہما پر گیسو
دلربائی میں نہ کچھ تجھ سے مژگاں کم تھے — اور اندھیر ہوا ہو گئے دلبر گیسو
لحد تیرہ سے افزوں ہے مرا ویرانہ — ہجر میں پیش نظر رہتے ہیں شب بھر گیسو
سانپ کا زہر اوتر جاے یہی مارگزیدہ ہے — ایک قطرہ جو پلا دے کوئی دھوکر گیسو
رہے تقدیر شب وصل تو کم تھے لیکن — رات کو طول دیا تونے دکھا کر گیسو
ہاتک پہ پیچ پڑا کچھ تو حجاب آیا اونہیں — عکس رخ سے ہوئے اک نور کی چادر گیسو
سیہ موتی جو بھرین مانگ میں وقت سخن — آبرو پاتے ہیں جو ہوں رشتۂ گوہر گیسو
رخ و پیشانی کے بوسے جو لیا کرتے ہیں — کیا حسد ہیں یا جو نصیبے ہیں سکندر گیسو
صبح کا تک نہ شب وصل میں آئے اونکو — اے نسیم سحری چھوڑ دی زنجیر گیسو
عشق کرتے ہی لگے اور بھی بل کھانے — ہم نہ سمجھے تھے کہ رکھتے ہیں یہ جوہر گیسو
شب ہجور کی اور سانپ کی ہیبی جو سنی — ہاتھ سے چھوڑ دیئے یار نے ڈر کر گیسو
پوچھئے اہل تعشق کے دماغوں سے فروغ — عطر مٹی ہے وہیں اونکے معطر گیسو

فصاحت تخلص اوستادزادۂ عالی طبیعت جناب سید عباس حسن صاحب خلف اصغر جناب سید آغا حسن مرحوم تخلص امانت مولد اور مسکن انکا شہر لکھنؤ ہے نسب اور سلسلۂ شاعری انکا وہی ہے کہ جو نسب اور سلسلۂ شاعری جناب سید حسن صاحب لطافت کا ہے اسواسطے کہ یہہ برادر عینی جناب لطافت کی ہین ولادت انکی بارھوین تاریخ ماہ شعبان سنہ ۱۲[illegible] ہجری مین ہے اس سال تک اکیس ۲۱ برس کا سن ہے شغل درس روز و شب ہے شیعۂ اثنا عشری اصولی مذہب ہے پانچ برس کے تھے کہ فلک نے داغ یتیمی دیا والد ماجد نے انتقال کیا چھٹے برس سنہ ۱۲[illegible] ہجری مین اپنے برادر عالیقدر کے ساتھ سفر زیارات عتبات عالیات کیا کم سنی مین ثواب اخروی لیا اڑہائی برس تک خاص مدرسہ کربلاے معلا مین علوم پڑہا کئے پانچ برس اس سفر مین بسر ہوئی گیارہ برس کا سن تھا کہ پھر کے وطن مین آئی ظل عاطفت برادر مین شفقت والد ماجد کے مزے پاے پڑھنے لکھنے سے کام رہا معلم نوکر رہے تحصیل علوم کا اہتمام رہا شانزدہ برس کے سن سے شعر گوئی شروع کی اسطرف طبیعت رجوع کی عروض و قافیہ و شعر گوئی مین شاگرد اپنے بھائی کے ہین ابتداے شاعری سے حوصلہ طبیعت آزمائی کے ہین چنانچہ کلام انکا یہہ ہے

زلف دوتا کا وصف غزل مین رقم ہوا
پہلے ہی سے شگاف میان قلم ہوا

چھوڑا جو در تو داخل بیت الحرم ہوا
بت ہوگئے خفا تو خدا کا کرم ہوا

پیری مین کیا عجب ہے جو وصل صنم ہوا
سیدھا تو ہے نصیب مرا گو مین خم ہوا

کہتا ہے مرغ قبلہ نما آسکے دار سے
مجھ سا نہ دوسرا کوئی ثابت قدم ہوا

وہان عیش ہے جنان مین فرشتو نہ لیچلو
مین جسطرف گیا ادھر انبوہ غم ہوا

حسرت وہین کو ٹھکن مین جو تھی گفتگوے عشق تو
قصہ گیا جو بیچ مین تیشہ حکم ہوا

لاکھون کے جسم بعد فنا کھاے ایکدن زمین
اتبک نہ سیر اسپہ بھی تیرا شکم ہوا

ہوں زار اسکے کوچے مین سو نہ آئی نیند / اب کون اوٹھائے گا کہ مین نقش قدم ہوا

میری فروتنی کا ملا مجھکو کیا جواب / مین جھک گیا تو ساتھ ہی سایہ بھی خم ہوا

معشوق کے ستم کو سمجھتے تھے ہم بہت / دیکھا تو اپنے حوصلۂ دل سے کم ہوا

کعبہ مین قبل اسکے پرستش بتون کی تھی / پیدا ہوئے علی تو یہ بیت الحرم ہوا

اوگتے ہین سر پشتونکی لحد سے درخت سرو / مٹی مین گڑ گئے یہ اکڑنا نہ کم ہوا

نام خدا املا ہے فصاحت عجب امام / باب جنان پہ نام علی کا رقم ہوا

غزل طرح

ابرو بالونکو ہے تو جو بنا کر گیسو / لے بلائین ترے جوبن کی ترا ہر گیسو

جب طرف سے وہ نکلتے ہین بنا کر گیسو / مدتون رکھتے ہین گلیونکو معطر گیسو

رخ محبوب زیادہ تر عجب ہے سے / حسن و خوبی مین ہے سبقت لیے عنبر گیسو

دولت بوسہ ملی عاشق محتاج کو لیا / سانپ لپٹے ہے خزانے پہ زر پر گیسو

حسن عارض گل کو دکھاتا ہے اگر گلشن مین / گل ہے رخ مانگ ہے سنبل ہے صنوبر گیسو

عاشق زلف بتان مر کے جو سمجھے تھے مجھے / سانپ بھی آئے مری قبر مین بنکر گیسو

بیگنہ قتل ہوا کون پریشان خاطر / اسکے ماتم مین ہے سیہ پوش ترا ہر گیسو

رحم کھا کر دل عاشق کو جگہ دیدی تھی / لٹکے رہتے ہین اسی جرم و خطا پر گیسو

سنبل باغ ہی ان بالونسے ہمسر ہوتا / تار ریشم نہ لگائین کبھی ان پر گیسو

دل مرا شیشہ سے نازک ہے نہ بال آجائین / کٹ دیا ہون نہ باندھا کرو کس کر گیسو

اے فصاحت مجھے دیدار ہو کیونکر حاصل / رخ جانان سے کہے تیرہ دم سحر گیسو

فوق تخلص احمد مرزا صاحب شاگرد منشی امیر اللہ تسلیم مولد و مسکن لکھنؤ

معرکہ مین مرے دلبر کے رہے ور گیسو / لاکھ معشوقون نے دکھلائے سنوار کر گیسو

کھولدے ہو کے جو بے تاب ہم بہت تو و سر گیسو / نذر دیتے ہین رہے و نکہ آپ ہے پر گیسو

تازہ گو کرتے ہیں اے دل یہ مشام جانکو
پر تجھے پیچیں لائیں گے معنبر گیسو

سنبلستان ہو ہر اک جی سے پر صدقے
جائے گلشن میں جو کھولے وہ گل تر گیسو

کیا کہیں باد صبا مشک کی لیکر خوشبو
رکھتے ہیں روز دماغ اپنا معطر گیسو

شوق میں جب ہیں شب وصل انھیں چھوتا ہوں
مارے جاتے ہیں ہر بار بگڑ کر گیسو

سر بکف شوق شہادت میں ہیں پروانے سے
پھانسی دیدیں مجھے یا پھیر دیں خنجر گیسو

جان ہم جاے مریض تپ فرقت کی ابھی
پھول کے بدلے سونگھا دو جو تم آکر گیسو

خواہش وصل میں عاشق ہے تڑپتا شب و روز
ہوتے ہمخواب ہیں اوس بت کے لپٹ کر گیسو

تجھکو خورشید ہے نکلا یہ گمان ہوتا ہے
رخ روشن کے جو رہتے ہیں برابر گیسو

دل پریشان ہوا جانپر آفت آئی
چھپ گئے یار کے جسدم تہ چادر گیسو

خوف سے ہوں نظر بد کے پریشان بیجا
رکھو آنچل سے دوپٹے کے نہ باہر گیسو

وہ جلے کس کے نکالے ہیں لپٹ کر سینے
چولی مسکی ہوئی ہے اور ہیں ابتر گیسو

اسکو ہر باتمیں لیتے ہیں قسم بالونکی
سر پہ رکھدیتے ہیں وہ مجھکو بلا کر گیسو

طالب نکہت فردوس ہوں باد صبا
وہ سونگھا دے جو مجھے اپنے معنبر گیسو

ذوق تو انکا ہے پیرو کہ جنھیں طفلی میں
اپنے دیتے تھے محبت سے پیمبر گیسو

ردیف ق

قدیم تخلص لالہ جواہر لال صاحب شاگرد نسیم دہلوی ساکن لکھنؤ فی الحال محرر اول سررشتۂ تعلیم ضلع کھیری میں یہ غزل انشا کرکے بھیجی تھی

ناوک نوک مژہ کے ہیں برابر گیسو
ایک کیا سیکڑوں بانوں میں ہیں بہتر گیسو

چین ابرو سے بلا کیش ستمگر گیسو
دل شکن دل بکف آزردۂ دلبر گیسو

چھپ تو سکتے ہی نہیں اچھے فسونگر گیسو
دیکھتے دیکھتے مر جاتے ہیں اژدر گیسو

اونکا جھومر سے جو یاقوت کا گچھا لٹکا — سرخ بادل کی صفت ہوگئے احمر گیسو

سر بسر وحشت خاطر نے دیا زلف کو پیچ — مو پریشان مجھے دیکھا ہوئے ششدر گیسو

چوٹ جس دل پہ پڑی توڑ دیا سر اوسکا — نام کو بال ہیں پیسے ہیں پتھر گیسو

نکہت مشک کی شہرت ہے جو ہو اندھا رہے — چشم بد دور رہا دانۂ عنبر گیسو

موتی ہوتی کے رگ جان میں گذر جاتے ہیں — کار الماس کریں صورت نشتر گیسو

بال ہوتی ہیں جو پڑ جائے نکما ہوجائے — پیچان پڑا دیتا ہے پر رشتۂ گوہر گیسو

کبھی اولجھے کبھی سلجھے کبھی سیدھے کبھی خم — پیچ سے آپ کے نکلا کوئی کیونکر گیسو

ایک مجھ خستہ جگر پر یہ قیامت ہے بپا — جوہر عکس حنا سے ہوئے خنجر گیسو

صاف ہو جائے زبانی کا یہ سب قشقہ — چھوڑ دو صورت دنبالۂ اختر گیسو

بازیگر سانپ نکالے تو تماشا کیا ہے — کھیلتے ہیں مرے سینے پہ [illegible] گیسو

مانا منے کہ وہ پر پیچ بھی بن بن آئیں — ایسے پائیں گے کہاں سے وہ پیچا پیچ

میں گلے ملکے جو رو دیتا ہوں مجھے عجب نہیں — چشمۂ دیدۂ تر ہوتے ہیں اکثر گیسو

عشق پیچاں کو سنا ہے تو گوندھیا — ہم نے دیکھے نہ سنے ایسے معنبر گیسو

زلف و کاکل نے تو گمراہ کیا لاکھوں میں — ایک ہے آہ رسا کا مرے رہبر گیسو

یار سے قطع کو اوٹھانے کی ضرورت کیا ہے — ہیں خداداد حجاب رخ انور گیسو

بال اوس شوخ کے جو سر سے لٹکتے ہیں قدیم
خوش بیانی سے کہو کہدیں سخنور گیسو

قومی تخلص محمود حسین صاحب ولد محمد حسین شاگرد محمد رضا صاحب صبر شعر اچھا کہتے ہیں مولد و مسکن انکا قصبہ کاکوری توابع لکھنؤ سے ہے
یہ غزل اس تذکرہ کے لیے بھیجی تھی

ڈر گئے سانپ جو دیکھے ترے کافر گیسو — ایسے موذی ہیں کہ طرح ہیں بلا ہر گیسو

غم ہے کس کا مجھے حالت ہے تمہاری پیارے
زرد چہرہ ہے پریشان ہیں ابتر گیسو

مشک و عنبر کی مری جان حقیقت کیا ہی
اسقدر عطر کی بو سے ہیں معطر گیسو

پھر خوبی جو بنائے گا کبھی دریا ہیں
ہار دریا کے بلا ہونگے شناور گیسو

یاد رکھنا کہ گلے سیکڑوں کٹ جائینگے
بس سنوارو نہ مرے اے ستم انور گیسو

اژدہا بنتے ہیں گہہ سانپ کبھی بنتے ہیں
قتل عشاق پہ مائل ہیں ستمگر گیسو

آ رہے ہیں پاؤں تک ایچان پہ بڑھتے بڑھتے
نہیں معلوم کہاں جائینگے بڑھ کر گیسو

زلف پیچان کا شب ہجر تصور جو رہا
اژدہا بنکے ڈرایا کئے شب بھر گیسو

جعد مشکین ہیں جو اوس گل نے کھینچے شب وصل
ہو گئے پھولوں کی خوشبو سے معطر گیسو

پاؤں تک اور بڑھاؤ انہیں ایچان پنا
خون لاکھوں کا تو اب کر چکے سر پر گیسو

یا انہیں سنبل و سوسن کو ہوئے لاکھ الم
جب سنوارے مرے گل نے بسی مل کر گیسو

جب کبھی مانگتا ہوں ساقی سے جام مے وصل
سانپ کے زہر سے بھر دیتے ہیں ساغر گیسو

ہے یقین ہو شب دیجور سے بدتر شب ہجر
اے قمر آئین جو اوس شوخ کے رخ پر گیسو

ردیف ک

حیوان تخلص شیخ بدلی صاحب شاگرد مرزا کلب حسین خانصاحب بہادر نادر
ڈپٹی کلکٹر ہیں بلگرام کے مختار ہیں وطن انکا بلگرام ہے کانپور میں قیام پذیر ہیں
طبیعت شعرگوئی کیطرف بہت مائل ہے

خال ہے کعبۂ رخسار میں سر پر گیسو
پھیرو ادھر سے تو ہیں دام کبوتر گیسو

پھول کنگھی کے فدا ہونگے تصدق سنبل
وہ جو کھولینگے کبھی بانکے اندر گیسو

عید کے روز ہے تعویذ طلائی سر پر
آج آئے ہیں نظر صاحب زیور گیسو

ہاتھ میں یار کے رہتا ہے وہ شانہ کنگھی
انگلیوں کو ڈستے ہیں سانپ بنکر گیسو

یون پریشان نظر آتے نہ کبھی آشفتہ
صورت آئینہ رکھتے جو کوئی گھر گیسو

خود گرفتار رہین کسطرح کرین اُنکو اسیر
پیچ مین آگئے سرباف کے گھنا کر گیسو

آئینہ کو نہین معلوم حقیقت اسکی
جانتے ہین ترے سودائی کے جوہر گیسو

فرق اک موکا نہین عرض مین مقبول ہری
طول مین ہین یہ ہین قد موزون کے برابر گیسو

پشت پہ نور کی لیتے ہین بلائین کیوان
ہمکو معلوم ہے عاشق ہین کمر پہ گیسو

کامل تخلص لالہ مٹو لال صاحب خلف سادھو رام صاحب وکیل شاگرد دیوان دیا کرشن صاحب ریحان قدیم باشندہ لکھنؤ کے ہین

ہم نہ سمجھے تھے کرینگے ہمین مضطر گیسو
صفت ہین جان عیسائی ترے چہرے پر گیسو

نشہ مین ہونگے پریشان ستمگر گیسو
پابہ زنجیر چلے آئینگے بڑھکر گیسو

پیچ و تاب شب فرقت کا نہ پوچھو احوال
سانپ سے لوٹ رہے ہین مرے دلبر گیسو

پاس اپنے ہین مجھے خوف ہے وا اشکیر
پابہ زنجیر کرینگے ترے کاکل گیسو

سرکشی کی جو خطا ہو اوسے فرماؤ معاف
اپنے سر مجھسے رکھے ہین قدم پر گیسو

آئیگی کوئی بلا عالم بیداری مین
آتے ہین پیش نظر خواب مین اکثر گیسو

نکہت گل سے پریشان دماغ اپنا ہے
کھولدے باغ مین للہ معنبر گیسو

زلف سنبل سے ہوئی نافہ کی خوشبو پیدا
کسنے کھولا ہے گلستان مین معنبر گیسو

بکھرے خورشید سے ہے پرتو عارض اوسکا
خشک کرتا ہے عجب وصل مین گھر گیسو

جو بلا سامنے آئیگی اوسے جھیلینگے
چھوڑدے شانہ نہ اپنی یار ستمگر گیسو

کوئی بگڑے تمہین کیا واسطہ کیا مطلب ہے
سنوارو تم شوق سے اپنا بنا کر گیسو

کچھ مقدر مین پریشان نہ ہوا دل کو مگر
ہنسے دیکھے تھے ہم زرہ سا اسکے گیسو

کسنے لپٹا کے کیا پیار بتا وہ سچ سچ
بال بکھرے ہین پریشان ہین کچھ کہکر گیسو

سانپ لازم ہین خزانیکی حفاظت کیلیئے
دو نو جانب ہین ترے رخکے برابر گیسو

آگے نزدیک لبِ پر الوسۂ شیرین نہ لیا
تیرے دہن چشمۂ حیوان تو سکندر گیسو

یون زبانی تو نہ مانینگے کسی کا کہنا
ترے گیسو سے دکھا دے کوئی بہتر گیسو

حلقہ ہائے خم کاکل سے بنا ہین محضر
کیا عجب ہے کہ بنائے کوئی محضر گیسو

آپکے بندۂ الفت ہین عبث وحشت ہے
کر سکیگا نہ گرفتار ہمین ہر گیسو

خلد مین یار کی تعریف کرونگا کامل
سنبل باغ جنان سے بھی ہین بہتر گیسو

کمال تخلص منشی عباس مرزا صاحب ابن مرزا غلام مرتضےٰ شاگرد منشی امیر اللہ تسلیم متوطن لکھنو محلہ جھوائی ٹولہ یہ صاحب فی الحال مطبع سے تعلق رکھتے ہین

کس بلا کے ہوے ہین آج معطر گیسو
مشک و عنبر سے بھی خوشبو ہین پیچ کھکر گیسو

پل جو رخسارونپہ کھاتی ہین یہ دلبر گیسو
ڈسنے کو عاشق مضطر کے ہین اژدر گیسو

آجکل کیا ترے جوبن پہ ہین دلبر گیسو
قتل عاشق کو کرینگے یہ مقرر گیسو

ہوتی ہے لغزش پیہم جو انہین ہے یہ سبب
ناز کرتے ہین فقط تیری ادا پر گیسو

آئینہ سامنے رکھا ہے خدا خیر کرے
دیکھئے قتل کسے کرتے ہین بنکر گیسو

صورت آیۂ واللیل نظر آتے ہین
کیا قریب ہین ترے مصحفِ رخ پر گیسو

اور اوصاف سراپا مین زبان ہے قاصر
سنبل باغ جنان سے بھی ہین بہتر گیسو

جو پھنسا دل ترے پھندے مین رہائی نہوئی
کیا اثر رکھتے ہین ایجان ترے رخ پر گیسو

ٹوٹتی جاتی ہے پریشانئ خاطر اپنی
کس بلا مین ہین پڑا ہون ترے چھو کر گیسو

آرزو وصل کی دلمین رہی ایجان افسوس
ایک بوسہ نہ دیا رخ سے ہٹا کر گیسو

مرض عشق کو صحت ابھی حاصل ہو کمال
اپنے دھوکر جو پلا دے مجھے دلبر گیسو

ردیف گ

گلزار تخلص لالہ جگناتھ صاحب شاگرد خیراتی لال صاحب شگفتہ مولد و مسکن لکھنؤ

چھوڑتا ہے جو کبھی دوش کے اوپر گیسو — مری آنکھوں میں نظر آتے ہیں اژدر گیسو
نیکے افعی سیہ رنگ شب وصلت میں — ایک بلا کرتے ہیں نازل مرے سر پر گیسو
آپکو گر یہی انکار رہا تو بے خوف — بوسے لونگا میں رخسار کے لیکر گیسو
اسقدر سر پہ چڑھے ہیں کہ مری جانب سے — کیا ہی سرگوشیاں کرتے ہیں معنبر گیسو
دُرفشانی اسے کہتے ہیں کہ خود غسل کے وقت — اپنے دامن سے لٹانے لگے گوہر گیسو
ہیں سیہ بخت پریشان ہوں بلا سے اونکی — بوسے رخسار کے لیتے ہیں برابر گیسو
سانپ سے لوٹتے ہیں دیکھ کے سینے پہ مری — دوش پر اونکے جو لہراتے ہیں اکثر گیسو
کانمیں حال دل زار سنا دیتے ہیں — ہوگئے شان خدا سے ہیں پیمبر گیسو
دیکھکر آئینہ تیغ در مقتل پر — نظر آتے ہیں برابر تہ خنجر گیسو

گردش بخت سے **گلزار** کے برہم ہوکر
خواب راحت میں بگڑنے لگے تیکر گیسو

ردیف ل

لطافت تخلص شاعر نازک خیال استاد عدیم المثال واقف رموز سخنوران
جناب سید حسن خلف اکبر جناب سید آغا حسن مرحوم تخلص امانت ابن سید مقیم
عرف میر آغا ابن سید علی بن سید محمد تقی بن سید علی رضوی مشہدی مجتہد
و کلیددار مشہد مقدس خراسان مولد و مسکن جناب لطافت شہر لکھنؤ ہے
ہمہ تن خلق ہیں مروت کی خو ہے تاریخ دوم ماہ ذیقعدہ ۱۲۵۱ ہجری میں ولادت
ہے شیعہ اثنا عشری اصولی مذہب حضرت ہیں اس سال بفضل ایزد متعال چالیس برس کا
سن ہے شغل شاعری رات دن ہے پچیس برس کے سن تک کتب درسیات پڑھتے رہے

رسا تھے ذہن سے علوم پڑھتے رہے والد ماجد کی زبان بند ہونے سے جو معذور رہتے
اسوجہ سے علم عروض و قافیہ اور علم تجوید یعنے قرأۃ جناب قبلہ و کعبہ افضل الناس
مفتی سید عباس مدظلہ العالی بدوام الایام واللیالی سے حاصل کیا چند دن مین ذہن
و عقل نے کمال کیا تیرہ برس کے سن سے شغل شعر گوئی رہا زور طبیعت سے دریائے
مضامین بہا والد ماجد کی زندگی ہی مین ایسے مشاق ہوے کہ مشہور آفاق ہوے
چھبیس برسکا سن تھا کہ فلک نے داغ یتیمی دیا والد ماجد نے انتقال کیا اونکے ڈیڑھ سو
شاگردون نے انکی طرف رجوع کی اپنے اپنے کلام پہ اصلاح لی آج تک شغل اپنے
والد ماجد کے شعر و شاعری کا شوق ہے تحقیق الفاظ و صحت اشعار کا ذوق ہے
چھبیس برس کے سن مین کہ سنہ [illegible] ہجری تھے زیارات عتبات عالیات کا قصد کیا
اہل و عیال وغیرہ کو ساتھ لیا قافلہ نواب ملکہ جہان بیگم صاحبہ کے ہمراہ شہر بمبئی مین
کئی ماہ اقامت پذیر رہے وہان بھی حلقہ بگوش طبیعت برنا و پیر رہے دریائے
مضامین بہتا تھا بازار شاعری گرم رہتا تھا طبیعت کا زور دکھایا اکثر اہل بمبئی کو
شاگرد بنایا وہانسے جہاز بادی پر سوار ہوکے سمت بصرہ روانہ ہوئے راہ مین
تیر تلاطم کا نشانہ ہوے ایسا طوفان آیا کہ جہاز کو شکستہ و بے اختیار کرکے چودہ دن تک
بہایا میان طوفان اکثر اسباب اور ایک پورا دیوان دریا برد ہوا سمندر کی سیر
وہوا قطع امید زندگانی تھی ہر وقت پیش نظر مرگ ناگہانی تھی تین مہینے تباہ گم کردہ
راہ رہے چوتھے مہینے سمت قریہ منگلا بے قریب کوہ جا کے کشتی لنگا کے اوس
قریہ مین جانے کا ارادہ کیا چند سپاہیون کو ہمراہ لیا اوس قریہ کو نہایت پر آشوب
پایا حبشیونکی صورت دیکھ کے دل گھبرایا قصد اقامت کو فسخ کیا پھر جہاز شکستہ کا
رستہ لیا سمندر مین پہونچکے تلاطم امواج نے کشتی کو ڈبویا سبھون نے زندگی
سے ہاتھ دھویا غوطے کھاے موت کے منہ سے بچے قدرت خدا سے ایک موجہ

کنارے کی طرف سے اوٹا ایسا آیا کہ سب کو قریب جہاز شکستہ پہونچایا ناخدا اور جاشوون نے
غوطے لگا لگا کے سبہون کو سمندر سے نکالا اس بلا کو سر سے ٹالا آخرکار مجبور و لاچار
اوس جہاز شکستہ کو چھوڑ دیا اور جہاز بادی کرایہ کو لیا شہر عدن مین جا کے اقامت
کی فصل حج بھی گذر گئی پھر شہر عدن سے جہاز بادی پر سوار ہو کے چار مہینے مین
شہر بصرہ مین آئے پھر وہان سے چلکے ثواب زیارت نجف اشرف پاے اڑہائی برس
خاص کربلاے معلے مین رہے اکثر سلام مسالمون کے اور مرثیے کہے وہان بھی طبعیت کا
زور تھا شاعری کا شور تھا تحصیل مسائل و فقہ کا شوق رہا کتب احادیث سے
ذوق رہا دوبار زیارت کاظمین الشریفین و سامرہ سے مشرف اندوز ہوے زہد و
تقوے مین مشہور روز بروز ہوئے پانچ برس اس سفر مین رہ کے پھر وطن کا خیال آیا
سمت لکھنؤ قدم بڑہایا وطن مین آکے ایک مثنوی مسمّے بہ سرور المنتظرین تصنیف کی
حال جناب صاحب الامر علیہ السلام مین کتب احادیث سے تالیف کی بعد اسکے ایک کتاب
نثر زبان اردو مین بفرمائش جناب معلے القاب نواب ممتاز الدولہ بہادر دام اقبالہ
وضاعف اجلالہ کہ تاریخی نام اوسکا کنوز آخرت اور لقب ممتاز المصابیح ہے کئی سو
کتب احادیث و ادعیہ وغیرہ سے تحقیق و تنقیح ہے یہ کتاب پسند خاطر مومنین ہے
جامع اصول و فروع دین ہے مسائل و ادعیہ و آداب و تعقیبات ہین تاریخہاے
سعد و نحس و اختیارات ہین جناب قبلہ و کعبہ ممتاز العلما سید محمد تقی صاحب مرحوم
اعلے اللہ مقامہ اور جناب مقدس القاب سید محمد ابو الحسن صاحب مدظلہ کے ملاحظہ مین
آئی ہے دونو صاحبونکی دستخط خاص سے زینت پائی ہے دوسرا دیوان بھی غزلیات کا
ایسا تیار ہے کہ مضامین تازہ کا ایک چمن سنجا ہے مثل اپنے والد ماجد کے سبہا کا زبان
بھی طبعیت کو ایسی رسائی ہے کہ دور دور شہرت پائی ہے اکثر سانون اور ہوریان
دادرے اور ٹھمریان ایسی مشہور ہین کہ زبان زد و نغمہ سنجان ذی شعور ہین

معما اور چیستان تاریخ اور پہیلیان بھی نہایت خوب و مرغوب کہتے ہین اسی فکر مین
رہتے ہین اہل فہم لطف اوٹھاتے ہین مزے پاتے ہین سنہ ۱۲۹۰ ہجری نبوی سے بتحقیق
و صحت ایک کتاب مسمی بہ ریاض لطافت کہ حروف معجمہ سے اس نام کی تاریخ بھی پیدا ہے
تخلص مولف بھی ہویدا ہے تالیف کر رہے ہین دُر مقصود سے بھر رہے ہین یہہ کتاب
مرجع ہے خواص و عوام کی ایک فرہنگ ہے کل شعراے اردو گو کے کلام کی سہل الفہم شرح نیز
نثر اردو مین تحریر ہے تمام ہندی لغات کا بیان ہے قبیح و فصیح الفاظ کا اعلان ہے
فارسی اور پہلوی و دری و ترکی و عربی بھی وہ لغت ہین کہ جو نظم و نثر زبان اردو مین
آتے ہین سو زمرہ بولے جاتے ہین ہر لفظ کے مذکر و مونث ہونے کی بھی تحقیق کی ہے
دیکھی سو کتب لغات وغیرہ کا نام بنام حوالہ ہے نظیر لکھہ دی ہے ہر لفظ کا اردو مین
استعمال بھی مثل بہار عجم بیان کیا ہے اشعار اساتذہ کو بھی دلیل دعوی مین لکھہ دیا ہے
اکثر الفاظ کی صفات و تشبیہات کی بھی تصریح ہے اردو کے اصطلاحات و کنایات
کی بھی تنقیح ہے امثال اردو کو بھی رقم فرمایا ہے اونکے صرف کا محل بھی بتایا ہے
عروض و قافیہ و تاریخ گوئی کا بھی بیان ہے صنایع و بدایع کا بھی اعلان ہے روز
بروز یہہ کتاب زیادہ تالیف ہوتی جاتی ہے شوق مشتاقونکا بڑھاتی ہے خدا جلد
اتمام کو پہونچاے ہر شخص نفع اوٹھاے شاعری مین سلسلہ انکا یہہ ہے کہ شاگرد
اپنے والد ماجد کے ہین اور وہ شاگرد میان دلگیر صاحب مرحوم مرثیہ گو کے ہین
اور وہ شاگرد مرزا خاقانی صاحب نوازش کے ہین اور وہ شاگرد میر سوز کے ہین
اور شاعری جناب لطافت کا فن موروثی ہے چنانچہ نانا حضرت امانت کے
سید غلام علی غلامی تخلص بن میر امیر مخاطب بہ میر کلان خان نامی تخلص فارسی
گو تھے سلسلہ انکی شاعری کا صائب تک پہونچا تھا اور کلام جناب لطافت کا یہہ ہے

ہوا ہے جیب سودا یار کی زلف پریشان کا	سراسر مانگ کی صورت ہی چاک اپنے گریبان کا

قریب لب ہے جلوہ حسن سے بیٹے جانانکا
عجب شعلہ اوٹھا ہے آتش لعل بدخشانکا

غضب مژگان کے تیرونمین ہی عالم چشم جانانکا
کہے آنسو شکل شبنم رسنے والا ہے نیستانکا

پنہایا مجکو خلعت دشت مین زنگ بیابانکا
جنونکو نذر دینا چاہیے کنٹھا گریبانکا

نکلتے ہین شرر یہان تک دل سوزان سے فرقت مین
گمان ہوتا ہے مجکو آہ پر سرو چراغانکا

حقیقت میرے سودے کی نہو پوشیدہ جانانسے
عوض خط کے اوسے بھیجونگا مین پرزہ گریبانکا

ہوا ہے زاہدونکو بھی جنون فصل بہار مین
عوض تسبیح کے ہی ہاتھ مین کنٹھا گریبانکا

نظر آیا جو اوسکے کانمین یاقوت کا شیدا
کہی یہ بات دل نے من ہے یا زلف پیچانکا

کہین کا بھی نرکہا ہمکو ضعف ناتوانی نے
بنا زنجیر آہن تار وحشت مین گریبانکا

جنون کے جوش مین فرحت ہوئی کچھ بلبل دلکو
قفس کا چاک گویا چاک ہے میرے گریبانکا

خط سبز صنم سے کرکے الفت دیکھیے لبکو
خضر سے حیل کے رستہ پوچھیے آب حیوانکا

تمہارے مصحف عارض کو ہر دن یاد کرتا ہے
ہوا ہی شوق میرے طفل دلکو حفظ قرآنکا

مثال خار مین لاغر ہون ناحق اسکو کاوش ہے
پھپولا پھوٹ جائے گا کسی دن غنچہ گردانکا

نہین خال سیہ گالگورے گورے گال پر جوبن
لگا کر سرمہ ٹپکا ہے آنسو چشم جانانکا

دیا ہے جسکو خلعت جنون نے دشت مین اکثر
گریبان لیکے جبہ وحشی کا اور دامن بیابانکا

غضب آغاز پستان ہی تمہارے صاف سینے پر
گمان ہوتا ہے مجکو عکس ہے سینے پہ پستانکا

خدایا آرزو ہے طوس مین بھیجو لطافت کو
بہت مشتاق ہے یہ روضۂ شاہ خراسان کا

غزل طرح

بعد الحمد اولوالعزم ہین دلبر گیسو
لاتے ہین مصحف خط تکے ہمیشہ گیسو

ساتھ سوتا ہے وہ اگل جنکہ بنا کر گیسو
تختہ سنبل کا بنا دیتے ہین بستر گیسو

خوف آتا ہے بہت رکیے نہ مکھ پر گیسو
او کھجین مشاطہ نہ آئینہ کے جو ہر گیسو

پاؤن مین یار کے مہندی ہے تو سر پر گیسو
ہاتھہ دکھنے لگے اونکے جو بنا کر گیسو
بل کی لیتے ہین او لجھہ پڑتے ہین اکثر گیسو
زندگی ہین نظر آئے ترے دلبر گیسو
حورین کہتی ہین ترے پا کے معطر گیسو
کہدو رضوان سے کہ دیکھے ترے آکر گیسو
راتکو یار نے پاؤن پہ ہے افشان چھڑکی
ہوئے سیارہ ان کے ہین پیچیدہ مضامین
بال کھولے جو وہ گل فاتحہ پڑھنے آیا
حسن کا دونو نکو دعوے ہی لڑائی ہوگی
روئے زیبا کیطرف فوج لگا ہو نکی ہے
سیر ظلمات کی خواہش ہے جو سر مو رہتی
فرصت وصل او دکھین آئنہ شانہ نہین
اونکی کنگھی سے جو بڑھتا ہے ہمارا سودا
جو ہین اوڑ رہتا ہے جب بال بناتی ہین وہ
پھنس گیا دام مین پاس اونکے جو طاقت گیا
قتل عشاق کو بنتا ہے کھینچہ قاتل
سیس پھول اونسے جڑا وہ لگایا سر پر
داغ دیتا دل عاشق کو جو ہوتا ہی پسند
ربط دل سے ہی صد شکر دکھائی تاثیر
کہا فول و زبان سے بال اونکے جو رستے ہین

ق

آتش رنگ حنا کا ہے دھوان سر گیسو
پاؤن پڑنے کے لیے بڑھ کے گیا سر گیسو
چڑھ گئے ہین بہت اوس مہ رخ کے سر پر گیسو
سنبل باغ جنان سے بھی ہین بہتر گیسو
سنبل باغ جنان سے بھی ہین بہتر گیسو
سنبل باغ جنان سے بھی ہین بہتر گیسو
شب یلدا کیطرح رکھتے ہین اختر گیسو
بدلے چوٹی کے لگائے گا کبھو تو گیسو
قبر عاشق پہ بنے پھولونکی چادر گیسو
بحث آئینہ مین ہے کرتا رخ دلبر گیسو
ساتھہ لائے دل عشاق کے لشکر گیسو
دیکھتا گر ہے دلبر کے سکندر گیسو
سارے دن پیش نظر رہتے ہین شب بھر گیسو
دم مین ویرانو نکو کردیتے ہین لشکر گیسو
طائر حسن کے بن جاتے ہین شہپر گیسو
پھندے بالون کے بنے پھر کبوتر گیسو
جبکہ کنگھی کو بنا لیتا ہے پتھر گیسو
ہوگئے کان جو اہر سے تو بگر گیسو
بنے یاقوت کے کرتے ہین اخگر گیسو
سر چڑھا اونکے دھوان آہ کا بنکر گیسو
کنگھی کر دیتی ہے شانہ بنا کر گیسو

اوس قمر نے جو پریشان کیے یکسر گیسو
ہو گئے وہ ہین ہم طالع اختر گیسو

قرب جو آئینۂ رخ کا ہے حاصل اونکو
کبھی رہتے ہین پریشان کبھی ششدر گیسو

سارے عالم کو جو کرتے ہین معطر گیسو
سنبل باغ جنان سے بھی ہین بہتر گیسو

روز روشن کے لیے شب کا بھی ہونا تھا ضرور
اسلیے خلق ہوئے رخ کے برابر گیسو

جلوۂ روز نمایان ہے شب تیرہ سے
دیکھے ایسے رخ تابان نہ منور گیسو

گوش جانان مین کہین حال مرے سودے کا
ہو رسا بخت تو پہنچائین ہمین گیسو

کان اوس شوخ کے بھر دین تو عجب کیا ہے بھلا
گوش جانان کے قرین رہتے ہین اکثر گیسو

بنکے ظلمات بچھے تا عارض جانان پہونچے
رکھتے ہین بخت رسا مثل سکندر گیسو

بال قاتل تری تلوار مین پڑ جائیگا
یاد آئین گے جو زیر دم خنجر گیسو

برسون آشفتہ رہا باد صبا سے وہ گل
ایکدن ہو گئے جھونکے سے جو ابتر گیسو

طرۂ سنبل بیچا نہین کہان یہ خوشبو
مشک و عنبر کو بھی کرتے ہین معطر گیسو

خشک ہو جاتا ہے سودے سے دماغ عاشق
بل بے خوشبو وے کرتے ہین معطر گیسو

ہو گیا دم کے اولجھنے سے سر ظاہر
آج اوس گل نے سنوارے ہین مکرر گیسو

تا حلب ہند سے جاتی ہے ختن کی خوشبو
آئینہ مین جو بناتا ہے وہ دلبر گیسو

ہو شگافی بھی قلم کی ہے سراپا منشی
لکھے ہر شعر مین جو اوسنے مکرر گیسو

ممتاز تخلص جناب سید ممتاز علی صاحب برادرزادہ و شاگرد جناب منشی مظفر علیخان صاحب بہادر اسیر مولد و مسکن لکھنؤ اکثر تصنیفات انکی یادگار ہین

حلقہ حلقہ ہے جو اوس شوخ ستمگر گیسو
حق عاشق مین ہے زنجیر کا ہمسر گیسو

حکما معتقد دور و تسلسل ہو جائین
کیا عجب ہے جو دین عقل کو چکر گیسو

چشمۂ آب بقا ہے لب جان بخش ترا
طرف پردۂ ظلمات ہین رہبر گیسو

صورت شام شب وصل ہے خاطر کو پسند
دل میں آئیں مری آنکھوں میں کریں گھر گیسو

کیا چھٹا تالین کے ترے سر سے بلا فرقت کی
خود بلاؤں میں گرفتار ہیں یکسر گیسو

بال کھولے ہوئے آؤ نہ کسی کے آگے
دیکھو ہوں گرد نگہ سے نہ مکدر گیسو

دیکھنے والوں کے ہوتے ہیں پریشان حواس
کھینچ سکیں گے ترے نقاش سے کیونکر گیسو

کیوں نہ ہو روز جزا درہم و برہم عالم
کھولدے رنج سے جب شب ہجر گیسو

وصف گیسو میں کہے شعر جو میں نے ممتاز
مرغ مضمون کے لیے ہو گئے شہپر گیسو

مائل تخلص عبداللہ خان متوطن کول خیر سے آپ انگریزی فارسی علم موسیقی میں مہارت کامل رکھتے ہیں یہ غزل اس تذکرہ کے لیے ارسال کی تھی

کہیں ناگن کہیں کالے کہیں اژدر گیسو
کیا کیا بن جاتے ہیں ڈسنے کو یہ کافر گیسو

سر ہوں کسطرح کسی سے ترے خودسر گیسو
شکل ظلمات نصیبے کے سکندر گیسو

مار رکھتے ہیں نہیں مار کسی کے کھاتے
کیوں نہ کہلائیں نصیبے کے سکندر گیسو

تم نہیں ہوتے تو آنکھوں میں پھرا کرتے ہیں
ہم ہیں گیسو پہ فدا مرتے ہیں ہم پر گیسو

سرکشی سے کہیں باز آتے ہیں یہ سینہ سیہ
مدت العمر سے ہیں آپ کے خوگر گیسو

ایک سے ایک کو کیونکر ہو صدا آرکشش
سر ہے گیسو پہ فدا مجھ سے ہے اوسپر گیسو

مری سرتابی پہ سرکوبی اسر تھی بجا
بے خطا مجکو سزا دیتے ہیں کیونکر گیسو

پیچ پر پیچ نکالے ہے سر تو پھر کیوں
کیا کوئی تازہ بلا لائیں گے محشر گیسو

نیچے کمر کے سیہ تاب یہ لٹکائے ہیں
ہیں کہاں اوس بت عیار کے رخ پر گیسو

صبح و شام کے رتبہ کو گھٹا دیتے ہیں
چھوڑ دیتے ہیں جو وہ رخ پہ بنا کر گیسو

آتشیں رخ پہ پڑے رہتے ہیں بیخوف و خطر
سربسر نکلے ہاں اتبو سمندر گیسو

دہوئیں لیتا ہی بلائیں مری آہوں کا دہواں
کون کہتا ہے کہ ہیں یار کے رخ پر گیسو

صاف چوٹی کی یہ کھاتی ہین قسمین
چہرہ آئینہ ہے آئینے کے جوہر گیسو

کیون نہو عقل رسا اسکی صفت مین کوتاہ
زلف سنبل سے درازی مین ہین بڑھکر گیسو

چہرہ بالونمین ہے اور پیش نظر آئینہ
گیسوئین آئینہ آئینے کے اندر گیسو

قاری مصحف رخسار ہے خال رخ یار
پڑھتے ہین سورۂ واللیل اکثر گیسو

پاس اغیار ہو کیا جبکہ نہین یار کا پاس
بل کی شانے سے بھی لیتے ہین الجھکر گیسو

عالم خواب مین اک رات نظر آئے تھے
سانپ کیطرح سے لہراتی ہین دلبر گیسو

رخ پہ اوڑتی ہین یہ اسطرح ہوا سے ہر بار
طعنہ زن کیون نہ رہین بال پری پر گیسو

سانپ پانی مین تو چلتا ہی ہمیشہ سیدھا
رخنۂ گوش مین بل کھاتی ہین کیونکر گیسو

شاخ مرجان سے نمودار ہو شاخ سنبل
کف رنگین مین اگر لے وہ سمنبر گیسو

چال ہو بخیال ہے انداز و ادا قہر و بلا
قد جو ہے تو ہے فتنۂ محشر گیسو

کہکشان مانگ ہے خال رخ پرنور سہیل
خوشۂ عقد ثریا سے ہین بہتر گیسو

اپنے کس بل ہی انہین ہی جو ہوا سے پرواز
پہلے پیدا کرین ناگن کی طرح پر گیسو

اہل تنجیم کو ثابت ہوے آثار کسوف
مشتری دیکھے جو اوس ماہ کے زیر گیسو

مسیحا تخلص حکیم محمد علی خانصاحب ابن حکیم مصطفی خان شاگرد ناسخ مولد و مسکن لکھنؤ فن طبابت مین دستگاہ کامل رکھتے ہین اکثر مرثیہ اور قصائد اور دیوان انکے یادگار ہین

شکل سنبل جو عیان ہین تری رخ پر گیسو
ابتری پر ہے مری ڈال سراسر گیسو

اونکا آتا ہی کبھی گر شب فرقت مین خیال
کاٹے کھاتے ہین مجھے صورت اژدر گیسو

اونکے سونگھے سے نکسطرح معطر ہو دماغ
مشک مین شکل مین خوشبو مین ہین عنبر گیسو

مجھسے گر بل کی وہ لیتے ہین نہین غم اسکا
کیا شفاعت نہ کرینگے ہین پیمبر گیسو

حال پوشیدہ نہیں میری سیہ بختی کا
تیرے کا تو نہیں کہا کرتے ہیں اکثر گیسو

سرو و شمشاد کا نقشہ یہہ دکھا جاتے ہیں
لپٹے لپٹے ترے گالوں سے برابر گیسو

ہر بن مو سے ہے جوبن جو ٹپکتا انکا
واہ کس روپ پہ ہیں تیرے ستمگر گیسو

پیچ سمجھا کلمہ میرا مسلمان جو ہو
ہیں یہ غارتگر دین کافر و اکفر گیسو

رات دن آج برابر ہیں یہہ معلوم ہوا
پانوں تک آتے ہیں ایجان جو بڑھکر گیسو

ہر سر مو میں یہہ موتی جو پروے تونے
شب تیرہ میں دکھا جاتے ہیں اختر گیسو

تو پریزاد جو اب ہے ترے اوڑنیکے لیے
ٹرھکے شانوں سے ترے بنگئے شہپر گیسو

رات دن شام و سحر ہے جو تصور انکا
کیا بلا دل میں مرے کر گئے ہیں گھر گیسو

غضب اندھیر ہے الفت ہے بلای جان ہے
بھولتے ہی نہیں ہرگز مجھے دم بھر گیسو

صفحہ روے کتابی پہ جو ہیں پھیلے ہوے
ابتری کا مرے لکھولے ہیں یہہ دفتر گیسو

دم نکل جائیگا سودا جو رہیگا انکا
ہر سر مو سے رگ جان کو ہیں نشتر گیسو

بتامل ہے یہ چہرے کی بناوٹ کا سبب
آئینہ رخ سے تو ہیں مثل سکندر گیسو

یون ہی ان موذیوں سے ربط مسیحا جو رہا
سانپ بنکر مجھے مارینگے مقرر گیسو

ہلال تخلص محمد حسین صاحب شاگرد تسنیم دہلوی مولد و مسکن لکھنؤ

تجھ پہ آفت بناتے ہیں برابر گیسو
ہیں خطاوار ہوا آپ سے چھوکر گیسو

ہاتھ مشاطہ کے کٹوائے دم آرائش
پھر گئے رخ سے اگر بال برابر گیسو

تو گرفتار ہے کون آئی ہے شامت کسکی
آج جاتے ہو کہاں یار بنا کر گیسو

رہی اس لطف سے ہوتی ہے بسر شام و سحر
دیکھو رخ پیش نظر خواب میں شب بھر گیسو

شب کو مہمان جو نہیں آپ رہے غیر کے گھر
آج پھر کیوں نظر آتے ہیں یہ ابتر گیسو

بڑھ چلے حد سے زیادہ انہیں رد کر ایجان
ورنہ لائینگے بلا کوئی مقرر گیسو

سو سو قتل پہ موجہ جو بل کھاتی ہین
قدرت حق کا محل شبگون ہین ہی سرتن پہ بال

ننگے ہین یہ عشاق پہ خنجر گیسو
یا الٰہی کہین [?] ہین یہ خنجر گیسو

دولت حسن پہ رہتے ہین سدا اے موجد
سانپ کیطرح شب و روز برابر گیسو

ردیف ن

نسّاخ تخلص جامع الکمالات جناب مولوی ابو محمد عبد الغفور خانصاحب
بہادر ڈپٹی مجسٹریٹ ڈپٹی کلکٹر و سکریٹری بانکی گنج ڈسپنسری و سکریٹری
و ممبر انگلو ورنیکیولر اسکول و اکس افیشیو ممبر آف [illegible] ڈسپنسری و افیسر انچارج
آف سب ٹریژری و آفیسر انچارج آف ابکاری و افیسر انچارج آف لاک اپ
و چیرمن آف دی روڈ سس ڈیپارٹمنٹ و سب رجسٹرار سب ڈویژن بانگا گنج
نسّاخ ڈھاکہ برادر جناب آنریبل مولوی عبد اللطیف خان صاحب بہادر ممبر
کونسل جناب نواب لفٹنٹ گورنر بنگالہ و مجسٹریٹ درجہ اول چوبیس پرگنہ حوالی
کلکتہ شعر گوئی مین آپ کمال رکھتے ہین اور صاحب تصانیف کثیرہ ہین چنانچہ
فی الحال ایک کلیات آپکا موسوم بنام تاریخی پیشکش اخوان جسمین مجموعہ رباعیات
فارسی موسوم بہ مرغوب دل و شاہد عشرت و دیوان اول دفتر بے مثال و دیوان
دوم موسوم بہ اشعار نساخ و چشمۂ فیض مترجمہ اردو منظوم پند نامہ عطار
و قند پارسی و رسالہ تحقیق زبان اردو و مجلہ موسوم بزبان ریختہ و تذکرہ
مقطعات اردو موسوم بہ قطعۂ منتخب و تذکرۂ شعرا موسوم بہ سخن شعرا
و گنج تواریخ وغیرہ ہین [illegible] مطبوع ہوئے [illegible] طبع عالی و ذہن ثاقب رکھتے ہین
لہذا مصرع طرح پہ غزل تصنیف فرما کر اس تذکرہ کے لیے ارسال فرمائی تھی
جو ہدیۂ للناظرین زیب گلدستہ ہے

دل انساخ مین پھر کرنے لگے گھر گیسو
خط بھی آنے پہ اوٹھانے لگے ہین سر گیسو

نئے انداز سے بلٹتے ہین جو زنجیر گیسو
کچھ نئے پیچ کے ہین فکر مین کافر گیسو

دہیان مین میرے جو رہتے ہین برابر گیسو
دن بہ دن حال ہرا کرتے ہین ابتر گیسو

جو ستم چاہین کرین مجھسے ستمدیدہ ہیں
ہین ستمکش ہون جو اے دل ہین ستمگر گیسو

جان زار اسیر پیچش ہے دل بیمار اسیر
خط اگر مشک فشان ہے تو معنبر گیسو

وصل مین کیون نہ معطر ہو دماغ عاشق
خال عنبر ہے تو ہے مشک سے بہتر گیسو

وصل مین اوس رخ روشن پہ جو پیچش کرتا ہون
ہوش مین جسکو وہ لاتے ہین سنگھا کر گیسو

آسمان دیکھ کے حیران ہوا جاتا ہے
آفتین لاتے ہین جو کچھ کہ مرے سر گیسو

ایک سے ایک طرحی جانکو یہ سبقت ہین
خال ہے خط سے سوا خط سے ہین بڑھکر گیسو

شانہ مین مجھکو تو بتلا تو سہی وجہ سبب
کس لیے دل سے اولجھتے ہین ستمگر گیسو

خال مشکین ہے بلا سے دل اعدا ہے اگر
آفت جان عزیزان ہے سراسر گیسو

وصل مین دیجیے دل کس کو نہ دیجیے کسکو
دلربا ہے رخ دلدار تو دلبر گیسو

یہ اشارا ہے کہ رسوا نہو راز سودا
چھپ گئے پردہ مین جو مجھکو دکھا کر گیسو

رشک اسکا ہے کہ وہ ہاتھ مین کیون لیتی ہینا
دست شانہ سے اولجھتے ہین برابر گیسو

جمع شاید دل عشاق ہوے ہین نساخ
آج بیوجہ پریشان نہین کافر گیسو

ناحی تخلص محمد عظمت علیصاحب علوی متوطن کاکوری ساکن لکھنؤ کے ہین اور نواسہ عمدۃ الموالی مفتی الممالک علام حضرت احمد مرحوم زمیندار لکھنؤ و مفتی گنج یہ غزل اس تذکرہ کے لیے ارسال کی تھی

آئینے حلقو نسے دکھلاتی ہین رخ ہر گیسو
گھیرے آتے ہین کرے مہر کے اوپر گیسو

آگے اون عارض گلگون کے یہ معنبر گیسو
ٹیس کے پھولو نمین ہوے اور معطر گیسو

ہوے جو طرح کے مصرع مین مقرر گیسو
تھے خطا وار بندھے لاکھ طرح پر گیسو

پیچ مین اُنکی حسینان جہان پھنستے ہین
اپنا اقبال ہین رکھتے نہین ہمسر گیسو

مشک بو ہین ابھی نافہ کیطرح جوڑے ہین
نکہتِ گل کی ہوا باندھین گے کھلکر گیسو

لوگ گھبرا کے ابھی چاند گہن سمجھین گے
دیکھو آنے نہ دو عارض کے برابر گیسو

کانسۂ شیر پہ لہراتے ہین کالے دیکھو
مرے مہرو کے نہین چاند سے رخ پر گیسو

بنگیا شاہ بڑا جسپہ پڑا سایہ انکا
بڑھ چکے ہین ظلِ ہما سے ترے دلبر گیسو

دام کہنے کو ہین مچھلی نہ پھنسے بازو کی
پھیل کر آے بہت شانے سے بڑھکر گیسو

مختصر عرض یہ ہے کون بڑھاے قصہ
خطِ طولِ شبِ فرقت ہین سراسر گیسو

ق

اسمین ایک اور غزل چھوٹی کی کہنی ہے ضرور
ہے کمند اوجِ مضامین کے لیے ہر گیسو

جسمین سب قافیے مشکل کے بندھے ہون ناصحی
چھوٹ جائے نہ کسی رخ سے بھی بچکر گیسو

جا بجا بکھرے ہین چاند سے رخ پر گیسو
ورقِ مصحفِ ناطق کے ہین مسطر گیسو

یون چلو نا زو ادا سے نہ بڑھا کر گیسو
دیکھو لگائین نہ کہین پاؤن کی ٹھوکر گیسو

رات دن ایک جگہ قدرتِ حق سے ہین یہان
رخ سحر ہے شبِ معراج ہمیشہ گیسو

انکی ظلمت سے نشان چشمۂ حیوان کا ملا
ہو گئے خضر رہِ خضر ہمیشہ گیسو

شعلۂ رخ کا ہے پیچیدہ دھوان عارض پر
لوگ سمجھے ہین جسے اے مہِ انور گیسو

دستِ رنگین سے نہ یون بال بناؤ صاحب
طائرِ رنگِ حنا کو نہ ہون شہپر گیسو

اڑ چلے اور نظر بازی سے مشتاقون کے
پا گئے دامنِ نظارہ سے شہپر گیسو

پیچ او ٹھاسے جو بہت قطعِ نظر کے اُنسے
چوم کر چھوڑ دیے بھاری تھے اکثر گیسو

پیچ کر کر کے مکرتے ہین ہوا خواہون سے
دیکھو آنکھون مین یہ کرتے ہین اجی گھر گیسو

پیچ ہین اسمین بہت سیکڑون دل پھنستے ہین
سچ اگر پوچھو تو اک پیچ کا ہین گھر گیسو

موج مے کیطرح آتے ہین بہت لہرا کر — چشم مے گون کو سمجھے ہین جو ساغر گیسو

ہون نہ سیدھے نہ سہی جائین ہو اٹھائین بھی — کیا پلٹ دینگے مرا پھیر کے مقدر گیسو

اپنی ہاتھون سے ہی اوس شوخ نے افشان چہڑکی — خوب سمجھا تیری تقدیر کا اختر گیسو

دم بھر اگر ہٹکے ہوا آپ گلی کی پھانسی — آگئے یاد جو دم بھر تہ خنجر گیسو

پیچ سے گردن عاشق کے ابھی تو ہین کمند — ڈرتے ہین خم سے کہین پنجائین نہ خنجر گیسو

آتشین رخ پہ تمہارے یہہ سدا رہتے ہین — بال بیکا نہین ہوتا ہین سمندر گیسو

بستر خواب پہ بو باس سے اپنے ہر شب — نکہت گل کی بچہا دیتے ہین چادر گیسو

نوک جھونک انکی غضب ہے لمین کہنچی جاتی ہے — ہر سر مو سے رگ جانکو ہین نشتر گیسو

رخ پر نور سے چار آنکھ نہونے دیجے — آئینہ دیکھ کے ہو جائین گے ششدر گیسو

چشمہ آب بقا چاہ ذقن کو سمجھے — گرد رخسارون کے دیکھے جو سکندر گیسو

بال بال انکا سدا مستعد شبخون ہے — بہر تاراج لیے دل رکھتے ہین لشکر گیسو

ملک دل کرتے ہین دکھلا کے سیاہ غارت — ظاہرا رکھتے ہین کچھ فوج نہ لشکر گیسو

اب غریبون کیطرف انکا توجہ کیا ہو — گنج حسن آپ کا پا کر ہین تونگر گیسو

چشم جادو کو سکھاتی ہین حیا کے لٹکے — آنکھ پہ آکے نیا سیکھے ہین چتر گیسو

کسی سکہین کے نہ ڈسنے کو اوسنے پائین — باندھین اسطرح وہ یارب کبھی کہنگر گیسو

خوب پھیلادے ہین رخ پا کے پڑی ہین تیرا — دام تزویر ستمگر ہی ترا ہر گیسو

انکا کاٹا نہین جیتا کہین دنیا بھر مین — مانتے ایک نہین سانپ کا منتر گیسو

دھیان مین لاتے ہین کب بوی گل نستر کو — ہین نکہرنے سے ابھی اور ہوا بر گیسو

اوڑکے بال آئے ہوا عکس سے تیرہ بخت شب — کنوان اندھا ہی ذقن زاغ کبوتر گیسو

کہلتی ہی حال پریشان کی حقیقت انسے — سرگذشت شب فرقت کے ہین دفتر گیسو

برہے حسن ہی چہرے کے ورق مین بھر کر — ابر سان قطرہ نسے برساتی ہین گوہر گیسو

ہاتھ پریشانی کے کچھ زور نہیں چلتا ہے	بل کی لینے کو ہیں ایک ستمگر مجھپہ گیسو

رات ہوجائے گی دن کی یہ خطر ہے ناظمی
بڑھتے بڑھتے نہ چھپالیں رخ انور گیسو

ردیف و

واسطی تخلص جناب منشی سید فضل رسول خانصاحب بہادر شاگرد جناب منشی سید مظفر علیخانصاحب بہادر اسیر صاحب دو دیوان ستوطن سندیلہ ضلع ہردوئی خیرخواہی سرکار انگلشیہ غدر ۵۷ء مین راسخ الاعتقاد رہے اور بجلدوے اوسکے ایک علاقہ بھی سرکار سے عطا ہوا

ہے مرے حال سے آگاہ مقرر گیسو
وجہ یہ ہے کہ پریشان ہے سراسر گیسو

موبمو نیسے جو گوندھا کرتا ہی اکثر گیسو
ہے کوئی شاخ ثمردار مقرر گیسو

مشک نافو نیسے بھی خوشبو مین ہین بڑھکر گیسو
بزم کی بزم کو کرتے ہین معطر گیسو

مجھ سے بخت کی شاید ہین مقدر گیسو
کہ بگڑ جاتے ہین ہر مرتبہ بنکر گیسو

رخ پہ آئے تو ہوئی شام ہٹے صبح ہوئی
رات دن چرخ صفت کھاتے ہین چکر گیسو

مجھ سا آشفتہ جہان مین نہ ملے گا کوئی
ڈھونڈتے ہین تو مسلسل رخسار کو لیکر گیسو

دھوپ اور چھاؤن کا ہی ساتھ تماشا ہے عجب
رہتے ہین کیسے قریب رخ انور گیسو

خوب سمجھا ہون مرے سر پہ بلا لائین گے
بچھو سمجھے ہین یا دون ملک یار کے بڑھکر گیسو

ہے یقین سر پہ مرے دہری بلا لائین گے
خط شبرنگ سے ملکر ہین یہ ہمسر گیسو

کیا کرون اونکا نہ کہ یہی خوف مجھے
ہون کہین گرد نظر سے نہ مکدر گیسو

صاف لہرانے سے ظاہر ہے کہ ہین مار سیہ
ایکدن مجھکو ڈسین گے یہ مقرر گیسو

زہر رکھتے ہین وہی پیچ وہی لہر وہی
مرے نزدیک ہین افعی سے برابر گیسو

ایک چشمے مین نظر آگئے دو سانپ مجھے
دیکھے تیرے عرق آلودہ جو رخ پر گیسو

قتل کرتا ہی ترا خنجر ابرو قاتل
دام الفت مین پھنساتی ہین ستمگر گیسو

عطر بالو نمین لگانے کی تجھے کیا حاجت
مشک و عنبر سے بھی خوشبو مین ہین بڑھکر گیسو

حسن محبوب ہے صیاد یہ صیاد کا دام
طائر دلکو کرے قید نہ کیونکر گیسو

دانتون شانے کو دم زیب پینا آیا
کبھی سلجھے نہ وہ الجھے ہوے اسقدر گیسو

ہوبہو حال ہوا اوس سے کہین گے اکدن
نہین رکھنے کے لگے بال برابر گیسو

سب یہ سمجھے کہ سیہ ابر سے موتی برسے
اوس قمر وش نے نچوڑے جو نہا کر گیسو

سنبلستان سے ذرا کم نہین میری یہ غزل
واسطے مینے جو باندھے ہین سراسر گیسو

وقار تخلص رائے کنور کشن کمار صاحب رئیس مراد آباد جہین فرزند رائے پدم کشن صاحب رئیس مراد آباد و تعلقدار اضلاع مراد آباد و بدایون مورث اعلےٰ کو محمد شاہ بادشاہ دہلی نے خطاب رائے سے سرفراز فرمایا اور عہدۂ وکالت پر مراد آباد مین اعزاز بخشا اوسوقت سے قیام مراد آباد کی بنیاد ہوئی حالات اولوالعزم انکے بہت ہین مگر اس مختصر مین گنجائش نہین ایک دیوان انکی تصنیف سے ہے

دیکھنا حضرت دل خوب سمجھ کر گیسو
دام تزویر ہے عاشق کو سراسر گیسو

اوسنے جب کھولدیے شانو نکے اوپر گیسو
اوڑ چلا اور ہوے حسن کو شہپر گیسو

آئینہ کی ہے ہوس تو رخ تابان دیکھے
چاہیے ظلمات تو لے سد سکندر گیسو

دانۂ خال پہ اے طائر دل کر نہ نظر
یاد رکھ جال ہے پھنسنے کی ترے سر گیسو

سورۂ نور کو دم کرکے دو رخ پڑھتا ہون
چھوتا ہون سورۂ والیل کو پڑھکر گیسو

بال کھولے تو ہوئی اوسکی بلندی یہ نظر
طرفہ ہے آہوے دیدہ کو ہوے پر گیسو

کینچلی ہین یہ سمجھا کہ ہین دو مار سیاہ
دیکھے جالی کے دوپٹے کے جو اندر گیسو

قطرے پانی کے نہانے مین نہین گرتے ہین
شب تاریک مین دکھلاتے ہین اختر گیسو

ذکر وصف رخ جانان میں لکھا کرتا ہوں
شب کی تصنیف میں موزون ہیں اگر گیسو

شب تاریک نہ ہو جائے یہ ڈر ہے مجھکو
رخ تابان سے ذرا چھوڑ دو ہٹا کر گیسو

مجمر مہر میں جلجائیں وہ مانند سپند
چشم بد سے تو نکلیں دیدۂ اختر گیسو

تار گیسو کے جدا ہوئے میان کر تو جدا
کھولے آج اڑ دیتے ہیں مشاطہ گر گیسو

تیرے گیسو سے ہوا آج غبار خاطر
کپڑے میلے ہیں کھلا سر ہے مکدر گیسو

لکھیے اس قافیہ میں ایک غزل اور وقار
تا کرین صفحۂ دیوان کو معطر گیسو

کرتے ہیں یوں جو پریشان دل مضطر گیسو
سچ ہے تم نے ہی چڑھا رکھے ہیں سر پر گیسو

یوں تو دنیا میں حسینوں کے ہیں اکثر گیسو
سچ تو یوں ہے کہ نہیں تیرے برابر گیسو

مہر ہیں اور چاند میں تکرار ترے حسن پہ ہے
دور کر رکھے ذرا اسے مہ انور گیسو

تیرہ تار پشتا ہی سے بنا دیتا ہے
شب کے بگڑے ہوئے اے خسرو خاور گیسو

نہیں لہراتے ہیں بوجہ رخ تابان پہ
بحر میں حسن کے رہتے ہیں شناور گیسو

موشگافی تو بہت کی نہ ہوا یہ معلوم
گیسو میں نہیں ہے کمر یا ہیں کمر پر گیسو

پلک ہو وے تو بچے اوس سے بھلا کیوں زار
نوک مژگان ہیں سنان تیغ دو پیکر گیسو

کو دنا زنے چہرے پہ نہیں ملتے ہیں
مارتے اور حسینوں پہ ہیں ٹھوکر گیسو

عقدۂ نافہ تاتار کو وا کرتے ہیں
کیا عجب ملک ختن کو بھی کریں سر گیسو

ہے جہان شام غریبان وہیں صبح امید
کرتے تصدیق ہیں اس قول کو زر گیسو

پردۂ ابر میں مہتاب نظر آتا ہے
چھوڑتے کرکے پریشان ہیں جو رخ پر گیسو

درد آہ دل عاشق کا ہے مضطر جیسے وہ
ایسے ہی روئے حسینان پہ ہیں زیور گیسو

جنکو دعوے سخن ہو یہ کہو اون سے وقار
دیکھو اسطرح بناتے ہیں سخنور گیسو

وحید تخلص غلام حسین خانصاحب شاگرد رشید نواب عاشور علیخان مرحوم وغیرہ قریب و اوستاد راجہ نانپارہ دو دو دیوان و مرثیہ و سلام و منقبت وغیرہ انکے تصنیفات سے ہیں بارہ برس کے سن سے آپ کو شوق شاعری کا ہے تیس برس سے نظم فرماتے ہیں ستوطن قدیم لکھنؤ کے ہیں فی الحال وجہ معاش کے لیے نانپارہ میں قیام پذیر ہیں

اے گل اندام نہ سونگھوں ترے کیونکر گیسو
ایسے فتنے نہیں بے عطر معطر گیسو

ہم سیہ کار نہ کیوں آئیں زیارت کو صنم
رکھتے ہیں مرتبۂ موے پیمبر گیسو

سحر عید و شب قدر کو باہم سمجھیں
وا جو دیکھیں ترے چہرے پہ سخنور گیسو

حسن دیتا ہے بہت موسے کمر بل کھا کے
چھوڑ دے یار دگر اے پری پیکر گیسو

انقلاب فلک ایسا اسے کہتے ہیں
ہم جو اوترے ترے دل سے تو چڑھے سر گیسو

بوسہ مانگا تو وہ پہلو سے بگڑ کے اوٹھے
بیٹھے کے دور بنایا گئے شب بھر گیسو

کیا دہن سے انہیں تشبیہ دون اے بحر جمال
کشتی حسن کے لا ریب ہیں لنگر گیسو

پیچ قسمت کا یہ سمجھو کف افسوس ملیں
پاؤں چومیں ترے ہیہات لٹک کر گیسو

دل گم گشتہ کا بھید انسے اگر پوچھیں
سو بسو کھولدیں عقدے ترے منہ پر گیسو

مار اپڑتا ہے وہ بھوت بھی ہو دی ہیں
چھو بھی لیتا ہے قضا اور فنسو نگر گیسو

اے وحید اوسکا رخ صبح شب عشرت
اور شام شب فرقت کے برابر گیسو

وہبی تخلص منشی شیو پرشاد صاحب شاگرد رشید آفتاب الدولہ بہادر قلق تخلص رئیس قدیم لکھنؤ منشی صاحب عرصہ ۱۷ سال سے مطبع سے تعلق رکھتے ہیں اور بعہدۂ مینیجری ممتاز ہیں نستعلیق ہیں خوشنویس بے بدل ہیں مطبع کے خیر خواہ دلی ہیں اور مطبع سب سے زیادہ انکو عزیز رکھتا ہے صاحب تصانیف ہیں

طبیعت کی ذکی ذہن فہم اور ذی ہوش شعر اچھا فرماتی ہین اوصاف انکے اس مختصر مین گنجائش نہین رکھتے

آئے جب وے کتابی کے برابر گیسو
لوگ سمجھے کہ ہوئے آج پیمبر گیسو

اونکے گیسو سے بھلا کس کے ہون ہمسر گیسو
سنبل باغ خوبان سے بھی ہین بہتر گیسو

ابتو دونو کی محبت مین ہے یکسان حالت
مین پریشان ہون تو ہین اونکے بھی ابتر گیسو

اونکے منھ کو جو چھپایا مین ہوا پاس سے قتل
وصل مین میرے لیے نکلے ہین خنجر گیسو

صاف آتا ہے نظر سانپ کا جوڑا مجھکو
کبھی آتے ہین جو گیسو کے برابر گیسو

قبر کے بدلے ملی سانپ کی بانبی مجھکو
تاکہ چھوڑین نہ تہ خاک بھی دم بھر گیسو

کوئی حلقہ نہین خالی جو گرفتار و نہے
پھیر دین ہمکو ہمارا دل مضطر گیسو

دیکھین کتنون کے ہون مجموعۂ خاطر ابتر
بکھرے جاتے ہین سر نیم معنبر گیسو

زلف کا وصف ہے خط مین نہین کچھ ایسا عجب
بدلے چوٹی کے نکالے جو کبوتر گیسو

قصد صحرا کا جو ہوتا ہے کبھی وحشت مین
ڈال دیتے ہین مرے پاؤن مین لنگر گیسو

ایکدن چشمۂ حیوان بھی نظر آئے گا
ہین اگر کوچۂ ظلمات کے رہبر گیسو

بوجھ پڑنے سے کمر دوہری ہوئی جاتی ہے
خود پریشان ہین وہ اپنے تئین بڑھا کر گیسو

غل یہ ہوتا ہے سر شام ہوا چاند گہن
جبکہ ہوتے ہین نقاب رخ انور گیسو

سچ یہ ہے سانپ خزانے سے نہین ٹلتا ہے
گنج اونکا رخ سیمین ہے تو اژدر گیسو

کبھی بالونپہ چھڑکتا ہے جو افشان وہ ماہ
آسمان بنکے دکھا دیتے ہین اختر گیسو

ڈر یہی کا ہے اعمال نہ پھنس جائین کہین
اونکے شانون تلک آئے ہین لٹک کر گیسو

وعدۂ وصل ہے للّٰہ نہ ترسائین مجھے
کیون نہین آکے بناتی ہین مرے گھر گیسو

جان دی زلف کے سودے مین وصیت ہے مری
اژدہا بنکے ڈسین قبر کے اندر گیسو

مختلط مار سیہ سے نہین ہوتے ذی فہم
خوف ڈسنے کا ہے لون ہاتھ مین کیونکر گیسو

موجزن ہوتا ہے جب حسن کا اونکی دریا
سانپ کیطرح سے رہتے ہین شناور گیسو

مروڑے جونک اوٹھتے ہین جب ہوتی ہے تشبیہ اونکو
کیون بپا کرتے ہین ہنگامۂ محشر گیسو

اندنون اونکی نئی طور کی صیادی ہے
دام مین لاتے ہین عاشق کو دکھا کر گیسو

اوسکے ڈسنے کا مجھے خوف ہے ہر دم **وصبی**
سانپ کیطرح نکالین نہ کہین سر گیسو

وقار تخلص منشی نونده رائے صاحب نائب بخشی شاگرد منشی منیڈو لال صاحب متخلص بہ زار قدیم باشندے لکھنو کے ہین اکثر کتب انکی تصنیفات سے ہین

مانع بوسۂ عارض ہین سراسر گیسو
دولت حسن پہ ہین سانپ مقرر گیسو

کھینچکر شانے نے پہونچا ہی دیا شانے تک
وہ پری کیون نہ اوڑے اونکے پر گیسو

چار عنصر بجا ہین نہ حواس خمسہ
بار بار اونکو کیا کرتے ہین ششدر گیسو

کالی ناگنی کی گھٹا دم مین سیہ ہوگی
تم کرو غسل ابھی برسائینگے گوہر گیسو

پھول سوسن کا بنا دینگے کرین بو اونکو
مشک سے دینگے لباس نیازکو ہر گیسو

مشکبو خوب پلائی مجھے ساقی نے شراب
ہو گئے عکس فگن کیا سر ساغر گیسو

حشر مین پوچھینگے جب حال سیہ کاریکا
بیحجابا ہونگا دکھا کر وہ معنبر گیسو

نکلنے چاہیے کس مار گزیدہ کے لیے
عرق زخمی ہوے آپکے گھونگر گیسو

شمع گر ہو تری ہمسر تو وہ ہوین اوجاگر
ہے وہ ہوان شمع کے سر پر ترے سر پر گیسو

بل بہت کرتے تھے سب بھول گئے سرتابی
باندھے مشاطہ نے بل دیکے تبرا پہ گیسو

پابہ زنجیر کرین دیکھین کسے پھانسی مین
سیطرح آج نظر آتے ہین بل پر گیسو

مشک نافہ ابھی بن جائیگا غنچہ ہر ایک
یون ہین کر دینگے ہوا کو جو معطر گیسو

ہے یہی قافیہ پیمائی ہے دشوار **وقار**
خوشنمائی سے کرین ضبط سخنور گیسو

ہاتھ پہ انس ایسی کیا کرتے ہیں دلبر گیسو / کبھی زنجیر کبھی بنتے ہیں اژدر گیسو

پھر کے آئے ہیں جو گرد رخ انور گیسو / پوشش خانۂ کعبہ کی ہیں چادر گیسو

شانہ کرتا ہے نشانہ ہدف تیر بلا / قوس ابرو کے قریں آتے ہیں کھنچکر گیسو

شکل محراب ہر اک حلقہ ہے انکا واللہ / سجدہ کرنے کی جگہ ہے یہ مقرر گیسو

زندگی عمر میں ہو یونہی کو وبال ہو جائے / کھول دیوے اسپے جو تو آج معنبر گیسو

شکل سرکش ہوا اوکھتا ہے شانہ سر سے / پیچ میں لاتے ہیں اسکو کہیں خود سر گیسو

دل عشاق پہ بجلی یہ گرا دینگے مگر / کالے ہیں ابر کے مانند ہیں دلبر گیسو

پیچ در پیچ پھنسا ہے جو دل زار اپنا / مجھکو کیا کیا نہیں دیتے ہیں چکر گیسو

قد محبوب کی کیا شان ہے ماشاءاللہ / سرو میں بیل ہیں سنبل کے سراسر گیسو

سمجھے ہیں رخ روشن جو ہیں ثابت ہی یہی / ہالۂ ماہ ہیں رخ پر ترے دلبر گیسو

چشم انصاف سے گر دیکھے اے ماہ جبیں / تو چکر پیچ میں سر سے ہیں خود سر گیسو

سو رخ چشم میں ظلمت ہیں دیا اسے واجد
سنبل باغ شبابی بھی ہیں بہتر گیسو

ردیف ہ

ہمت تخلص منشی بنسی دہر صاحب شاگرد راجہ بال ناد م مولد و مسکن لکھنؤ ایک واسوخت انکی تصنیف ہے

لب پہنچے ہیں ہوے یار ترے تر گیسو / زہر اوگلتے ہیں یہ اسے بھی بڑھکر گیسو

کیوں نہوں حائل نظارۂ دلبر گیسو / منہہ چھپانے کو یہ بنجاتے ہیں چادر گیسو

لطف شب دیکھ چکا اب ہے تمنائے سحر / منہہ دکھاؤ مجھے ایجان اوٹھا کر گیسو

کھل گیا راز یہ ہندو ہیں بلا کے کافر / آئے جب ہر نشان ڈھلکے کمر پر گیسو

بارہا آئے ہیں اوڑا کے ہوا سی تک / ہو گئے چشمۂ حیوان کے ہیں رہبر گیسو

اوسنے گیسوے معنبر پہ اوڑایا ہی عبیر
چرخ کی طرح سے چمکاتے ہیں اختر گیسو

وصف گیسو نے ہم فکر سے رکھا محفوظ
ہیں جہاز دل صد لخت کو لنگر گیسو

بوے گیسوے معنبر سے جو پایا عشق کا زہر
سانپ ہیں ڈسنے کو عاشق کے معنبر گیسو

لڑنے دیتے نہیں باہم بھلا کو عاقل
زلف شانہ سے سلجھتے ہیں سراسر گیسو

اوس بت شوخ نے اب باندھ لیا ہی جوڑا
نکلے رشک کا نافہ وہ معنبر گیسو

بال سلجھانا ہے موتی کے کھلا دیتے ہیں فزون
چھٹتے مشکل سے ہیں ای شانہ لپٹ کر گیسو

شعلۂ عارض انور کا دھوان ہی یکجا
کون کہتا ہے کہ رکھتے ہیں وہ سر پر گیسو

کب تشبیہ کوئی ہو سکتا ہے بیان سنت انداز
وہ بیان میں لاتے نہیں سانپ کا منتر گیسو

نقد دل ہو تو نہایت ہے یہ سودا ارزان
مانگتے زر ہیں نہ ہیں طالب گوہر گیسو

بس سر پلک پہ کافی ہے طلائی تعویذ
اور پھر گز نہیں خواہندۂ زیور گیسو

تابش شعلۂ عارض سے چمکتے ہیں وہ بال
شب یلدا میں بھی رہتے ہیں منور گیسو

تازیانہ فرس ناز کو درکار نہیں
ہوں مجعد یہ مشاطہ سے کیونکر گیسو

طرفہ اس حسن خداداد کی شاہد ہیں گواہ
مصحف رخ کے جب آراستہ ہیں کافر گیسو

کیا مجھے بال زبان پر بھی ترے اے جامہ
رشتہ دیتا ہی دم وصف معنبر گیسو

شعر اکرتے ہیں بدنام عبث ای ہمت
ابروے یار نہ بچھو ہیں نہ اژدر گیسو

ہادی تخلص منشی ہادی حسن صاحب مختار عام ریاست محمود آباد

شب معراج کے عالم کو دکھا کر گیسو
بنگئے منظر اعجاز پیمبر گیسو

ہو گئے کھل کے حجاب رخ انور گیسو
رخ جو کعبہ ہے تو ہے پوشش اطہر گیسو

نکلا جو رستے لیں بلا کی نہ کیونکر گیسو
سنبل باغ جنان سے بھی ہیں بہتر گیسو

سنبل گلشن فردوس کے لا جائیں نکل
کھولدے اپنے جو گلگشت میں دلبر گیسو

دیکھیے حسن رسائی کہ کہاں جا پہونچے
سر معشوق پہ کیا عرش ہمیں ہیں گیسو

ہمسر اپنا نہیں رکھتے ہیں کوئی عالم میں
فارغ البال اماثل سے ہیں یکسر گیسو

عنبر اشہب و سارا ہیں کہاں اے تسلیم
ہے کہاں مشک میں وہ بوے معطر گیسو

وصف گیسو میں ہے بیان ظاہر و باطن یکبار
دلیل ہے سورۂ واللیل زبان پر گیسو

ہوکے مشتاق ملک آتے ہیں انسان کیسے
لیلۃ القدر ہیں گویا وہ معنبر گیسو

سایہ پڑ جاے اگر جن پہ تو دیوانہ ہو
ہوش اڑ جائیں پری دیکھے جو اگر گیسو

کھائے لہرا رہے ہیں حسن کے گنجینے پر
بل رہے ہیں نہیں عارض کے برابر گیسو

کچھ نہ تشاد کی چلی باد صبا کے آگے
اڑکے ادھر تجھے تو نیے ادھر بکھر کر گیسو

کسر ہو ہیں حبشی ملک حلب میں اندھیر
بل نہیں کھاتے ہیں آئینہ کے اندر گیسو

طول دیتے ہیں جو وہ سلسلۂ گیسو کو
شب ہجر انکو گھٹاتے ہیں بڑھا کر گیسو

راہ ظلمات سے پھرا نہ وہ ہرگز محروم
خضر رہ ہوتے اگر بہر سکندر گیسو

کوئی جا قبر سکندر پہ یہ مصرع پڑھ دے
بنگیا عالم ظلمات سمٹ کر گیسو

مل ہی جاتا ہے طلبگار کو کوئی ہادی
مل گئے یہاں سے مجھے ظلمات کے رہبر گیسو

پھر وہ آفت ہیں بلا ہیں یہ سراسر گیسو
کیا ستم آپ یہ کرتے ہیں بڑھا کر گیسو

کوسوں کے سر پہ عنبر سا کرتے ہیں مجھکو گیسو
دیکھو عالم کا نہ یہ ہم کریں دفتر گیسو

دل اچھوتی ہیں سر شام وہ اکثر گیسو
طرہ کرتے ہیں شب تار پہ کھلکر گیسو

پھر یہ کالی گھٹا یہ وہ برس پڑتے ہیں
جبکہ ہوتے ہیں دم غسل صنم تر گیسو

تہ قد وا سے نکے وہ اور اڑاتے ہیں ہوش
برق کو کرتے ہیں بیتاب گرا کر گیسو

کہکشاں مانگ کی صورت جو بنا کرتی ہے
چرخ کو دیتے ہیں کیا کیا نہیں چکر گیسو

ایسے زہریلے نہ دیکھے نہ سنے ہیں کالے
اپنے کاٹے کا نہیں رکھتے ہیں منتر گیسو

یون ہین اوقات شب و روز بسر ہوتی ہے
دونکو رخ پیش نظر رہتا ہے شب بھر گیسو

ان سیہ رویون نے کیا رتبۂ عالی پایا
رہتے ہین سر پہ لگائے ہوے بستر گیسو

صحبت دیدۂ سیگون نے اثر دکھلایا
اژدہون ہو گئے جو آب سے باہر گیسو

صاف ثابت یہ ہوا چاند گہن مین آیا
اوڑ کے آئے جو ہوا سے ترے رخ پر گیسو

شمس دو ناترے بالونکا ہوا افشانسے
شب تاریک مین دکھلاتے ہین اختر گیسو

لکھنؤ رشک ختن ہو گیا سارا دم مین
بام پر کھولے جو اوس گل نے معنبر گیسو

آخرش ٹہرے بلا ہو گئے عاشق کے لیے
بنگئے وے کہ نگلجانے کو اژدر گیسو

ان بلاؤن نے مجھے لوٹ لیا الفت مین
کشور دل کے لیے ہو گئے لشکر گیسو

سایہ کیا انپہ تری زلف پریشانکا پڑا
کہ جو سنبل کے نظر آتے ہین ابتر گیسو

ہاتھ سے دشمن موذی کے پریشان ہی یاس
اسکو دکھلائیے یا حیدر صفدر گیسو

التماس مؤلف

یہہ غزل مندرجۂ ذیل سہواً اپنے موقع پر درج نہین ہوئی اسواسطے
یہان لکھی گئی بقول معروف کہ لقمۂ لذیذ کو بعد کو کھاتی ہین

تسلیم تخلص منشی مولوی محمد انوار حسین متوطن سہوان مسکن لکھنؤ صاحب
تصانیف کثیرہ ہین اسمطبع سے عرصہ سے تعلق رکھتے ہین

وصف و تعریف کے لائق ہے ترا ہر گیسو
ایک ہے مشک اگر دوسرا عنبر گیسو

گرد باے لب سیراب ہین دلبر گیسو
ہو ابھی میرے لیے جادۂ کوثر گیسو

نسبت مشک غلط ابر کی تشبیہ غلط
سنبل باغ جنان سے بھی ہین بہتر گیسو

پیچتیان ہونے لگین برق شب تار انکی
دست رنگین سے نچوڑ دو جو نہاکر گیسو

بوسۂ عارض دلدار کا ملنا ہے محال
گرد مہ ابر کی گہیرے ہے اژدر گیسو

رتبہ زلف جو تھا پست کیا ہی پامال
پاؤں کا کل کے نہیں کہتے ہیں سر پر گیسو

مل گیا آج مجھے ملک عدم کا رستا
دوش سے تا بمیان آئے جو ڈھل کر گیسو

شوخئ رنگ اگر یار تجھے ہے منظور
باندھ مہندی لب و دنداں میں ڈبا کر گیسو

طوطے و زاغ رہے ہیں نہ رہیں گے یکجا
آپ رکھتے ہیں عبث خط کے برابر گیسو

ق

لکھے تشبیہ و صفت کیا کوئی اے مطلع حسن
تجدا ایک سے ہے دوسرا بڑھ کر گیسو

مصرع برجستہ معنی میں یہ اک گیسو ہے
مصرع آمدہ صورت میں وہ دیگر گیسو

غیر ممکن ہے کہ ہو تیرہ درون روشن دل
کبھی زنگی طرح ہوگا نہ منور گیسو

جو سبک دل ہے وہ ہی پست سبک سر بالا
رنگ مہندی کا تلے پاؤں کے سر پر گیسو

او جفا کیش یہی ہے مرے دلکو الجھن
کچھ تو ہے پیچ بگڑتے ہیں جو بنکر گیسو

زلف پیچاں تھا میں کشتہ ہوں مری ماتم میں
ہوں گے سنبل کے پریشاں متفکر گیسو

ہو مبارک کہ ہوئیں قاتل عالم آنکھیں
ہو مبارک کہ ہوا فتنہ محشر گیسو

ہو گیا خلق کو اڑتی ہوئی ناگن کا گمان
جبکہ لہرانے لگے دوش پہ آکر گیسو

ناتوانی کا بھی جس سے کہ نہ اوٹھے لنگر
اوس کمر کو نہو کس طرح جیسے دو بھر گیسو

فوج میں حسن جہانگیر کے کل موذی ہیں
ان جفا کیشوں میں جوئیں کا ہے افسر گیسو

نئی تشبیہ ملی ہمکو کمان و زہ کی
دیکھ کر ابروے پرخم کے برابر گیسو

عطر آگیں ہے نفس جن کا ہی کالا ناگ
ہیں لیے دلمیں مرے کس کے معنبر گیسو

مار ڈالے نہ مجھے پیچ میں لا کر گیسو
اے دل زار نہیں اچھے برادر گیسو

مشک سے کاٹ سوا ہے ترے بالوں میں یار
مل دے اکبار مرے زخم جگر پر گیسو

زاغ اوس باغ سے بہتر نہو جس میں سنبل
واقعی سچ ہی کہ ہے حسن کا زیور گیسو

پشتے چشم سے برگشتہ ہوئیں ہیں مژگان
زلف و کاکل کی حمایت سے ہیں پا پر گیسو

ایڑیوں سے بھی اب پیچان کچھ آگے سرکا
مار بیٹھے نہ کہیں پاؤں میں ٹھوکر گیسو

آمد خط رخ یار کا آج آیا خط
نہیں ممکن کہ اوٹھے بال سے بار گیسار
شانہ بھی کو مری خلق خدا جانتی ہے
ہے مثل مار گزیدہ رسن سے ترسہ
ہو مقابل نہ ترے رخ کے پری کا چہرا
جمع خاطر ہے کہ موباف ہے سر رشتہ دار
گیس بند آپ کا ہے خشیم و چراغ انجم
آیۃ الکرسی خط کی ہے یہ اک شان نزول

فتنہ ظلم کرے اب تو پس سر گیسو
حیف دوا سے کمر یار ہے تہ لٹ گیسو
امان لیجائے گا دل میرا جو اگر یہ گیسو
رشتہ موباف کا ہے مجھکو اسیر گیسو
ہوئے گیسو کا ترے حور کا ہمسر گیسو
کھولدیں گے اسکی پریشانی کا دفتر گیسو
تان سر فتنہ گردون ہے معنبر گیسو
کر دیا یار ستمگر کا انگون سر گیسو

ہمکو پہچان نہیں شام و سحر کی تسلیم
یاد شب بھر کیا رخسار تو دن بھر گیسو

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ علی احسانہ کہ بزبان اون گلدستۂ سخن اتمام کو پہونچا ناظرین کو اسکے ملاحظہ سے طبع آزمائی سخنوران ذی فہم اور رتبہ کی معلوم ہوگی حقیقتاً گلدستہ کیا ہے قدرت کا تماشا ہے ہر ایک شاعر نے ایسے ایسے عمدہ اشعار تصنیف فرمائے ہیں کہ جنکے دیکھنے سے طبیعت کو نہایت سرور حاصل ہوتا ہے اور ہر گلے را رنگ و بوی دیگر است کا مضمون صادق آتا ہے بتصحیح سید احمد حسین صاحب مصحح مطبع ہذا جنہوں نے تمام غزلوں کو بترتیب حروف تہجی جمع کر کے مرتب کیا ہے مطبع نامی گرامی جناب منشی نولکشور صاحب مقام لکھنؤ میں بماہ فروری ۱۸۷۵ء مطابق ماہ ذی الحجہ سنہ ۱۲۹۱ ہجری حلیۂ طبع سے آراستہ ہوا